عمران سیریز
کروشو
مظہر کلیم ایم اے

ونڈہ شاہ بلاول تحصیل تلہ گنگ ضلع چکوال سے ملک جاوید صاحب لکھتے
ہیں: آپ کے ناول طویل عرصے سے زیر مطالعہ ہیں۔ آپ نے اردو میں جاسوسی
ادب کو جس معیار تک پہنچا دیا ہے وہاں تک واقعی بہت کم ہی مصنفین پہنچ
سکتے ہیں۔ ایک الجھن البتہ ہمیشہ سامنے آتی رہتی ہے کہ پاکیشیا کے دارالحکومت
کے پس منظر میں لکھے جانے والے ناولوں میں بھی آپ مقامی مجرموں کے نام
غیر اسلامی ہی لکھتے ہیں جیسے مارشن، ٹونی وغیرہ۔ البتہ غیر مجرم کردار مسلمان ہوتے
ہیں یا خال خال مسلمان ناموں والے مجرم کردار سامنے آتے ہیں۔ اس کی کیا
وجہ ہے۔ امید ہے آپ جواب سے ضرور نوازیں گے۔

ملک جاوید احمد صاحب۔ خط لکھنے اور ناولوں کی پسندیدگی کا بے حد شکریہ۔
جہاں تک آپ کی الجھن کا تعلق ہے پاکیشیا کا دارالحکومت ایک بین الاقوامی شہر
ہے۔ یہاں ہر قوم، مذہب اور نسل کے لوگ ہوتے ہیں لیکن ظاہر ہے ایسی کوئی
تنظیم جو غیر ملک سے پاکیشیا کے دارالحکومت میں پاکیشیا کے خلاف کسی مشن پر
آتی ہے اسی سے ہی سیکرٹ سروس کا ٹکراؤ ہوتا ہے اور یہ ایک نفسیاتی بات
ہے کہ غیر مسلم مجرم یہاں جن لوگوں کا تعاون حاصل کرتے ہیں وہ ترجیح لازماً
ایسے مقامی مجرموں کو ہی دیتے ہیں جو ان کے ہم مذہب ہوتے ہیں۔ امید
ہے آپ کی یہ الجھن دور ہو گئی ہوگی۔

اب اجازت دیجئے۔

والسلام

مظہر کلیم ایم۔ اے

عمران صوفے پر بیٹھا دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کو ایک دوسرے
میں پیوست کر کے انگلیوں کی مدد سے ایک عجیب سا ساز بجانے
کی کوشش میں مصروف تھا۔ انگلی جب تیزی سے دوسری ہتھیلی کی
پشت پر پڑتی تو ہلکی سی ٹپ کی آواز سنائی دیتی اور جب اس کی
انگلیاں یکے بعد دیگرے تیزی سے ٹپ ٹپ کرتیں تو کبھی کبھی تو
انتہائی بھونڈی سی آواز سنائی دیتی اور کبھی واقعی ایک دلکش سی
لے بن جاتی لیکن وہ مسلسل کوشش میں مصروف تھا کہ سلیمان
ہاتھوں میں اخبارات کا بنڈل اٹھائے اندر داخل ہوا۔ عمران نے
اس کے آنے کا نوٹس نہ لیا اور اپنا یہ عجیب و غریب ساز بجانے
کی کوشش میں مگن رہا۔ سلیمان چند لمحے تو حیرت سے عمران کی
اس کوشش کو دیکھتا رہا پھر اس نے ہاتھ میں پکڑا ہوا اخبارات
کا بنڈل میز پر رکھ دیا۔

"صاحب — اب آپ شادی کر ہی لیجئے۔" — سلیمان نے بڑے ہمدردانہ لہجے میں کہا۔

"شادی کر لوں — کیوں، کیا اخبار میں کوئی خاص اشتہار آ گیا ہے ضرورت رشتہ کا، ویسے ایک بات ہے سلیمان، اخبار میں آج کل ضرورت رشتہ کے جو اشتہارات آ رہے ہیں اور ہر اشتہار میں فیکٹریاں، ملیں، زرعی اراضی کے مربعے، وسیع و عریض پھلدار باغات، کروڑوں روپے کا امپورٹ ایکسپورٹ بزنس، ایکریمیا میں شاندار فلیٹس کی ملکیت، لاکھوں روپے نقد بطور بنک بیلنس اور یہ سب کچھ نکاح کے وقت دولہا کے نام کرنے کا حتمی اعلان اور پھر دولہا صاحب کے لئے ذات پات، قدوقامت، صحت، عیب دار بے عیب ٹائپ کی کوئی شرط بھی نہیں رکھی جاتی — اَن پڑھ، تعلیم یافتہ، دیہاتی، شہری، گونگا، بہرہ، لنگڑا، شادی شدہ بال بچوں والا، رنڈوا، گنجا، مونچھوں والا یا بغیر مونچھوں کے، میری طرح منحنی یا جوانا کی طرح دیو قامت سب قابل قبول ہیں بلکہ ایک اشتہار میں تو میں نے پڑھا تھا کہ بال بچوں والے کو نہ صرف ترجیح دی جائے گی بلکہ اس کی پہلی، دوسری، تیسری جتنی بھی بیویاں ہوں اور اس سے درجن دو درجن جس تعداد میں بچے ہوں سب کو باقاعدہ خرچہ بھی دولہن کی طرف سے دیا جائے گا، دولہن کی طرف سے ہنی مون دولہا کی پسند کے ملک میں پوری شان و شوکت اور کروفر کے ساتھ، اعلیٰ ترین ہوٹلوں، لگژری بنگلوں، انتہائی جدید ترین ماڈل کی بحری جہاز نما کاروں کے بیڑے، باوردی

ملازمین سمیت سب کچھ ہنی مون کے لئے دلہن کی طرف سے مہیا کیا جائے گا، بس ایک بار دولہا صاحب شادی کے لئے ہاں کر دے لیکن پتہ نہیں یہ مرد حضرات اس قدر پُرکشش ترغیبات کے باوجود ہاں کیوں نہیں کرتے۔ ویسے یہ اشتہار پڑھ کر تو میرا دل چاہتا ہے کہ میں قدیم شہنشاہوں کی طرح پورا حرم بنا لوں لیکن...."

عمران کی زبان پوری رفتار سے چل پڑی تھی البتہ "لیکن" کا لفظ اس نے انتہائی افسردہ انداز میں طویل سانس لیتے ہوئے ادا کیا تھا اور اس کے ساتھ ہی اس کے چہرے پر حسرت اور مایوسی کی دبیز تہیں بھی چڑھ گئی تھیں۔

"اس قدر افسردہ ہونے کی ضرورت نہیں، یہ ساری ترغیبات شادی کے لئے نہیں ہوتیں بلکہ بھاری رجسٹریشن فیس کی وصولی کے لئے ہوتی ہیں، جتنی پُرکشش ترغیب اتنی ہی بھاری رجسٹریشن فیس اور اس کے بعد چراغ بیچارے میں روشنی تو ایک طرف تیل کا ایک قطرہ تک نہیں رہتا لیکن آپ ان اشتہارات کو چھوڑیں اور واقعی شادی کر لیں۔" — سلیمان نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"واقعی شادی سے تمہاری کیا مراد ہے۔ کیا غیر واقعی شادی بھی ہوتی ہے۔ یہ شادی کی کونسی قسم ہے۔" — عمران نے چونک کر پوچھا۔

"واقعی شادی کا مطلب ہے بغیر رجسٹریشن فیس کے نکاح، چھواروں کی تقسیم، بینڈ باجہ، آتش بازی، ولیمہ والی شادی،

شاید اس طرح بڑی بیگم کو قرار آ جائے۔ وہ کل بیٹھی رو رہی تھیں"۔۔۔۔ سلیمان نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

"ظاہر ہے چھوٹی بیگم کے آنے کے بعد بڑی بیگم نے رونا ہی ہے اور وہ بیچاری کیا کر سکتی ہے لیکن یہ تم کہہ کیا رہے ہو۔ کیا چپکے چپکے بڑی بیگم اور پھر چھوٹی بیگم اور شاید بالکل چھوٹی بیگم سب اکٹھی کر لیں اور مجھے خبر تک نہ ہونے دی"۔۔۔۔ عمران نے قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

"میں آپ کی والدہ ماجدہ یعنی اماں بی کی بات کر رہا ہوں"۔۔۔۔ سلیمان نے جواب دیا۔

"کیا۔۔۔ کیا کہہ رہے ہو۔ کل اماں بی رو رہی تھیں اور تم مجھے آج بتا رہے ہو"۔۔۔۔ عمران نے ایک جھٹکے سے کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر یکلخت اس قدر غصہ چھا گیا تھا جیسے اس سلیمان کو کچا چبا جائے گا۔

"ظاہر ہے جن کی اولاد اس قدر نافرمانبردار، نابنجار بلکہ اور کیا قافیہ ہو سکتا ہے بہرحال باقی قافیے آپ کسی شاعر سے پوچھ لیجئے اور اس نے کل بھی رونا ہے اور آج بھی، اس لئے ایک دن بعد بتانے سے کوئی فرق نہیں پڑتا"۔۔۔۔ سلیمان نے ترکی بہ ترکی جواب دیتے ہوئے کہا۔

"مگر وہ رو کیوں رہی تھیں"۔۔۔۔ عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"انہیں پوتا کھلانے کا ارمان ہے"۔۔۔۔ سلیمان نے

سپاٹ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"طوطا۔۔۔ کیا مطلب۔ کیا اماں بی اب مرغیوں کو دانہ وغیرہ کھلانے کی بجائے طوطے میرا مطلب ہے میاں مٹھو کو دانہ کھلانا چاہتی ہیں تو پھر تم واپس کیوں آ گئے۔ تمہاری ناک دیکھنے کے بعد تو تمہیں خواہ مخواہ چوری کھلانے کو جی چاہتا ہے"۔۔۔۔ عمران نے دوبارہ صوفے پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"میں نے پوتا کہا ہے۔ میرا مطلب ہے بیٹے کا بیٹا"۔۔۔۔ سلیمان نے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"بیٹے کا بیٹا۔۔۔ سلیمان کہیں تم نے نشہ کرنا تو نہیں شروع کر دیا۔ استادوں کے استاد تو سنا تھا یہ بیٹے کا بیٹا کیا محاورہ ہے۔ بیٹا تو بس بیٹا ہی ہوتا ہے پھر اس کا بیٹا یعنی بیٹا در بیٹا، یہ تو مجھے سود در سود میرا مطلب ہے سود مرکب کی نسل کا کوئی سوال لگتا ہے"۔۔۔۔ عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"آپ اپنی اماں بی کے بیٹے ہیں ناں"۔۔۔۔ سلیمان نے اب اس طرح سمجھانا شروع کر دیا جیسے کسی انتہائی کند ذہن بچے کو استاد وضاحت سے سوال سمجھاتا ہے۔

"ہاں بالکل ہوں۔۔۔ میں نے ڈیڈی کے نکاح نامے کی فوٹو کاپی محفوظ کر رکھی ہے"۔۔۔۔ عمران نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

"جب آپ کا نکاح ہو گا تو پھر آپ کا بیٹا بھی اس کی

کاپی محفوظ کرلے گا اور وہ ہوگا بیٹے کا بیٹا۔ اب بات سمجھ میں آگئی ہے یا نہیں، ویسے میرا خیال ہے آپ سحری میں کھانا کھانے کی بجائے سر پر بادام روغن کی مالش کیا کریں، ورنہ اگر اسی طرح آپ کے دماغ میں موجود خشکی میں اضافہ ہوتا رہا تو عید سے پہلے ہی آپ سڑکوں پر چٹکیاں بجاتے پھریں گے ویسے آغاز تو آج ہو گیا ہے اور ابھی تو چوتھا روزہ ہے۔" —— سلیمان نے منہ بناتے ہوئے کہا اور پھر واپس مڑ گیا۔

"سلیمان —— پیارے سلیمان —— جناب آغا سلیمان پاشا صاحب" —— اچانک عمران نے اونچی آواز مگر لاڈ بھرے لہجے میں کہا۔

"سوری افطاری میں آج آپ کو صرف کھجوروں پر ہی گزارہ کرنا پڑے گا۔ میں تو آج ایک ہائی کلاس افطار پارٹی میں مدعو ہوں" —— سلیمان نے دروازے پر مڑتے ہوئے خشک لہجے میں کہا۔

"وہ تو کل تھی —— پھر آج" —— عمران نے چونک کر پوچھا۔

"پرسوں بھی تھی —— اور عید تک افطار پارٹی چلے گی پھر عید ملن پارٹیاں شروع ہو جائیں گی اس لئے سوری" —— سلیمان نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

"کمال ہے —— تمہیں روزانہ افطار پارٹیوں کی دعوتیں مل رہی ہیں اور ایک میں ہوں کہ آج چوتھا روزہ ہے مگر کسی نے

سوکھے منہ پوچھا تک نہیں۔ اب تو مسجد میں بھی لوگ کچھ نہیں بھیجتے، وہیں گھر میں کھا پی کر ٹشو سے منہ پونچھتے اور ڈکاریں لیتے آ جاتے ہیں۔ ورنہ پہلے تم جیسے باورچی رکھنے والے بیچارے مسجد میں گزارہ کر لیا کرتے تھے" —— عمران نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

"یعنی اب تک آپ کو اتنا بھی معلوم نہیں ہو سکا کہ افطار پارٹیوں اور عید ملن پارٹیوں کے دعوت نامے کیسے ملتے ہیں، کمال ہے آپ نے شاید اتنی ساری ڈگریاں کتابیں رٹ رٹ کر لے رکھی ہیں آپ ایسا کریں ایک من مٹھائی منگوا کر میری طرف سے محلے کے لوگوں میں افطاری کے وقت بانٹ دیجئے اور باقاعدہ شاگردی کر لیجئے" —— سلیمان نے کہا۔

"ایک من یعنی کہ ایک من مٹھائی —— پتہ ہے آج کل مٹھائی کا ریٹ کیا چل رہا ہے۔ اب تو گلاب جامن خریدنے جاؤ تو یوں لگتا ہے جیسے سنار کی دکان میں جا گھسے ہوں" —— عمران نے آنکھیں پھاڑتے ہوئے کہا۔

"چلو چھٹانک دو چھٹانک کم کر لیجئے۔ آخر مفلسوں اور غریبوں کو بھی تو شاگرد بنانا ہی پڑتا ہے" —— سلیمان نے بڑے بے نیازانہ لہجے میں کہا۔

"چھٹانک دو چھٹانک —— واہ یہ بات ہوئی ناں۔ وہ کیا کہتے ہیں جیسا منہ ویسا تھپڑ، اسی طرح جیسا استاد اتنی مٹھائی، ویری گڈ —— سمجھو بانٹ دی" —— عمران نے خوش ہوتے

ہوئے کہا۔

" تو جیسا شاگرد ویسی پڑھائی ــــ تو سنیئے چھٹانک دو چھٹانک
والی ترکیب ــــ میرا مطلب ہے آپ کی حسب توفیق ترکیب،
بس اچھا سا سوٹ پہنیئے، شاندار کار میں بیٹھیے اور اخبار میں
دی گئی افطار پارٹیوں کی خبروں میں سے پہلے سونگھ لیجئے کہ ان
میں سے کونسی افطاری بھرپور ہو سکتی ہے اور اطمینان سے
وہاں پہنچ جائیے، کار سے اتریئے، چہرے پر رعب و دبدبہ،
چال میں وقار پیدا کیجئے اور محفل میں اِن ہو جائیے۔ بس افطاری
شروع، میزبان کی طرف انتہائی ممنونانہ انداز میں شکریہ بھی
وصول کرتے رہیے اور ساتھ ساتھ دی ہوئی افطار پارٹیوں کا سرسری
سا ذکر بھی کرتے رہیے جن میں بڑے بڑے لارڈ، اعلیٰ ترین سرکاری
آفیسر بلکہ ملک کا وزیراعظم اور صدر مملکت کی شمولیت یقینی ہوتی
ہے۔ اور پھر بیچارہ میزبان کار تک پہنچانے بھی آئے گا۔ کار کا
دروازہ بھی خود کھولے گا اور آپ ڈکاریں لیتے واپس۔" ــــ
سلیمان نے ترکیب بتاتے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ
عمران کوئی جواب دیتا میز پر رکھے ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی۔

" میرا خیال ہے افطاری کی دعوت ہوگی ــــ دیکھا اس
طرح آتی ہیں دعوتیں، تمہاری طرح مفت خورہ نہیں ہوں میں۔" ــــ
عمران نے بڑے فخریہ انداز میں کہا اور رسیور اٹھالیا۔

" جی کونسے ہوٹل میں دے رہے ہیں آپ افطار پارٹی، لیکن جناب
مینو آپ کو بتانا ہوگا۔ اگر مینو معمولی سا ہوا تو پھر میں اپنے باورچی

کو بھیج دوں گا بیچارہ ترس رہا ہے افطار پارٹیوں کے لئے
جبکہ مجھ سے تو ڈیٹ لیتے ہیں لوگ اور بعض لوگ تو افطار ہی
نہیں کرتے، جی ہاں بالکل مگر میں ڈیٹ مینو سن کر ہی دے
سکتا ہوں۔" ــــ عمران کی زبان قینچی کی طرح چل پڑی۔

" کونسا مینو تمہارا پسندیدہ ہے۔" ــــ دوسری طرف
سے کرنل فریدی کی آواز سنائی دی اور عمران کی آنکھیں ایک
لمحے تک تو سرچ لائٹ کی طرح دیدوں میں پھرتی رہیں پھر
وہ مسکرا دیا۔

" پہلے آپ اپنا تعارف تو کرائیے تاکہ مجھے اندازہ تو ہو سکے
کہ آپ مینو برداشت بھی کر سکیں گے ایسا نہ ہو کہ مینو سن کر
آپ پر دل کا دورہ پڑ جائے۔ ویسے پہلے تو افسر لوگ دورے
پر جایا کرتے تھے آج کل بیچارے دل کی ڈیوٹی لگ گئی ہے
شاید۔" ــــ عمران کی زبان بھلا کب رکتی تھی۔

" تم فکر نہ کرو بغیر ٹی۔ اے۔ ڈی۔ اے کے میرا دل دورے
پر نہیں جا سکتا اور مجھے معلوم ہے کہ ٹی۔ اے، ڈی۔ اے تم
دے نہ سکو گے اس لئے مینو ہی بتا دو۔" ــــ کرنل فریدی
کی مسکراتی ہوئی آواز سنائی دی۔

" اچھا پھر دل تھام کر سنیئے، مغرب کی اذان ہوتے ہی میں
کھجور، فریش لائم، رس گلے، دہی بھلے، مٹن پراٹھا یا آلو
پراٹھا چکھتا ہوں اور افطاری کا پہلا مرحلہ مکمل، اس کے
بعد مغرب کی نماز ادا ہوتی ہے اور پھر بار بیکیو ڈنر افطاری کا

دوسرا مرحلہ شروع ہو جاتا ہے جس میں سیخ بٹیر، چکن بوٹی، مٹن تکہ، مٹن چاپ، سیخ کباب، بیف تکہ، چکن شاشلک، ایگ فرائیڈ چاول کے ساتھ، دال ماش قیمہ، تندوری روٹی، رائتہ، چٹنی پودینہ اور دوسرا مرحلہ ختم لیکن ظاہر ہے اس کے ساتھ سلاد بھی ضروری ہے اور سلاد میں چکن ایپل، بیف ایپل، رلشین، کول، ایگ مائنس MINUS کچومر، گرین، گرینز بلنسز۔ اب تیسرا مرحلہ افطاری کا بھی سن لیجئے، ربڑی کھیر مگر سپیشل اور قہوہ لیموں کے ساتھ لیکن یہ بھی سن لیجئے کہ دوسرے یعنی بار بیکو ڈنر کے لئے بھٹیاں یعنی GRILLS اور گرم گرم تندوری روٹی کے لئے تندور موقع پر موجود ہونا چاہیے"۔ عمران نے اس تیزی سے مینو سنوا دیا جیسے اس کی ساری عمر ہوٹلوں میں ویٹری کرتے گزر گئی ہو۔

" تندور جلتا ہوا ہونا چاہیے یا خالی تندور سے ہی کام چل جائے گا اور یہ بھی بتا دو کہ تندور اگر جلتا ہوا ہو تو کس آگ سے، پتھری کوئلہ، عام کوئلہ، لکڑی، برادہ یا پھر عشق کی آگ سے کام چل جائے گا اور لکڑی جلانی ہو تو لکڑی کونسی ہو صندل کی، شاہ بلوط کی، کیکر کی"۔ —— کرنل فریدی نے سنجیدہ لہجے میں پوچھا۔

" اس کا مطلب ہے کہ آپ زندگی میں پہلی بار ہم جیسے شرفا کو افطاری کی دعوت دے رہے ہیں، پھر تو آپ یہ بھی پوچھیں گے کہ روٹیاں پکانے والی ہونی چاہیے یا پکانے والا

اور اگر پکانے والی ہو تو کس عمر، کس قومیت، کس رنگ کی ہو"۔ —— عمران نے ترکی بہ ترکی جواب دیتے ہوئے کہا اور اس بار دوسری طرف سے کرنل فریدی بے اختیار ہنس پڑا۔

" ابھی تو روزے کا آغاز ہوا ہے اور تم نے ابھی سے افطاری کے مینو سنانے شروع کر دیئے ہیں۔ بہرحال آجاؤ یہ تو کیا مینو ہے ایسی افطاری کراؤں گا کہ مینو ہی بھول جاؤ گے"۔ —— کرنل فریدی نے ہنستے ہوئے کہا۔

" آپ کا مطلب ہے کہ ابھی سے پیدل چل پڑوں تاکہ آپ تک پہنچتے پہنچتے افطاری کا مسئلہ ہی ختم ہو جائے۔ نہ جناب میں باز آیا ایسی افطاری سے۔ اس سے تو بہتر ہے کہ دو کھجوریں کھا کر اور پانی کا گلاس پی کر آغا سلیمان پاشا کے حق میں دعا کرتا رہوں"۔ —— عمران نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا اور اس بار کرنل فریدی بے اختیار قہقہہ مار کر ہنس پڑا۔

" اچھا باتیں تو بہت ہو گئیں۔ میں نے کال اس لئے کی ہے کہ کسی سیکرٹ ایجنٹ کروشو کو جانتے ہو"۔ —— کرنل فریدی نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

" اگر وہ واقعی سیکرٹ ایجنٹ ہے تو ظاہر ہے جاننے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ورنہ پھر بیچارہ خالی ایجنٹ ہی رہ جائے گا، اور اگر وہ سیکرٹ ایجنٹ نہیں ہے تو پھر بس اتنا جانتا ہوں کہ کروشو تاش کی گیم کے آخر میں کیا جاتا ہے یعنی اپنے

پتے کروشو "۔۔۔۔۔ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اس کا مطلب ہے نہیں جانتے ' او۔کے خداحافظ"۔ دوسری طرف سے کرنل فریدی نے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہوگیا۔

"کمال ہے ۔۔۔۔۔ کھیلنی گیم اور جب کروشو کہا جائے تو بھاگ جائیں' ہونہہ انہوں نے بھی کھیل لی گیم "۔۔۔۔۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا اور پھر ہاتھ بڑھا کر اس نے کریڈل دبایا اور نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"ایکسٹو "۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے بلیک زیرو نے مخصوص آواز میں کہا۔

"روزہ تو آج چوتھا ہے اور تم دو پر ہی اٹکے ہوئے ہو۔ اب فرائض سے بھی غافل ہوتے جا رہے ہو"۔۔۔۔۔ عمران نے سخت لہجے میں کہا۔

"کیا مطلب ۔۔۔۔۔ روزہ تو آج واقعی چوتھا ہے۔ آپ جانتے ہیں کہ کم از کم میں تو روزہ چھوڑنے کا تصور بھی نہیں کر سکتا"۔۔۔۔۔ بلیک زیرو نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔ عمران کا مطلب ہی نہ سمجھا تھا۔

"اسی لئے تو مجھے حیرت ہوئی ہے کہ چوتھے روزے تم مجھے ایکس۔ ٹو بتا رہے ہو اور ایکس کا معنی ہوتا ہے سا یعنی دو روزے سابقہ' یہی مطلب ہوا ناں"۔۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس بار بلیک زیرو بے اختیار

کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

"تو آپ کا مطلب آج مجھے ایکس فور کہنا چاہیے"۔۔۔۔۔ بلیک زیرو نے ہنستے ہوئے کہا۔

"اچھا اب گنتی بھی سکھانی پڑے گی۔ بھائی آج چوتھا روزہ ہے تو سابقہ تین ہوئے اس لئے ایکس تھری اور آج سمیت چار"۔۔۔۔۔ عمران نے کہا اور بلیک زیرو ایک بار پھر قہقہہ مار کر ہنس پڑا۔

"ارے ارے روزے میں اتنے زور سے نہیں ہنسا کرتے کہتے ہیں زیادہ ہنسنا دل کی موت ہوتی ہے اور دل مر گیا تو افطاری کیسے کرو گے"۔۔۔۔۔ عمران نے کہا اور بلیک زیرو ایک بار پھر ہنس پڑا۔

"ٹھیک ہے ۔۔۔۔۔ نہیں مرنے دوں گا دل کو اور کوئی حکم"۔ بلیک زیرو نے ہنستے ہوئے کہا۔

"لائبریری میں جاؤ اور وہاں انڈکس کمپیوٹر سے چیک کرو کہ ہمارے پاس کروشو نام کے کسی سیکرٹ ایجنٹ کی کوئی فائل موجود ہے یا نہیں۔ میرے ذہن میں تو یہ مجرم موجود نہیں ہے۔ ہو سکتا ہے کوئی پرانی فائل ہو"۔۔۔۔۔ عمران نے اس بار سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"او۔کے ہولڈ کریں گے یا میں پھر فون کر لوں"۔۔۔۔۔ بلیک زیرو نے بھی سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"مجھے فون کر لینا ۔۔۔۔۔ تب تک میں ذرا آج کی افطاری اور

کل صبح کی سحری کا مینو تیار کر لوں "۔ ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ پھر اس نے ہاتھ بڑھا کر میز پر رکھے ہوئے اخبارات کا بنڈل اٹھایا اور موٹی موٹی سرخیاں دیکھنے میں مصروف ہو گیا۔ تقریباً دس منٹ بعد فون کی گھنٹی بجی اور عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس "۔ ——— عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"عمران صاحب، اس نام کی کوئی فائل موجود نہیں ہے"۔ ——— بلیک زیرو نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

" اچھا ٹھیک ہے۔ کرنل فریدی کی قسمت ——— اب میں کیا کر سکتا ہوں "۔ ——— عمران نے کہا۔

"کرنل فریدی ——— کیا مطلب، کیا کرنل فریدی صاحب پوچھ رہے ہیں اسے "۔ ——— بلیک زیرو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" ہاں ابھی ان کا فون آیا تھا "۔ ——— عمران نے کہا اور پھر رسیور رکھ دیا۔ اس کے بعد اس نے ایک فارن اخبار اٹھایا اور اسے پڑھنے میں مصروف ہو گیا۔ لیکن تیسرے صفحے پر نظر پڑتے ہی وہ یکلخت چونک پڑا۔ یہ باچانی اخبار تھا، اور باچانی زبان میں ہی تھا۔ اس کے تیسرے صفحے کے ایک کونے میں چوکھٹے کے اندر ایک خبر موجود تھی جس کا عنوان تھا کہ مشہور دہشت گرد کروشو پراسرار طریقے سے جیل سے رہا ہو گیا ——— عمران کی نظریں تیزی سے خبر کی تفصیلات پر دوڑنے لگیں۔ خبر

میں بتایا گیا تھا کہ مشہور دہشت گرد کروشو جسے ایک ہفتہ قبل ڈرامائی انداز میں پکڑا گیا تھا اسے ٹاکیو کی سب سے محفوظ جیل میں انتہائی کڑی نگرانی میں رکھا گیا تھا لیکن رات وہ اچانک جیل سے پراسرار طور پر فرار ہو گیا ہے۔ پولیس اسے سرگرمی سے تلاش کر رہی ہے اور آخر میں بتایا گیا تھا کہ کروشو فری لانسر دہشت گرد ہے اور بھاری معاوضے کے بدلے میں انتہائی خوفناک دہشت گرد سرگرمیوں کے لئے کام کرتا ہے۔ اس کا نام دنیا کے کئی ممالک میں ہونے والی خوفناک دہشت گردانہ کارروائیوں میں شامل رہا ہے نسلاً باچانی ہے اور اس کے ساتھ ہی خبر ختم ہو گئی اور عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے اخبار میز پر رکھا اور ٹیلی فون کا رسیور اٹھا کر کرنل فریدی کے نمبر ڈائل کرنے میں مصروف ہو گیا۔ اس کے چہرے پر گہری سنجیدگی کے آثار نمایاں تھے

" ہارڈ اسٹون "۔ ——— رابطہ قائم ہوتے ہی کرنل فریدی کی آواز سنائی دی۔

" عمران بول رہا ہوں۔ اچھا میں نے آپ کو مینو بتایا کہ آپ پورا مینو سنے بغیر ہی بھاگ گئے۔ بہر حال کروشو کے متعلق آپ کا فون بند کرنے کے بعد اچانک معلومات مل گئی ہیں جیسے اب تک اس انتظار میں چھپی رہی ہوں کہ کرنل فریدی فون کرے تو پھر سامنے آئیں اور یہ معلومات باچان کے مشہور اخبار باچان ڈیلی سے حاصل ہوئی ہیں۔ میں آپ کو سنا دیتا ہوں "۔ ———

عمران نے کہا۔

" پرسوں کے اخبار میں اس کے متعلق جو چوکھٹا چھپا ہے اس کے متعلق کہہ رہے ہو، وہ تو میں نے کل ہی پڑھ لیا تھا۔ جس میں اسے عالمی دہشت گرد ظاہر کیا گیا ہے، اسی کی بات کر رہے ہو ناں "۔۔۔۔۔ کرنل فریدی نے کہا۔

" میں نے خواہ مخواہ فارن کال کا بل بڑھا لیا۔ اگر آپ کو معلوم تھا تو مجھ غریب سے پوچھنے کی کیا ضرورت تھی "۔۔۔۔۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

" عمران یہ کروشتو دہشت گرد نہیں ہے۔ باچان کی ایک سپیشل ایجنسی سے متعلق سیکرٹ ایجنٹ ہے اور تم یہ سن کر حیران ہو گے کہ پوری ایجنسی اس اکیلے سے ہی قائم ہے۔ میرا مطلب ہے وہ خود ہی سپیشل ایجنسی کا چیف بھی ہے اور اس کا اکلوتا ایجنٹ بھی، مجھے باچان سے ہی اطلاع ملی تھی کہ کروشتو کسی خاص مشن پر کافرستان آ رہا ہے اور اس کی اصلیت چھپانے کے لئے اس کی گرفتاری اور پھر پراسرار انداز میں رہائی کی خبر شائع کی گئی ہے۔ کروشتو کے متعلق یہ معلومات بھی مجھے اسی آدمی نے دی ہیں جس نے مجھے اطلاع دی ہے۔ میں نے سوچا تم سے پوچھ لوں۔ شاید تم اس کے متعلق مزید کچھ تفصیلات جانتے ہو "۔۔۔۔۔ کرنل فریدی نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

" وہ کیا محاورہ ہے، اکیلا چنا کیا بھاڑ جھونکے گا۔ ویسے میں نے لائبریری بھی چیک کی ہے وہاں بھی اس کی فائل موجود

نہیں ہے اور اس سے پہلے میں نے اس کا نام بھی کبھی نہیں سنا، اس لئے یا تو اس نے نام بدل لیا ہے یا پھر کوئی نیا سورما پیدا ہوا ہے اور اپنی پہلی سالگرہ منانے کافرستان آ رہا ہو گا "۔۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" بہرحال فون کرنے کا شکریہ، میں اسے خود دیکھ لوں گا، خدا حافظ "۔۔۔۔۔ کرنل فریدی نے جواب دیا اور ایک بار پھر رابطہ ختم ہو گیا۔ عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے ہاتھ بڑھا کر کریڈل دبایا۔۔۔ اور ایک بار پھر اس کی انگلیاں تیزی سے نمبر ڈائل کرنے میں مصروف ہو گئیں۔

" یس ٹیلی سٹار "۔۔۔۔۔ رابطہ قائم ہوتے ہی ایک کرخت سی آواز سنائی دی۔

" رُتھ مین سے بات کراؤ۔۔۔ میں پرنس بول رہا ہوں "۔ عمران نے بھی اسی طرح سخت لہجے میں کہا۔

" یس ہولڈ کریں "۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور چند لمحوں بعد ایک اور آواز رسیور پر ابھری۔

" یس رُتھ مین سپیکنگ "۔۔۔۔۔ بولنے والے کا لہجہ بھاری اور کرخت تھا۔

" یعنی ابھی تک تم مین ہی ہو، میں نے تو سنا تھا کہ تمہاری جنس تبدیل ہو چکی ہے اور تم اب رُتھ مین کی بجائے رتھ ومین بن چکے ہو "۔۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" اوہ، اوہ تم پرنس آف ڈھمپ۔۔۔ ارے تو تم شیطان

آدمی میرے دمین بننے کے انتظار میں بیٹھے تھے "۔۔۔۔۔۔
اس بار دوسری طرف سے بولنے والے نے انتہائی بے تکلفانہ لہجے میں کہا۔

"ارے ارے مجھے تمہارا قد و قامت معلوم ہے۔ میں بھلا ایسی غلطی کر سکتا ہوں۔ تمہاری جیسی دمین کے لئے تو کوہ قاف سے کوئی دیو بلکہ دیوؤں کے سپہ سالار کو بلانا پڑے گا"۔۔۔۔۔۔ عمران نے سہمے ہوئے لہجے میں کہا اور دوسری طرف سے رُتھ مین بے اختیار قہقہہ مار کر ہنس پڑا۔

"ارے ارے مجھے یقین آگیا کہ تم ابھی تک مین ہی ہو، لیکن کم از کم میرے کانوں کے نازک پردوں کا تو خیال رکھو، ویسے رُتھ مین ایک بات بتاؤ تمہاری ایجنسی نے سنا ہے اب سیکرٹ ایجنٹوں کے کوائف بھی رکھنے شروع کر دیئے ہیں"۔۔ عمران نے بات کرتے کرتے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ہاں ۔۔ لیکن ظاہر ہے سب کے تو نہیں ہو سکتے، خاص خاص ہیں کیوں"۔۔۔۔۔۔ رُتھ مین نے بھی سنجیدہ ہوتے ہوئے جواب دیا۔

"ایک سیکرٹ ایجنٹ ہے کردشو نسلاً جاپانی ہے، عام طور پر اسے دہشت گرد مشہور کیا جاتا ہے۔ جاپان کی کسی سپیشل ایجنسی سے متعلق ہے۔ کیا تمہارے پاس اس کے متعلق کچھ موجود ہے"۔۔۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"جاپانی سیکرٹ ایجنٹ کردشو ۔۔ ٹھہرو میں ریکارڈ

چیک کرتا ہوں۔ میرے ذہن میں تو نہیں ہے"۔۔۔۔۔۔ رُتھ مین نے کہا اور پھر چند منٹوں بعد ہی اس کی آواز سنائی دی۔ عمران جانتا تھا کہ انہوں نے بھی جدید ترین کمپیوٹر رکھے ہوئے ہیں، اس لئے اسے اتنی جلدی ریکارڈ چیک کر لئے جانے پر کوئی حیرت نہ ہوئی تھی۔

"پرنس کیا تم لائن پر ہو"۔۔۔۔۔۔ رُتھ مین کی آواز سنائی دی۔

"ہاں ۔۔ کچھ پتہ چلا"۔۔۔۔۔۔ عمران نے پوچھا۔

"معلوم ہو گیا ہے ۔۔ اس کی فائل موجود ہے لیکن اسے ریکارڈ سے نکلوانے میں کچھ دیر لگے گی"۔۔۔۔۔۔ رُتھ مین نے جواب دیا۔

"اندازاً کتنا وقت"۔۔۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"زیادہ سے زیادہ پندرہ منٹ"۔۔۔۔۔۔ رُتھ مین نے جواب دیا۔

"او۔ کے میں پندرہ منٹ بعد فون کر لوں گا۔ ابھی میں صرف نام کا ہی پرنس ہوں اس لئے پندرہ منٹ کی فارن کال کا بل ادا نہیں کر سکتا"۔۔۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور ریسیور رکھ دیا۔ اس کی آنکھوں میں چمک سی ابھر آئی تھی۔ ویسے تو ایسی معلومات فروخت کرنے والی اور بھی ایجنسیاں موجود تھیں لیکن عمران جانتا تھا کہ ان سب میں فعال ٹیلی سٹار ہے اس لئے اس نے اسے ہی سب سے پہلے ٹرائی

کیا تھا اور پھر پندرہ منٹ بعد اس نے رسیور اٹھایا اور نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"یس ٹیلی سٹار" ——— وہی پہلے والی آواز دوبارہ سنائی دی۔

"رتھ مین سے بات کرائیں — پرنس بول رہا ہوں۔" عمران نے جواب دیا۔

"ہولڈ کریں" ——— جواب دیا گیا اور چند لمحوں بعد رتھ مین کی آواز دوبارہ رسیور پر سنائی دی۔

"پرنس — فائل میرے پاس پہنچ چکی ہے لیکن اس میں کوئی خاص معلومات موجود نہیں ہیں۔ شاید یہ کوئی اہم ایجنٹ نہیں ہے۔ بہرحال جو کچھ ہے وہ میں تمہیں بتا دیتا ہوں" ——— رتھ مین نے کہا۔

"ٹھیک ہے، بتا دو" ——— عمران نے کہا اور ساتھ ہی اس نے ٹیلی فون کے ساتھ منسلک ٹیپ کا بٹن بھی پریس کر دیا۔ اس طرح اس کے مخصوص کمرے میں موجود ٹیپ ریکارڈر ٹیلی فون پر ہونے والی تمام بات چیت ریکارڈ کرتا رہے گا۔

"کروشو کا اصل نام جیکارو کروشو ہے۔ نسلاً باچانی ہے لیکن اس کی ماں باچانی نہیں تھی بلکہ ویسٹرن کارمن کی تھی۔ اس لئے کروشو عام باچانیوں جیسا نہیں ہے بلکہ یورپ کے کسی ملک کا فرد لگتا ہے۔ انتہائی تعلیم یافتہ ہے۔ ایکریمیا سے اس نے کیمیکل انجینئرنگ سے ماسٹر ڈگری لی ہوئی ہے

طالب علمی کے زمانے میں ایکریمیا کی مجرم تنظیم بلیو ورلڈ سے متعلق رہا۔ یہ تنظیم حکومتوں کے خلاف جرائم میں ملوث رہتی تھی۔ کروشو نے اس تنظیم میں بڑے بڑے کارنامے سرانجام دیئے۔ اس تنظیم کے ایک سیکشن کا چیف آرنلڈ ہمبر گر تھا۔ کروشو اسی سیکشن سے متعلق تھا۔ آرنلڈ کے بارے میں سب جانتے ہیں کہ وہ مارشل آرٹ، نشانہ بازی اور شعبدہ بازی میں اس درجے ماہر تھا کہ اسے مارشل آرٹ کا جادوگر کہا جاتا تھا۔ آرنلڈ نے کروشو کی تربیت کی۔ اس طرح کروشو ان میدانوں میں بھی ماہر ہو گیا۔ اس کے بعد کروشو اچانک غائب ہو گیا۔ اس کے متعلق کچھ معلوم نہ ہو سکا کہ وہ کہاں ہے اور کیا کر رہا ہے۔ آخری اطلاع یہ ہے کہ کروشو حکومت باچان کی ایک سرکاری سپیشل ایجنسی ٹاس کراس سے متعلق ہے۔ ٹاس کراس دنیا بھر سے انتہائی جدید ترین سائنسی ٹیکنالوجی کو اغوا کر کے باچان کی سپیشل لیبارٹریوں تک پہنچانے کا کام کرتی ہے اور کہا جاتا ہے کہ ٹاس کراس کی وجہ سے باچان نے سائنسی اور ٹکنیکی دنیا کو پیچھے چھوڑ دیا ہے۔ بس یہی کچھ لکھا ہوا ہے اس فائل میں" رتھ مین نے تبصرہ کرنے کے سے انداز میں تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اس کا کوئی فوٹو ——— کسی جگہ کا پتہ وغیرہ" ——— عمران نے پوچھا۔

"فائل میں تو نہیں ہے لیکن ٹھہرو ایک منٹ ہولڈ کرو

مجھے اب فائل پڑھ کر یاد آرہا ہے کہ گذشتہ دنوں اس کے بارے میں ایک اطلاع ہماری ایجنسی کو وصول ہوئی تھی جو شاید ابھی تک اس فائل میں درج نہیں کی گئی۔ میں معلوم کرتا ہوں۔" رتھ مین نے کہا اور پھر تقریباً ڈیڑھ دو منٹ کی خاموشی کے بعد رتھ مین کی آواز دوبارہ سنائی دی۔

" پرنس یہ واقعی اہم اور تازہ ترین اطلاع ہے۔ باچان میں ہمارے ایک خاص مخبر نے اطلاع دی ہے کہ کردشو نے ٹاس سراس کے سپیشل ایجنٹ کی حیثیت سے حکومت کی ایک انتہائی خفیہ میٹنگ اٹنڈ کی ہے اور اس میٹنگ میں کسی نئی سائنسی شعاع بلانگ ریز کے بارے میں بات چیت ہوتی رہی ہے۔ بس اس سے زیادہ اور ہماری ایجنسی کے پاس کچھ نہیں ہے۔" ——— رتھ مین نے جواب دیا۔

" تھینک یو رتھ مین" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور رسیور رکھ دیا۔

اس کے ذہن میں نئی سائنسی شعاع بلانگ ریز کا نام گھوم رہا تھا۔ گو جدید سائنس کے بارے میں وہ مسلسل مطالعہ کرتا رہتا تھا لیکن بلانگ ریز کا نام اس نے پہلی بار سنا تھا۔ وہ چند لمحے سوچتا رہا پھر اس نے ایک بار پھر رسیور اٹھایا، ٹیپ کا بٹن آف کیا اور نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

" سرداور سپیکنگ" ——— رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے سرداور کی آواز سنائی دی۔

" عمران بول رہا ہوں سرداور" ——— عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

" سوری ——— میں کسی عمران کو نہیں جانتا" ——— دوسری طرف سے سرداور کی خشک آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ عمران کی آنکھیں حیرت سے پھیلتی چلی گئیں اسے حقیقت میں اپنے کانوں پر یقین نہ آرہا تھا کہ کیا واقعی سرداور نے یہی کہا ہے کہ وہ کسی عمران کو نہیں جانتے۔ اگر واقعی سرداور نے یہی کہا ہے تو کم از کم سرداور تو ایسی بات نہیں کر سکتے۔ عمران نے ہاتھ بڑھا کر کریڈل دبایا اور ایک بار پھر نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

" سرداور سپیکنگ" ——— سرداور کی خشک آواز سنائی دی۔

" سرداور سنا ہے آپ کی لیبارٹری میں اب ذہنی امراض پر ریسرچ کا شعبہ بھی کھل گیا ہے اور وہاں صرف بڑے بڑے سائنسدانوں کے ذہنی امراض کا علاج کیا جاتا ہے۔ آپ کو داخلہ ملا ہے اس شعبے میں یا نہیں" ——— عمران نے کہا۔

" پہلے بھی تم نے فون کیا تھا" ——— سرداور نے اس بار نرم لہجے میں کہا۔

" ہاں لیکن آپ نے تو مجھے جاننے سے ہی انکار کر دیا تھا۔ اسی لئے تو مجھے خیال آیا کہ آپ کو داخلہ شاید نہیں ملا" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس بار سرداور ہنس پڑے۔

"اچھا اب تو میں نے پہچان لیا ہے۔ اب بولو کس لئے فون کیا تھا۔ میں ایک اہم فائل کے مطالعے میں مصروف ہوں"۔ ——— سرداور نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ارے بڑا موثر شعبہ ہے کہ اس کا نام سنتے ہی علاج مکمل ہو جاتا ہے"۔ ——— عمران نے کہا اور سرداور بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑے۔

" اب ہوئی نا بات ـــ تم نے پہلے اس قدر سنجیدہ لہجے میں بات کی کہ مجھے یقین ہو گیا کہ یہ تم نہیں ہو سکتے"۔ ——— سرداور نے کہا اور عمران بے اختیار ہنس پڑا۔ اب اسے معلوم ہوا تھا کہ سرداور نے اسے پہچاننے سے کیوں انکار کر دیا تھا۔ شگفتہ گفتگو شاید اب عمران کی شناخت بن چکی تھی۔

" اچھا یہ بات ہے ـــ خود ہی تو کہتے ہیں کہ میں سنجیدہ نہیں ہوتا۔ اگر سنجیدہ ہو جاؤں تو پہچاننے سے ہی انکار کر دیتے ہیں"۔ عمران نے ہنستے ہوئے کہا۔

"جی تو یہی چاہتا ہے کہ تم سنجیدہ ہو جاؤ لیکن عمران بیٹے سچی بات یہی ہے کہ جب تمہاری سنجیدہ آواز کانوں میں پڑتی ہے تو واقعی اجنبیت کا احساس ہوتا ہے۔ بہرحال بتاؤ کیا کہنا چاہتے ہو"۔ ——— سرداور نے بڑے خلوص بھرے لہجے میں کہا اور عمران مسکرا دیا۔

"سنا ہے آج کل آپ بلانک ریز پر تجربات کر رہے ہیں"۔ عمران نے اصل موضوع پر آتے ہوئے کہا۔

"بلانک ریز ـــ اوہ نہیں، میں ان پر ریسرچ نہیں کر رہا بلکہ ان پر ریسرچ کافرستان کے ڈاکٹر راجندر کر رہے تھے مجھے بھی شاید اس کے بارے میں علم نہ ہوتا لیکن تین چار ماہ پہلے ڈاکٹر راجندر کا فون آیا کہ وہ مجھ سے خفیہ طور پر ملنا چاہتے ہیں۔ کسی سائنسی دریافت پر ڈسکس کرنی ہے۔ چنانچہ میں نے انہیں اپنی رہائش گاہ کا پتہ دے دیا اور خود بھی لیبارٹری سے وہاں شفٹ ہو گیا۔ ڈاکٹر راجندر وہاں آئے۔ انہوں نے بتایا کہ وہ بلانک ریز پر کام کر رہے ہیں۔ یہ شعاعیں مائیکرو وائٹس سے عمل پذیر ہو کر نباتاتی خلیوں کے عمل کو ہزاروں لاکھوں گنا تک بڑھا دیتی ہیں لیکن تجربات کرتے ہوئے ان کے سامنے یہ مشکل پیش آئی کہ ان شعاعوں کے اثرات بے ترتیب نکلتے تھے۔ نباتاتی خلیوں پر ان کا ری ایکشن اس خلیے کی اپنی توانائی کے ساتھ مل کر اس کو افزدگی کا پیمانہ یکساں نہ تھا۔ مثال کے طور پر اگر دو خلیے لئے جائیں جن میں سے ایک خلیے کی اندرونی قدرتی توانائی کو اگر پانچ سمجھا جائے اور دوسرے خلیے کی اندرونی قدرتی توانائی کو دس سمجھا جائے تو بلانک ریز کے کیمیائی اثرات کی وجہ سے پانچ والے کی توانائی پانچ ہزار اور دس والے کی توانائی دس ہزار ہونی چاہیے لیکن ہوتا اس کے برعکس ہے۔ کبھی پانچ والے کی توانائی دس لاکھ تک پہنچ جاتی ہے اور کبھی یہ توانائی پانچ سے صرف چھ تک پہنچ پاتی ہے۔ اس طرح دس والے کو

توانائی بعض اوقات کروڑوں تک اور بعض اوقات سینکڑوں
تک ہی رہ جاتی ہے چنانچہ اس پر تفصیلی بات چیت ہوتی
رہی اور پھر ہم نے مل کر چند نتائج نکالے جن سے ڈاکٹر راجندر
بھی قدرے مطمئن ہوگئے اور اس کے بعد وہ واپس چلے
گئے لیکن پھر آج سے ایک ماہ پہلے یہ اطلاع ملی ہے کہ ڈاکٹر
راجندر کسی ٹریفک کے حادثے میں ہلاک ہو گئے ہیں۔ اب مجھے
یہ معلوم نہیں کہ اس ریسرچ کا کیا ہوا لیکن تمہیں اس کے متعلق
کیسے معلوم ہوا" ـــــ سر داور نے انتہائی سنجیدگی سے تفصیل
بتاتے ہوئے کہا۔

"یہ وہی ڈاکٹر راجندر تو نہیں ہیں جو پہلے ایکریمیا میں تھے
اور چند سال قبل کافرستان واپس آئے تھے اور ایکریمیا میں
بھی نباتاتی خلیوں پر ہی ریسرچ کرتے رہتے تھے۔ ان کے کئی
ریسرچ پیپرز میری نظروں سے بھی گزرے ہیں" ـــــ عمران
نے کہا۔

"ہاں وہی ہیں، نباتاتی خلیوں کی ریسرچ پر وہ پوری دنیا میں ممتاز
سائنسدان سمجھے جاتے تھے" ـــــ سر داور نے جواب
دیتے ہوئے کہا۔

"لیکن سر داور، جہاں تک مجھے علم ہے بلانک ٹائم تو سائنس
کی دنیا میں مشہور ہے۔ سر بلانک کی ریسرچ، جن کے نام پر
اس ریسرچ کا نام بلانک ٹائم رکھا گیا تھا، ان ریز کو بلانک ریز
کیوں کہا گیا ہے" ـــــ عمران نے کہا۔

"یہ ریز بھی انہی کی دریافت ہے۔ تم تو جانتے ہو کہ بلانک
ٹائم کائناتی ابتدا کی مخصوص پیمائش کا کلیہ ہے۔ اس وقت
جب سائنس کے نقطہ نظر سے بگ بینگ ہوا اور کائنات وجود
میں آئی۔ گو ہم مسلمان اس نقطہ نظر کے قائل نہیں ہیں کہ کائنات
کسی حادثے کے نتیجے میں وجود میں آئی۔ جس حادثے کو بگ
بینگ کا سائنسی نام دیا گیا ہے لیکن بہرحال سائنس نے اب
تک کائنات کی ابتدا کے بارے میں جو ریسرچ کی ہے اس میں
کائنات کے بالکل ابتدائی وقت کی پیمائش میں موجودہ وقت
کے کلیات بے بس ہو جاتے ہیں اور سر بلانک نے اس کی
پیمائش کے لئے ایک نظریاتی وقت ایجاد کیا تھا جسے بلانک ٹائم
کہا جاتا ہے اور اس پیمائش کی بنیاد جن ریز پر رکھی گئی تھی
انہیں بلانک ریز کہا جاتا ہے اب تک یہ ریز صرف بلانک ٹائم
کی پیمائش تک ہی محدود سمجھی جاتی تھی لیکن ڈاکٹر راجندر نے
ان ریز پر مزید ریسرچ کرتے ہوئے انہیں نباتاتی خلیوں پر استعمال
کرنے کے تجربات کئے کیونکہ سائنسی نقطہ نظر سے یہی بتایا گیا
ہے کہ جب بگ بینگ ہوا تو کائنات کا پھیلاؤ شروع ہوا اور
کائنات کا یہ پھیلاؤ اب بھی جاری ہے۔ بہرحال یہ تفصیل طلب
مسئلہ ہے۔ ڈاکٹر راجندر نے ان ریز کو نباتاتی خلیوں پر استعمال
کیا اور نتیجہ تو درست نکلا لیکن ان میں ترتیب اور کنٹرول نہ
تھا" ـــــ سر داور نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے شکریہ، میں سمجھ گیا، خدا حافظ" ـــــ

عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا. اس کی پیشانی پر گہری سوچ
کے آثار نمایاں تھے. کرنل فریدی کی دی ہوئی اطلاع کی کڑیاں
جڑتی جا رہی تھیں. ڈاکٹر راجندر کی اس ریسرچ کی خبر یقیناً
حکومت باچان تک پہنچ گئی ہوگی اور حکومت باچان نے ٹاس
کراس کے ذمے اس ریسرچ کا حصول لگایا ہوگا جس بنا پر
کرنل فریدی کو یہ اطلاع ملی ہوگی کہ کروشو جو ٹاس کراس کا
کرتا دھرتا ہے کافرستان آ رہا ہے اس کا مقصد یقیناً یہ ریسرچ
حاصل کرنا ہوگا لیکن اب وہ ایک اور بات سوچ رہا تھا کہ اگر
واقعی بلانک ریز سے نباتاتی خلیوں کی توانائی کو اس حد تک بڑھا
جا سکتا ہے تو یہ شاید دنیا کے لئے انتہائی اہم ترین بلکہ ایک
انقلابی ایجاد ثابت ہو. اس کی مکمل ریسرچ کے بعد یہ ممکن ہو سکتا
ہے کہ دنیا میں قحط اور خوراک کی کمی کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ختم کیا
جا سکے. ایک گندم کے دانے سے اگر قدرتی طور پر چالیس یا پچاس
دانے پیدا ہوتے ہیں تو بلانک ریز کی مدد سے ایک دانے سے
لاکھوں بلکہ کروڑوں دانے پیدا کئے جا سکتے ہیں. ان کا حجم بھی
بڑھایا جا سکتا ہے. اس طرح ایک درخت پر اگر ایک من پھل
قدرتی طور پر پیدا ہوتا ہے تو بلانک ریز کی مدد سے لاکھوں کروڑ
من پھل ایک ہی درخت یا پودے سے حاصل کیا جا سکتا ہے
اس طرح پوری دنیا پر مستقبل میں خوراک کی شدید ترین کمی پر
مکمل طور پر قابو پایا جا سکتا ہے. موجودہ دور کا سب سے بڑا المیہ
یہی ہے کہ آبادی تیزی سے بڑھتی جا رہی ہے. صنعتیں پھیلتی

جا رہی ہیں اس لئے زرعی اراضی کا رقبہ اسی رفتار سے سکڑتا جا رہا
ہے اور خوراک کی شدید ترین کمی کا مہیب سایہ دنیا کے مستقبل پر
کسی گہرے تاریک بادل کی طرح چھاتا چلا جا رہا ہے اور سائنسدان
اس مہیب اور خوفناک خطرے کو دنیا پر منڈلاتے صاف دیکھ رہے
ہیں لیکن بظاہر اس کا کوئی ایسا حل نظر نہیں آ رہا لیکن بلانک ریز
کے صحیح استعمال سے اس خطرے کا مکمل طور پر سدباب کیا
جا سکتا ہے اور پھر اسے اس طرح بڑھایا جا سکتا ہے کہ ایک
چھوٹی سی لیبارٹری کے اندر اجناس، پھل اور اسی طرح کی خوراک
کے دوسرے ذرائع کو اس حد تک پھیلایا جا سکتا ہے کہ وہی چھوٹی
سی لیبارٹری پورے ملک تو کیا پورے براعظم کو مسلسل خوراک
مہیا کر سکتی ہے اور شاید باچانی حکومت اسی نظریے کو سامنے
رکھتے ہوئے یہ ریسرچ حاصل کرنا چاہتی ہے تاکہ آئندہ آنے والے
دور میں وہ پوری دنیا کی خوراک کی سپلائی پر اجارہ داری حاصل
کر سکے اور اگر واقعی ایسا ہو گیا تو پھر ایک لحاظ سے پوری دنیا
پر باچان کی حکومت قائم ہو جائے گی. ظاہر ہے جو خوراک
مہیا کرے گا وہی حکومت بھی کرے گا. اس کی حکومت سے
انکار کا مطلب مکمل قحط کی صورت میں نکل سکتا ہے.

" نہیں اگر واقعی ایسا ہے تو پھر بلانک ریز کو صرف کافرستان
یا باچان کے قبضے میں نہیں جانا چاہیے. اس ریسرچ کا فائدہ
پوری دنیا کو اٹھانا چاہیے تاکہ صرف خوراک کی بنا پر دنیا کے
عوام کو بے بس نہ کیا جا سکے :———— عمران نے بڑبڑاتے

ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر ابھرنے والے تاثرات بتا رہے تھے کہ وہ اب حتمی فیصلے تک پہنچ گیا ہے اس نے ٹیلی فون کا ریسیور اٹھایا اور تیزی سے کرنل فریدی کے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"ہارڈ سٹون :۔۔۔۔۔ رابطہ قائم ہوتے ہی کرنل فریدی کی آواز سنائی دی۔

"خالی سٹون کہنے سے کام نہیں چل سکتا کرنل صاحب، سٹون تو ہوتا ہی ہارڈ ہے۔ یہ اور بات ہے کہ آپ کے ہاں سٹون نرم ہوتا ہو تو کرنل صاحب اس کروشیے پر میں نے ایک تازہ نظم لکھی ہے۔ اگر اجازت ہو تو مطلع عرض کروں :۔۔۔۔ عمران کی زبان چل پڑی۔

"تمہیں اس کروشیے سے آخر اتنی دلچسپی کیوں پیدا ہو گئی ہے :" کرنل فریدی نے اس کی ساری بات کو نظر انداز کرتے ہوئے کہا۔

" دراصل اس سے ایک دیرینہ جھگڑا نمٹایا جا سکتا ہے۔ آپ کو تو معلوم ہے کہ میری چھوٹی بہن ثریا یونیورسٹی میں پڑھتی ہے اس لئے سوائے کتابیں پڑھنے کے اسے اور کچھ آتا نہیں' اور اماں بی کے نزدیک لڑکیوں کو سینا پرونا' خانہ داری پہلے آنے چاہیے۔ کتابیں چاہے وہ پڑھ سکیں یا نہیں۔ چنانچہ انہوں نے حکم دے دیا کہ ثریا فوراً کتابیں بند کر کے عورتوں والے کام سیکھے ثریا بگڑ گئی اور ڈیڈی نے ظاہر ہے ثریا کا ساتھ دینا تھا لیکن

اماں بی بھی آخر اماں بی ہیں۔ وہ کیا محاورہ ہے زمین جنبد نہ جنبد گل محمد کہ زمین تو اپنے محور سے ہٹ سکتی ہے مگر جناب گل محمد صاحب اپنی ضد سے نہیں ہٹائے جا سکتے مگر اماں بی کے معاملے میں گل محمد تو اپنی بات سے ہٹ سکتا ہے مگر اماں بی کا حکم اٹل ہوتا ہے چنانچہ مجبوراً ثریا نے مجھ سے فریاد کی اور آپ جانتے ہیں کہ اگر چھوٹی بہنوں کا مسئلہ بڑے بھائی نہ حل کر سکیں تو پھر بڑے ہونے کا بھرم ہی ختم ہو جاتا ہے اور اگر بڑے ہونے کا بھرم ختم ہو جائے تو پھر چھوٹوں پر رعب نہیں جمایا جا سکتا چنانچہ مجبوراً مجھے بڑے ہونے کا بھرم قائم کرنے کے لئے میدان میں اترنا پڑا اور میں نے فوراً اماں بی کی حمایت کا اعلان کر دیا کہ ثریا کو سینا پرونا آنا چاہیے اور خاص طور پر کروشیا کا کام جو آج کل سب سے زیادہ فیشن میں داخل ہے چنانچہ اماں بی مان گئیں کہ ٹھیک ہے کروشیا ثریا سیکھ لے اور پھر تب سے اب تک ثریا یونیورسٹی کے آخری سال تک پہنچ چکی ہے مگر بازار سے کروشیا مل ہی نہیں رہا اور جب تک کروشیا نہ ملے ثریا سینا پرونا نہیں سیکھ سکتی چنانچہ اماں بی ہر ملاقات پر ضرور پوچھتی ہیں کہ وہ نامراد کروشیا ملا یا نہیں اور کروشیا مل کیوں نہیں رہا۔ اب اگر آپ کے طفیل باچائی کروشیا مل جائے تو چلو اماں بی کی تسلی تو ہو جائے گی :۔۔۔۔ عمران نے جواب میں پوری تقریر کر ڈالی۔

" تم فکر نہ کرو۔۔۔ یہاں کافرستان میں کروشیے عام ملتے ہیں۔ ایک درجن خرید کر براہ راست اماں بی کو بھجوا دوں گا :"۔۔۔۔

کرنل فریدی نے ہنستے ہوئے کہا۔

"ارے ارے ایسا غضب نہ کرنا' یہ تو ہم ہیں جو آپ کی وجہ سے کافرستان کو برداشت کر لیتے ہیں۔ اماں بی اس معاملے میں بے حد سخت ہیں۔ انہیں جیسے ہی معلوم ہوا کہ کروشیئے موئے کافروں کے ملک سے آئے ہیں گھر میں ایک اور فساد کھڑا ہو جائے گا"۔۔۔ عمران نے کہا اور اس بار کرنل فریدی بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

"تمہاری بات واقعی درست ہے۔ اماں بی سے ایک بار میری بھی ملاقات ہو چکی ہے اور جیسے ہی انہوں نے میرے ملک کافرستان کا نام سُنا وہ فوراً اُٹھ کر چلی گئیں۔ بہرحال سناؤ کونسی نظم ہے۔ اب میں ایک حماقت تو کر ہی بیٹھا ہوں کہ تمہیں فون کر دیا ہے اس لئے اب بہرحال بھگتنا تو پڑے گا"۔۔۔ کرنل فریدی نے ہنستے ہوئے کہا۔

"شکریہ شکریہ۔۔ چائے میں آ کر پی لوں گا' نظم کا عنوان ہے' بلانک ریز سنائیے کیسا عنوان ہے"۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"بلانک ریز۔۔ کیا مطلب۔ بلانک ٹائم تو میں نے سُنا ہوا ہے یہ بلانک ریز کہاں سے ٹپک پڑیں"۔۔۔ کرنل فریدی نے چونکتے ہوئے پوچھا۔

"اگر یہ بات ہے تو باقی نظم سنانی ہی بیکار ہے۔ اب ناقدر شناسوں کے آگے کیا نظم پیش کی جائے۔ بہرحال مسٹر کروشو صاحب

جو باچانی حکومت کی قائم کردہ ٹاس کراس سپیشل ایجنسی کے واحد ایجنٹ ہیں۔ بلانک ریز کا مظاہرہ دیکھنے اور پھر اس مظاہرے کو اپنے ملک میں کرنے کے امکانات کا جائزہ لینے کافرستان تشریف لا رہے ہیں یا ہو سکتا ہے تشریف لا ہی چکے ہوں۔ بہرحال اتنا معلوم ہوا ہے کہ کوئی ڈاکٹر راجندر صاحب اس مظاہرے کے بڑے ماہر تھے لیکن افسوس وہ کسی ٹریفک کے حادثے میں آنجہانی ہو چکے ہیں"۔۔۔ عمران نے کہا۔

"اوہ اوہ تو یہ بات ہے ۔۔ اب میں سمجھ گیا۔ عمران تم نے واقعی اس قدر جلد انتہائی حیرت انگیز اور قیمتی معلومات اکٹھی کر لی ہیں۔ بہت شکریہ۔۔ پہلے تو میں سوچ رہا تھا کہ بجانے کونسا عذاب کا لمحہ تھا کہ میں نے کروشو کے بارے میں تمہیں فون کر دیا لیکن اب تو وہی لمحہ مجھے سب سے اچھا معلوم ہو رہا ہے۔ گڈ شو ایک بار پھر انتہائی شکریہ اب میں اس کروشو کا شو انتہائی شاندار انداز میں منعقد کراؤں گا"۔۔۔ کرنل فریدی نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"جناب کرنل صاحب۔ اب اتنے بھی سٹون' میرا مطلب کٹھور نہ بنیئے کہ بس شکریے پر ہی ٹرخا رہے ہیں۔ اس شو کی آمدنی میں کچھ پاکیشیا کا بھی حصہ ہونا چاہیے' ہاں"۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب ۔۔ کیا کہنا چاہتے ہو' کھل کر بات کرو"۔۔۔ کرنل فریدی نے بُری طرح چونکتے ہوئے کہا اور عمران نے

بلانک ریز کے بارے میں سرداور سے ہونے والی تمام بات چیت
دوہرا دی۔

"ٹھیک ہے ـــ میں اب ان ریز کی بابت سمجھ گیا ہوں لیکن
یہ تو خالصتاً میرے ملک کی ریسرچ ہے۔ اس میں پاکیشیا کا حصہ
کہاں سے آگیا" ـــ کرنل فریدی کا لہجہ یکلخت سخت
ہو گیا۔

"پہلے نمبر پر حق ہمسائگی اور دوسرے نمبر پر حق انسانیت،
جو بھی آپ کو اچھا لگے" ـــ عمران نے جواب دیا۔

"سوری عمران ـــ میں اپنے ملک کی ریسرچ میں کسی کو
حصہ دار بننے کی اجازت نہیں دے سکتا چاہے وہ باچان ہو
یا پاکیشیا اور آئندہ اس موضوع پر مجھ سے بات بھی نہ کرنا"
کرنل فریدی نے سرد لہجے میں کہا۔

"کرنل صاحب، آج باچان آرہا ہے، کل ایکریمیا آئے گا،
پرسوں روسیاہ والے کود پڑیں گے پھر شوگران، پھر ولسٹرن کارمن
پھر گریٹ لینڈ وغیرہ وغیرہ، کس کس سے لڑتے پھریں گے۔
یہ ریسرچ پوری دنیا کے انسانوں کے مستقبل کے لئے فائدہ مند
ہے۔ آپ اسے کیوں صرف ایک ملک تک محدود رکھنا چاہتے
ہیں۔ کیا صرف کافرستان کے لوگ ہی مستقبل میں خوراک حاصل
کرنے کے حقدار ہیں۔ کیا آپ یہ برداشت کر سکیں گے کہ باقی
دنیا کے اربوں کھربوں افراد بھوک اور قحط سے ایڑیاں رگڑ رگڑ
کر مرجائیں ؟ جو ایجاد پوری انسانیت کے لئے فائدہ مند

ہو، اسے کسی ایک ملک تک محدود رکھنا میری نظر میں ناقابل
معافی جرم ہے۔ آپ اس ریسرچ کو اوپن کر دیں۔ اس کا کریڈٹ
تو بہر حال کافرستان کو ہی جائے گا لیکن اس سے دنیا کا مستقبل
محفوظ ہو جائے گا" ـــ عمران نے انتہائی جذباتی انداز
میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"میرے سامنے یہ جذباتی تقریریں کرنے کی ضرورت نہیں
ہے۔ مجھے تم سے زیادہ انسانیت کا خیال رہتا ہے لیکن میری
سمجھ میں یہ بات نہیں آرہی کہ بلانک ریز کا دنیا کے مستقبل اور
بھوک قحط سے کیا تعلق ہو سکتا ہے" ـــ کرنل فریدی نے
اسی طرح سرد لہجے میں کہا اور عمران نے اسے اپنی سوچ کے
متعلق بتا دیا کہ اگر ان بلانک ریز کا صحیح استعمال کیا جائے تو
کس طرح خوراک کا مسئلہ ہمیشہ کے لئے حل کیا جا سکتا ہے۔

"اوہ اگر واقعی ایسا ہے تو پھر تمہارا خیال ٹھیک ہے ایسی
ایجاد کو کسی ایک ملک تک محدود نہیں رہنا چاہیے لیکن میرا
خیال ہے تم غلط انداز میں سوچ رہے ہو۔ بلانک ریز کا نباتاتی
خلیوں پر ری ایکشن اس طرح نہیں ہو سکتا۔ زیادہ سے زیادہ
یہی ہو سکتا ہے کہ کم توانائی والے خلیے کی توانائی بڑھا کر اس
میں روئیدگی کی کمی کو دور کیا جا سکتا ہے لیکن خلیات کی توانائی
بڑھنے سے اس کا پھل کیسے بڑھ سکتا ہے" ـــ کرنل
فریدی نے جواب دیتے ہوئے کہا اور عمران مسکرا دیا۔

"آپ مجھ سے بڑے ہیں اس لئے میں بحث نہیں کرنا

چاہتا۔ بس اتنا وعدہ کر لیں کہ اگر میرا نظریہ درست ہوا تو آپ اسے پوری دنیا کے لئے اوپن کر دیں گے اور اگر آپ والی بات درست ہوئی تو پھر جیسے آپ مناسب سمجھیں"۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"او۔ کے وعدہ رہا۔ خدا حافظ"۔۔۔۔ کرنل فریدی نے کہا اور عمران نے مسکراتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔ اب اس کے چہرے پر گہرے اطمینان کے تاثرات نمایاں تھے کیونکہ اسے یقین تھا کہ آخر اس کا نظریہ درست ثابت ہوگا اور وہ جانتا تھا کہ کرنل فریدی ایک بار وعدہ کر لے تو پھر ہر صورت میں اسے نبھائے گا۔

سیاہ رنگ کی کار انتہائی تیز رفتاری سے سڑک پر دوڑتی ہوئی آگے بڑھی جا رہی تھی۔ سٹیرنگ پر ایک باوردی مقامی نوجوان بیٹھا ہوا تھا جبکہ عقبی سیٹ پر ایک لمبا تڑنگا بھرے ہوئے اور ٹھوس جسم کا ادھیڑ عمر مقامی آدمی نشست سے پشت لگائے اطمینان بھرے انداز میں موجود تھا۔ کار پر حکومت کافرستان کا جھنڈا ہوا کی وجہ سے پھڑ پھڑا رہا تھا اور کار پر حکومت کافرستان کی خصوصی پلیٹ بھی موجود تھی۔ کار ایک شاندار کالونی کی سڑک پر دوڑتی ہوئی ایک بڑی سی کوٹھی کے گیٹ پر جا کر رک گئی۔ ڈرائیور نے نیچے اتر کر گیٹ پر لگا ہوا کال بیل کا بٹن دبا دیا۔ چند لمحوں بعد پھاٹک کی ذیلی کھڑکی کھلی اور ایک ملازم نما شخص نے باہر جھانکا دوسرے لمحے کار اور باوردی ڈرائیور کو دیکھ کر وہ تیزی سے باہر آ گیا۔

"بیگم صاحبہ سے کہیں کہ چیف سیکرٹری صاحب تشریف لائے ہیں" ــــــ باوردی ڈرائیور نے ملازم سے کہا۔

"اوہ جناب ــ آئیے جناب' میں پھاٹک کھولتا ہوں۔ بیگم صاحبہ تو صاحب کی منتظر ہیں" ــــــ ملازم نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا اور تیزی سے مڑ کر کھڑکی میں غائب ہو گیا۔ چند لمحوں بعد پھاٹک کھل گیا اور ڈرائیور نے جو اس دوران کار میں بیٹھ چکا تھا' کار اندر بڑھا دی

کوٹھی کے پورچ میں جاکر اس نے کار روکی اور پھر جلدی سے نیچے اُتر کر اس نے کار کا عقبی دروازہ کھولا تو وہ ادھیڑ عمر باوقار سا آدمی جس کے جسم پر گہرے نیلے رنگ کا انتہائی قیمتی سوٹ تھا' باہر آگیا۔ اسی لمحے برآمدے میں موجود ایک ادھیڑ عمر شخص تیزی سے آگے بڑھا۔

"چیف سیکرٹری صاحب" ــــــ ڈرائیور نے اس آدمی سے کہا۔

"اوہ جناب خوش آمدید ــ میں ڈاکٹر راجندر صاحب کا منیجر ہوں' تشریف لائیے' ادھر ڈرائنگ روم میں" ــــــ ادھیڑ عمر نے انتہائی مودبانہ لہجے میں کہا اور چیف سیکرٹری صاحب نے یوں سر ہلایا جیسے جبراً ایسا کر رہا ہو۔

چند لمحوں بعد چیف سیکرٹری صاحب کو ایک جدید انداز کے ڈرائنگ روم میں بٹھا دیا گیا تھا۔ چند لمحوں بعد اندرونی دروازے کا پردہ ہلا اور ایک بھاری جسم کی عورت جس نے سیاہ رنگ

کی شال پہنی ہوئی تھی' اندر داخل ہوئی۔

"بیگم ڈاکٹر راجندر صاحب" ــــــ منیجر نے جو وہیں رک گیا تھا' آنے والی کا تعارف کراتے ہوئے کہا۔

"آپ کو تکلیف ہوئی بیگم صاحبہ ــ میں حکومت کافرستان کا چیف سیکرٹری ہوں" ــــــ اس بار اس ادھیڑ عمر نے کھڑے ہو کر انتہائی خوشامدانہ لہجے میں کہا۔

"شکریہ' تکلیف تو آپ کو ہوئی جناب ــ تشریف رکھیے' فرمائیے کیا پینا پسند فرمائیں گے" ــــــ بیگم ڈاکٹر راجندر نے نرم لہجے میں کہا۔

"کوئی مشروب پلا دیجیے" ــــــ چیف سیکرٹری نے مسکراتے ہوئے کہا اور بیگم کے اشارے پر منیجر تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف مڑ گیا۔

"بیگم صاحبہ' ڈاکٹر راجندر کافرستان کے ایسے نامور سپوت تھے کہ جن کی موت کا خلا شاید صدیوں تک نہ پُر کیا جا سکے۔ حکومت کافرستان انہیں زندگی تو نہیں دے سکتی لیکن حکومت کافرستان نے فیصلہ کیا ہے' ان کی خدمات کے اعتراف میں انہیں حکومت کافرستان کا سب سے بڑا اعزاز مہاویر چکر دینے کا حتمی فیصلہ کر لیا ہے۔ اس کا سرکاری اعلان تو یوم جمہوریہ پر صدر کافرستان ایک پُروقار تقریب میں کریں گے اور آپ ڈاکٹر صاحب کی طرف سے یہ اعزاز حاصل کریں گی لیکن یوم جمہوریہ کو ابھی چونکہ چار ماہ باقی ہیں اس لئے حکومت کافرستان نے فیصلہ کیا ہے کہ

اعزاز کے ساتھ دی جانے والی رقم پانچ کروڑ روپے کا چیک
آپ کو پہلے دے دیا جائے اور وہ چیک دینے کے لئے میں
حاضر ہوا ہوں"۔ ــــــ چیف سیکرٹری نے بڑے خوشامدانہ
لہجے میں کہا اور پھر جیب سے اس نے ایک لفافہ نکالا جس پر
حکومت کافرستان کا مخصوص مونوگرام چھپا ہوا تھا اور اُٹھ کر
بڑے مودبانہ انداز میں وہ لفافہ بیگم ڈاکٹر راجندر کی طرف
بڑھا دیا۔ بیگم ڈاکٹر راجندر کے چہرے اور آنکھوں میں انتہائی
تشکرانہ جذبات اُمڈ آئے۔

"میں حکومت کافرستان کی بے حد مشکور ہوں۔ میرے تشکرانہ
جذبات آپ صدر صاحب تک پہنچا دیں"۔ ــــــ بیگم نے
لفافہ لیتے ہوئے کہا۔

"یہ آپ کا حق ہے بیگم صاحبہ"۔ ــــــ چیف سیکرٹری
نے کہا۔ اسی لمحے منیجر اندر داخل ہوا اس کے ساتھ ملازم تھا
جس کے ہاتھ میں ٹرے تھی۔ ٹرے پر مشروب کے دو گلاس
رکھے ہوئے تھے۔ اس نے ایک گلاس چیف سیکرٹری کے سامنے
اور دوسرا بیگم صاحبہ کے سامنے رکھ دیا۔

"لیجئے"۔ ــــــ بیگم صاحبہ نے مسکراتے ہوئے کہا اور چیف
سیکرٹری نے شکریہ ادا کر کے گلاس اٹھا لیا۔ بیگم صاحبہ نے
لفافہ کھولا اور اس میں موجود چیک باہر نکال لیا۔ چیک واقعی
حکومت کافرستان کی طرف سے جاری شدہ تھا اور پانچ کروڑ
روپے کا تھا۔ بیگم کے چہرے پر مسرت کی پھلجھڑیاں سی چھوٹنے

لگیں۔ انہوں نے اسے لفافہ میں بند کیا اور پھر ساتھ رکھ کر اپنا
گلاس اٹھا لیا۔

"بیگم صاحبہ ـــ ڈاکٹر صاحب اپنی موت سے پہلے جس
فارمولے پر ریسرچ کر رہے تھے حکومت کافرستان نے اس
فارمولے کی وجہ سے انہیں کافرستان کا سب سے بڑا اعزاز
بخشنے کا فیصلہ کیا ہے لیکن ابھی یہ فارمولا قابل عمل نہیں ہے۔
اس لئے حکومت کافرستان نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ اس فارمولے
پر نیشنل لیبارٹری میں ریسرچ مکمل کی جائے۔ حکومت کو یقین ہے
کہ جب یہ فارمولا مکمل ہو کر دنیا کے سامنے آئے گا تو یقیناً ڈاکٹر
راجندر صاحب کو دنیا کا سب سے بڑا اعزاز نوبل پرائز دیا جائے
گا اس طرح نہ صرف ڈاکٹر صاحب کا نام قیامت تک سائنس
کی دنیا میں جگمگاتا رہے گا بلکہ ملک کافرستان کے لئے بھی یہ
بہت بڑا اعزاز ہو گا کہ ان کے ملک کے سائنسدان کو یہ اعزاز
بخشا گیا ہے اور اگر نوبل پرائز کا اعزاز ملا تو اس کے ساتھ
دس ارب روپے نقد دیئے جاتے ہیں جو یقیناً آپ کا حق ہو گا
لیکن اگر اس پر ریسرچ مکمل نہ ہو سکی تو نہ صرف یہ فارمولا ضائع
ہو جائے گا بلکہ آپ اور ملک دونوں خسارے میں رہیں گے۔
ڈاکٹر راجندر صاحب یہ ریسرچ اپنی ذاتی لیبارٹری میں کر رہے
تھے نیشنل لیبارٹری میں نہ کر رہے تھے اس لئے حکومت نے
یہ بات بھی میرے ذمہ لگائی ہے کہ میں آپ سے اس ریسرچ
کے کاغذات وصول کر کے حکومت تک پہنچاؤں۔ یہ ان کاغذات

کی رسید ہے۔ حکومت کافرستان کی طرف سے :" ——

چیف سیکرٹری صاحب نے جیب سے ایک اور لفافہ نکال کر بڑے مؤدبانہ انداز میں اٹھ کر بیگم کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

" اوہ لیکن مجھے تو معلوم نہیں ہے کہ وہ کاغذات کونسے ہیں۔ میں تو کبھی ان کی لیبارٹری میں نہیں گئی:" —— بیگم نے پریشان ہوتے ہوئے کہا۔

" بیگم صاحبہ — ڈاکٹر صاحب کے اسسٹنٹ رمیش کو بلوا لیجئے وہ سب جانتے ہیں:" —— پاس کھڑے منیجر نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

" اوہ ہاں ٹھیک ہے' آپ بلوائیے:" —— بیگم نے کہا اور منیجر تیزی سے مڑ کر کمرے سے باہر نکل گیا۔

" کیا یہ رمیش صاحب کہیں دور رہتے ہیں:" —— اس بار چیف سیکرٹری نے قدرے بے چین سے لہجے میں پوچھا۔

" جی نہیں — ہماری کوٹھی میں ہی رہتے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب کی کوئی اولاد نہیں ہے۔ انہوں نے رمیش کو اپنا بیٹا بنایا ہوا ہے۔ رمیش سعادت مند نوجوان ہے۔ ابھی یونیورسٹی میں پڑھ رہا ہے لیکن ڈاکٹر صاحب نے اسے اپنا اسسٹنٹ بنایا ہوا ہے۔ اس طرح اس کی سائنسی تربیت بھی ساتھ ساتھ ہوتی رہی ہے' ابھی آجاتا ہے:" —— بیگم راجندر نے کہا اور چیف سیکرٹری نے سر ہلا دیا اور واقعی زیادہ سے زیادہ دس منٹ بعد منیجر کے ساتھ ایک خوبرو نوجوان اندر داخل ہوا۔ گو وہ نوجوان

تھا لیکن اس کے چہرے پر گہری سنجیدگی کے آثار نمایاں تھے

" یہ ہے رمیش — اور رمیش یہ چیف سیکرٹری صاحب ہیں:" —— بیگم راجندر نے رمیش اور چیف سیکرٹری کا ایک دوسرے سے تعارف کراتے ہوئے کہا۔

" چیف سیکرٹری صاحب — اوہ آپ سے مل کر بے حد مسرت ہوئی:" —— رمیش نے حیرت اور مسرت بھرے لہجے میں آگے بڑھ کر چیف سیکرٹری سے مصافحہ کرتے ہوئے کہا۔

" شکریہ — مجھے یہ جان کر بے حد مسرت ہوئی ہے کہ آپ ڈاکٹر راجندر مرحوم کو ان کی ذاتی لیبارٹری میں اسسٹ کرتے رہے ہیں۔ ویسے بھی آپ شکل سے ہی انتہائی ذہین لگ رہے ہیں اور آپ جیسے ذہین نوجوان تو کافرستان کا سب سے بڑا سرمایہ ہیں۔ آپ اپنی تعلیم مکمل کرلیں' میں آپ کو کافرستان کی نیشنل لیبارٹری میں اعلیٰ عہدہ دلاؤں گا:" —— چیف سیکرٹری نے مسکراتے ہوئے کہا اور رمیش کے چہرے پر یکلخت بے پناہ مسرت کے آثار نمودار ہوگئے۔

" بیٹے رمیش — حکومت کافرستان نے ڈاکٹر صاحب کو ملک کا سب سے بڑا اعزاز مہاویر چکر دینے کا فیصلہ کیا ہے۔ یوم جمہوریہ پر یہ اعزاز رسمی طور پر دیا جائے گا لیکن اس کی رقم پانچ کروڑ روپے کا چیک حکومت نے ابھی سے جاری کر دیا ہے:" —— بیگم راجندر نے مسرت بھرے لہجے میں کہا اور صوفے پر ساتھ پڑا ہوا چیک والا لفافہ اٹھا کر رمیش کی طرف

بڑھا دیا، جو اب ان کے ساتھ ہی صوفے پر بیٹھ چکا تھا۔

" اوہ پھر تو مبارک ہو، یہ تو بہت بڑا اعزاز ہے "۔۔۔۔۔ رمیش نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا۔ اس کا چہرہ واقعی مسرت سے گلنار ہو رہا تھا۔

" مسٹر رمیش ۔۔۔ صرف یہی اعزاز ہی نہیں، حکومت کوشش کر رہی ہے کہ ڈاکٹر صاحب کی ریسرچ پر انہیں نوبل انعام بھی مل جائے "۔۔۔۔۔ چیف سیکرٹری نے کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس نے وہی باتیں دوہرا دیں جو پہلے وہ بیگم راجندر سے کر چکا تھا۔

" اوہ اگر ایسا ہو جائے تو میرے خیال میں یہ ہمارے اور کافرستان دونوں کے لئے اس صدی کی سب سے بڑی خوشخبری ہوگی لیکن آپ کس فارمولے کی بات کر رہے ہیں "۔۔۔۔۔ رمیش نے کہا۔

" حکومت نے اس کی باقاعدہ رسید دی ہے۔ میں تو نان ٹیکنیکل آدمی ہوں۔ اس لئے اس رسید پر اس کے متعلق جو کچھ درج ہے وہ آپ بہتر طور پر پڑھ سکتے ہیں "۔۔۔۔۔ چیف سیکرٹری نے کہا اور بیگم راجندر نے رسید والا لفافہ رمیش کی طرف بڑھا دیا۔ رمیش نے لفافہ لے کر اسے کھولا، اس کے اندر حکومت کافرستان کے مخصوص پیڈ پر باقاعدہ رسید درج تھی۔

" بلانک ریز فارمولا ۔۔۔ اوہ اچھا، میں سمجھ گیا ۔۔۔ واقعی

ڈاکٹر صاحب اس فارمولے پر کام کر رہے تھے لیکن یہ تو مکمل نہیں ہے۔ ابھی تو وہ ابتدائی سٹیج پر ہے۔ ڈاکٹر صاحب اس سلسلے میں پاکیشیا بھی گئے تھے۔ وہاں کوئی سر داور ہیں ان سے انہوں نے ڈسکس کی تھی۔ اس سے کچھ پیشرفت تو ہوئی ہے لیکن بہرحال تکمیل نہیں ہو سکی "۔۔۔۔۔ رمیش نے کہا۔

" حکومت کو اس بارے میں معلوم ہے۔ اسی لئے تو حکومت چاہتی ہے کہ ڈاکٹر صاحب کے کام کو نیشنل لیبارٹری میں مکمل کیا جائے تاکہ اس پر نوبل پرائز مل سکے اور اب میرے ذہن میں ایک اور خیال آ رہا ہے۔ آپ اس فارمولے پر ڈاکٹر صاحب کو اسسٹ کرتے رہے ہیں اس لئے میں صدر صاحب سے بات کروں گا۔ مجھے یقین ہے کہ وہ آپ کو فوری طور پر وہاں چیف اسسٹنٹ تعینات کر دیں گے۔ اس طرح آپ پڑھائی مکمل کرنے سے پہلے ہی ملک کے نامور سائنسدان بن جائیں گے "۔۔۔۔۔ چیف سیکرٹری نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" بہت بہت شکریہ جناب، میں پوری کوشش کروں گا کہ ڈاکٹر صاحب کا یہ فارمولا مکمل ہو جائے "۔۔۔۔۔ رمیش نے مسرت سے لڑکھڑاتے ہوئے لہجے میں کہا۔

" بیگم صاحبہ، مجھے دیر ہو رہی ہے۔ میں نے ایک خصوصی میٹنگ میں بھی جانا ہے "۔۔۔۔۔ چیف سیکرٹری نے ہاتھ پر بندھی ہوئی ایک قیمتی گھڑی پر وقت دیکھتے ہوئے کہا۔

" اوہ ہاں واقعی آپ کا وقت تو بے حد قیمتی ہے۔ رمیش تمہیں

تو معلوم ہوگا کہ ڈاکٹر صاحب نے اس فارمولے کے کاغذات کہاں رکھے ہوئے ہیں جا کر لے آؤ اور صاحب کو دے دو"۔۔۔۔ بیگم راجندر نے رمیش سے مخاطب ہو کر کہا۔

"جی ہاں' وہ انہیں اپنے سپیشل کانفیڈنشل باکس میں رکھتے ہیں' میں لے آتا ہوں"۔۔۔۔ رمیش نے کہا اور اٹھ کر تیز تیز قدم اٹھاتا کمرے سے باہر نکل گیا پھر اس کی واپسی تقریباً بیس منٹ بعد ہوئی۔ اس کے ہاتھ میں ایک فائل تھی۔

"یہ لیجئے جناب بلانک ریز پر ڈاکٹر صاحب کی اب تک ہونے والی مکمل ریسرچ"۔۔۔۔ رمیش نے فائل چیف سیکرٹری کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔ چیف سیکرٹری نے فائل اس کے ہاتھ سے لی اور اسے کھول کر سرسری نظروں سے دیکھتا رہا۔ لفافے میں بیس پچیس کاغذات موجود تھے۔

"ٹھیک ہے ۔۔۔ اچھا اب مجھے اجازت دیجئے شکریہ"
چیف سیکرٹری نے فائل بند کرتے ہوئے کہا اور بیگم راجندر اور رمیش دونوں اٹھ کھڑے ہوئے۔ چیف سیکرٹری نے رمیش سے مصافحہ کیا اور پھر وہ ڈرائینگ روم سے باہر آ گئے۔ رمیش اور بیگم راجندر اس کے پیچھے تھے۔ ڈرائیور نے بڑے مودبانہ انداز میں کار کا عقبی دروازہ کھولا اور چیف سیکرٹری ایک بار پھر رمیش اور بیگم کا شکریہ ادا کر کے کار میں بیٹھ گئے۔ دوسرے لمحے ڈرائیور نے کار موڑی اور اسے تیزی سے پھاٹک کی طرف لے گیا۔ پھاٹک پر وہی ملازم کھڑا تھا۔ اس نے جلدی سے پھاٹک کھول

دیا اور کار باہر نکل کر دوبارہ کالونی کے موڑ کی طرف بڑھ گئی۔

"رہائش گاہ پر چلو"۔۔۔۔ چیف سیکرٹری نے تحکمانہ انداز میں ڈرائیور سے کہا اور ڈرائیور نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ کار خاصی تیز رفتاری سے آگے بڑھتی جا رہی تھی پھر وہ آفیسرز کالونی کی طرف جانے کے لئے اس سڑک پر پہنچی جس کے دونوں اطراف میں دور دور تک درخت پھیلے ہوئے تھے۔ یہ ایک ذخیرہ تھا۔

"ڈرائیور کار آہستہ کرو"۔۔۔۔ چیف سیکرٹری نے تیز لہجے میں کہا اور ڈرائیور نے بریک پیڈل پر پیر رکھ دیا۔ تیزی سے دوڑتی ہوئی کار کی رفتار یکلخت آہستہ ہو گئی۔

"دائیں طرف درختوں میں لے چلو' میں اب ادھر آ ہی گیا ہوں تو اس ذخیرے کا بھی معائنہ کر لوں"۔۔۔۔ چیف سیکرٹری نے تیز لہجے میں کہا۔

"یس سر"۔۔۔۔ ڈرائیور نے کہا اور کار کا رخ موڑ کر اسے درختوں کے درمیان اندر لے جاتا گیا۔

"بس یہاں روک دو' میں نے یہاں موجود درختوں کو چیک کرنا ہے"۔۔۔۔ چیف سیکرٹری نے کہا اور ڈرائیور نے کار روک دی۔ لیکن اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات نمایاں تھے۔ کار اب سڑک سے کافی اندر گھنے درختوں کے اندر پہنچ چکی تھی۔ ڈرائیور کار رکتے ہی نیچے اترا اور اس نے جلدی سے کار کا عقبی دروازہ کھول دیا۔ چیف سیکرٹری

صاحب باہر آئے اور ڈرائیور نے کار کا دروازہ بند کر دیا۔
" ادھر اس درخت کی طرف چلو، میں اس کی جڑ دیکھنا چاہتا ہوں "۔۔۔۔۔ چیف سیکرٹری نے تحکمانہ لہجے میں کہا اور ڈرائیور حیرت بھرے چہرے کے ساتھ آگے بڑھتا گیا۔ شاید اس کی سمجھ میں یہ حیرت انگیز باتیں کسی طور بھی نہ آ رہی تھیں اور سب سے حیرت انگیز بات یہ کہ چیف سیکرٹری صاحب درخت کی جڑ چیک کرنا چاہتے ہیں لیکن ظاہر ہے وہ ملازم تھا اور حکم کی تکمیل اس پر فرض تھا لیکن جیسے ہی اس نے دو تین قدم بڑھائے چیف سیکرٹری نے جیب سے ایک سائیلنسر لگا ریوالور نکالا۔ دوسرے لمحے ٹھک کی آواز کے ساتھ ہی ڈرائیور چیختا ہوا اچھل کر منہ کے بل نیچے گرا اور بری طرح تڑپنے لگا۔ دوسری بار ٹھک کی آواز ابھری اور ڈرائیور کا جسم ایک زوردار جھٹکا کھا کر ساکت ہو گیا۔ اس بار اس کی کھوپڑی کے پرخچے اڑ چکے تھے۔ چیف سیکرٹری نے ریوالور جیب میں رکھا اور تیزی سے مردہ ڈرائیور کی طرف بڑھا۔ اس نے اسے سیدھا کر کے اس کی جیبوں کی تلاشی لینا شروع کر دی۔ چند لمحوں بعد وہ ایک جیب سے کار کی چابیاں نکال چکا تھا۔ چابیاں لے کر وہ تیزی سے مڑا اور اس نے کار کی ڈگی کھولی، اس میں ایک بریف کیس موجود تھا۔ بریف کیس نکال کر اس نے ڈگی بند کی اور پھر بریف کیس کو ڈگی پر رکھ کر اس نے اسے کھولا۔ اس کے اندر ایک سوٹ تہہ شدہ موجود تھا۔ اس نے سوٹ نکال کر ایک طرف

رکھا۔ نیچے ایک گول سا سرخ رنگ کا ڈبہ بھی تھا اور ساتھ ہی ایک عجیب سی ساخت کا چھوٹا سا کیمرہ، اس نے وہ کیمرہ نکالا اور پھر کار کے اندر سیٹ پر رکھی ہوئی فائل اٹھا کر اس نے اسے ڈگی پر رکھا اور اسے کھول کر اس کی مدد سے اس نے فائل میں موجود کاغذات کے فوٹو کھینچنے شروع کر دیئے۔ کلک کلک کی آوازیں کیمرے سے نکلتی رہیں۔ جب سب کاغذ ختم ہو گئے تو اس نے فائل بند کی اور اسے دوبارہ کار کے اندر پچھلی سیٹ پر اچھال دیا۔ کیمرے کے نچلے حصے میں موجود اس نے چند بٹن دبائے۔ آخری بٹن دبتے ہی ایک خانہ کھلا اور اس میں سے ایک مائیکرو فلم رول باہر آ گیا۔ چیف سیکرٹری نے وہ رول اٹھا کر ایک طرف رکھ دیا۔ پھر کیمرہ بھی اس نے کار کے اندر ڈالا۔
اس کے بعد اس نے تیزی سے اپنے کپڑے اتارنے شروع کر دیئے۔ سارے کپڑے اتار کر وہ انہیں کار کے اندر ہی پھینکتا چلا گیا۔ اس کے بعد اس نے بریف کیس سے نکالا ہوا سوٹ پہنا اور پھر گردن کے پاس سے اس نے چٹکی بھری اور چہرے اور سر پر چڑھا ہوا ماسک اتار کر اس نے کار کے کھلے دروازے میں اچھال دیا۔ فلم رول اس نے پہنے ہوئے کوٹ کی ایک خاص جیب میں ڈالا اور پھر اپنے ہاتھوں کی انگلیوں پر چٹکیاں لینے لگا۔ چند لمحوں بعد وہ چہرے کے ماسک جیسے دستانے جو کلائی کے اندر تک اس کے ہاتھوں پر چڑھے ہوئے تھے اتار کر کار کے اندر پھینک دیئے۔ اب وہ ایک غیر ملکی نظر آ رہا تھا۔

بریف کیس کے ایک خانے میں سے اس نے ایک بھاری سا
لفافہ نکال کر اسے اپنے کوٹ کی جیب میں رکھا اور پھر بریف
کیس بند کر کے اس نے اسے بھی کار کے اندر اچھال دیا۔ ڈگی پر
رکھا ہوا سرخ رنگ کا گول سا ڈبہ اٹھا کر اس نے اس پر
لگی ہوئی ایک ناب کو مخصوص انداز میں گھمایا۔ کرر کرر کی آواز
سے ناب گھومی۔ اس کے ساتھ ہی ڈبے کے اندر سے ٹک ٹک
کی ہلکی ہلکی آواز نکلنے لگی۔ اس نے ڈبے کو کار کے اندر فرنٹ
سیٹ کے نیچے کھسکا دیا اور پھر تیزی سے وہ زمین پر پڑے مردہ
ڈرائیور کی طرف بڑھ گیا۔ ڈرائیور کو گھسیٹ کر وہ کار کے پاس
لے آیا اور اسے بھی اس نے کار کی فرنٹ سیٹ پر لٹا دیا۔ پھر کار
کا دروازہ بند کر کے وہ تیزی سے مڑا اور تیز تیز قدم اٹھاتا واپس
سڑک کی طرف بڑھتا گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ سڑک پر پہنچ گیا۔
لیکن سڑک پر چلنے کی بجائے وہ سڑک کراس کر کے دوسری
طرف درختوں میں گھستا چلا گیا۔ کافی اندر ایک سفید رنگ کی کار
درختوں کے ایک جھنڈ کے اندر کھڑی تھی۔ اس نے جا کر کار
کا دروازہ کھولا اور اندر بیٹھ کر اس نے کار کا انجن سٹارٹ
کر دیا۔ چابی پہلے سے اگنیشن میں موجود تھی۔ چند لمحوں بعد اس
کی کار سڑک پر پہنچی اور پھر وہ تیزی سے دائیں طرف آگے
بڑھتا گیا۔ کافی آگے جا کر وہ ایک چوک پر سے بائیں ہاتھ پر
مڑ گیا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے ڈیش بورڈ کا خانہ کھولا
اور اندر موجود ایک چھوٹا سا ڈبہ نکال کر اسے ساتھ سیٹ پر

رکھ دیا۔ پھر اس نے ڈبے کے اوپر لگا ہوا ایک سرخ رنگ کا
بٹن دبا دیا۔ بٹن دبتے ہی ڈبے میں سے ہلکی سی سرر کی آواز
نکلی اور اس کے ساتھ ہی اس کے چہرے پر مطمئن سی مسکراہٹ
پھیل گئی۔ اس نے ڈبہ اٹھایا اور بیک مرر پر خالی سڑک دیکھتے
ہوئے ڈبے کو کھلی کھڑکی سے پوری قوت سے باہر اچھال دیا۔
ڈبہ سڑک سے کچھ دور ایک گڑھے میں گرا۔ گڑھے میں سے
ایک چمک سی دکھائی دی اور اب اس نے ڈیش بورڈ کے
اندر ہاتھ ڈال کر ایک بٹن پریس کر دیا اور ڈیش بورڈ کے
نیچے سے ٹوں ٹوں کی آوازیں نکلنے لگیں۔

"ہیلو جنرل منیجر کالنگ اوور" ـــــــ اس نے بدلے
ہوئے لہجے میں کہا۔

"یس باس، سیکرٹری اٹنڈنگ یو اوور" ـــــــ ڈیش بورڈ
کے نچلے حصے سے ایک مودبانہ آواز سنائی دی۔

"سیکرٹری سودا مکمل نہیں ہو سکا اس لئے اب مجھے فوری
طور پر ہیڈ کوارٹر خود جانا ہو گا تاکہ وہاں جا کر پارٹی کو کور کیا
جا سکے ورنہ دوسری فرمیں انہیں ٹریپ کر لیں گی' اوور" ـــــــ
اس نے اسی لہجے میں کہا۔

"اوہ۔ باس آپ کو شاید پہلے سے ہی اس بات کا خیال تھا کہ
یہاں سودا نہ ہو سکے گا۔ اس لئے آپ نے ایکریمیا ہیڈ کوارٹر کے
لئے سیٹ بک کروانے کا کہا تھا۔ بہر حال سیٹ بک ہو چکی ہے۔
فلائٹ آدھے گھنٹے بعد پرواز کر جائے گی۔ اگر آپ گھنٹے کے اندر

ائیر پورٹ تشریف لے آئیں تو فوری طور پر فلائٹ مل سکتی ہے. میں وہاں موجود ہوں' اوور "۔ ——— سیکرٹری نے کہا.

" ویری گڈ ـــ تم واقعی کام کے سیکرٹری ہو" او۔ کے میں آ رہا ہوں' اوور اینڈ آل "۔ ——— اس نے کہا اور ڈیش بورڈ کے اندر ہاتھ ڈال کر اس نے بٹن آف کیا اور کار کی سپیڈ اور بڑھا دی. تقریباً پندرہ منٹ بعد اس کی کار ائیر پورٹ کی پارکنگ میں داخل ہو رہی تھی. اس نے کار پارکنگ میں روکی اور پھر نیچے اُتر کر اطمینان سے چلتا ہوا لاؤنج کی طرف بڑھ گیا.

" سلام سر "۔ ——— لاؤنج کے قریب ہی ایک مقامی نوجوان نے آگے بڑھ کر بڑے مؤدبانہ انداز میں اسے سلام کرتے ہوئے کہا.

" سلام "۔ ——— باس نے سنجیدہ انداز میں سر ہلاتے ہوئے کہا.

" یہ سر کاغذات اور ٹکٹ "۔ ——— اس نوجوان نے مؤدبانہ انداز میں ہاتھ میں موجود کاغذات اس کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا.

" او۔ کے. یہ لو کار کی چابیاں اور کار واپس لے جاؤ "۔ ——— اس نے کاغذات لینے کے بعد ہاتھ میں موجود چابیاں نوجوان کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا.

" یس سر ـــ کب واپسی ہوگی سر "۔ ——— نوجوان نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا.

" دیکھو ـــ ویسے میں فون کر دوں گا' تم ائیر پورٹ آ جانا "۔ اس نے کہا اور پھر لاؤنج کی طرف بڑھ گیا. بورڈنگ کارڈ کے علاوہ چیکنگ وغیرہ کے تمام مراحل طے کرنے کے بعد وہ اطمینان سے چلتا ہوا طیارے تک پہنچ گیا اور تھوڑی دیر بعد طیارہ رن وے پر دوڑنے لگا. باس ہونٹ بھینچے خاموش بیٹھا ہوا تھا. پھر جیسے ہی طیارے نے رن وے چھوڑا اس کے چہرے پر گہرے اطمینان کے تاثرات نمودار ہو گئے.

" ایک اور مشن مکمل ہو گیا ـــ ٹاس کراس کا "۔ ——— اس نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر ہاتھ سے مخصوص جیب میں موجود مائیکرو فلم کی موجودگی کا احساس کر کے اس نے سیٹ سے پشت لگا کر آنکھیں بند کر لیں. اس کے چہرے پر ایسے تاثرات تھے جیسے اس کے کاندھے سے ایک بہت بڑا بوجھ اُتر گیا ہو.

"ٹیلی فون کی گھنٹی بجتے ہی کرسی پر بیٹھے ہوئے کرنل فریدی نے چونک کر ہاتھ بڑھایا اور ریسیور اٹھا لیا۔

"ہارڈ اسٹون" ——— کرنل فریدی نے سخت لہجے میں کہا۔

"نمبر الیون سر" ——— دوسری طرف سے ایک مؤدبا[نہ] آواز سنائی دی۔

"یس ——— کیا رپورٹ ہے" ——— کرنل فریدی نے آ[...] طرح سپاٹ لہجے میں پوچھا۔

"جناب، انتہائی حیرت انگیز اطلاعات ہیں۔ بیگم راج[...] صاحبہ کا کہنا ہے کہ ان کے پاس چیف سیکرٹری صاحب[...] خود آئے تھے۔ انہوں نے انہیں بتایا کہ ڈاکٹر راجندر کو حکو[...] [...] سے بڑا اعزاز مہاویر چکر دینے کا فیصلہ

کیا ہے۔ یہ اعزاز گو انہیں یوم جمہوریہ پر دیا جائے گا لیکن اس کی رقم کا چیک وہ دے گئے ہیں۔ چیک واقعی حکومت کافرستان کی سرکاری چیک بک کا ہے اور اس پر چیف سیکرٹری کے دستخط اور مہر موجود ہے۔ پانچ کروڑ روپے کا چیک ہے اس کے علاوہ چیف سیکرٹری صاحب بیگم راجندر سے بلانک ریز کا فارمولا بھی لے گئے ہیں اور انہیں اس کی وصولی کی باقاعدہ سرکاری رسید بھی انہوں نے دی ہے۔ فارمولا ڈاکٹر صاحب کے اسسٹنٹ رمیش نے لیبارٹری سے لا کر دیا ہے۔ چیف سیکرٹری صاحب کے مطابق حکومت اسے مکمل کرائے گی تاکہ ڈاکٹر صاحب کو اس پر نوبل پرائز مل سکے۔ رمیش نے بتایا ہے کہ وہ چیف سیکرٹری کو ذاتی طور پر جانتا ہے کیونکہ یونیورسٹی کے ایک فنکشن میں وہ انہیں پہلے دیکھ چکا تھا۔ وہ سرکاری کار پر آئے۔ ان کے ساتھ صرف ان کا ڈرائیور تھا۔ اس پر میں نے فوری طور پر چیف سیکرٹری صاحب کے بارے میں معلومات حاصل کیں کہ وہ فارمولا لے کر کہاں گئے ہیں تو ایک حیرت انگیز انکشاف ہوا کہ چیف سیکرٹری صاحب دفتر سے اچانک اٹھ کر ڈرائیور کے ساتھ کسی کو بتائے بغیر سرکاری کار پر روانہ ہوئے اور اب تک وہ نہ گھر پہنچے ہیں نہ کہیں اور۔ اس پر میں نے زیرو سروس کو ان کی تلاش کی ہدایات دیں، اور ابھی اطلاع ملی ہے کہ چیف سیکرٹری صاحب کی کار آفیسرز کالونی کی طرف جاتی دکھائی دی لیکن وہ آفیسرز کالونی میں

داخل نہیں ہوئی۔ آخری بار اسے اس سڑک پر دیکھا گیا جہاں دونوں طرف درختوں کا ذخیرہ ہے۔ وہاں چیکنگ کی گئی تو درختوں کے اندر بری طرح جلی ہوئی اور تڑی مڑی کار موجود ہے جس میں ڈرائیور کی جلی ہوئی لاش، کاغذات، لباس وغیرہ بھی موجود ہیں لیکن وہاں قرب وجوار میں کار کی پٹرول ٹینکی پھٹنے کا کوئی دھماکہ سنائی نہیں دیا۔ کار سے کچھ فاصلے پر زمین پر خون کے آثار بھی ملے ہیں۔ اس پر مجھے شک گزرا تو میں نے چیف سیکرٹری صاحب کی کوٹھی کو چیک کرایا۔ چیف صاحب کی فیملی چھٹیوں پر گئی ہوئی ہے۔ وہاں سے پتہ چلا کہ چیف صاحب صبح حسب معمول دفتر گئے ہیں اور بس اس سے زیادہ معلومات حاصل نہیں ہو سکیں" ——— نمبر الیون نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اس کا مطلب ہے کہ گیم پہلے ہی کھیلی جا چکی ہے ——— تم فوری طور پر ائیرپورٹ، ریلوے اسٹیشن اور ایسی دوسری جگہوں پر انتہائی سخت چیکنگ کراؤ۔ چیف سیکرٹری کے قدوقامت کا جو آدمی بھی جہاں مشکوک نظر آئے اس کی مکمل نگرانی کراؤ" ——— کرنل فریدی نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"یس سر" ——— دوسری طرف سے کہا گیا اور کرنل فریدی نے رسیور رکھا اور ایک جھٹکے سے اٹھ کر وہ تیزی سے دروازے کی طرف بڑھا۔ ساتھ والے کمرے سے اس وقت کیپٹن حمید بھی باہر نکل رہا تھا۔

"آؤ حمید۔ جلدی آؤ میرے ساتھ" ——— کرنل فریدی نے سخت لہجے میں کہا اور ایک لحاظ سے دوڑتا ہوا پورچ میں کھڑی ایک کار کی طرف بڑھ گیا۔

"کیا مصیبت نازل ہو گئی۔ پتہ نہیں اچانک بیٹھے بیٹھے آپ پر کیا آفت سوار ہو جاتی ہے" ——— کیپٹن حمید نے جھلائے ہوئے لہجے میں اس کے پیچھے آتے ہوئے کہا۔

"شٹ اپ ——— ہر وقت کا مذاق اچھا نہیں ہوتا" ——— کرنل فریدی نے انتہائی کرخت لہجے میں کہا تو کیپٹن حمید نے ہونٹ بھینچ لئے۔ کرنل فریدی کے اس لہجے میں بات کرنے سے ہی وہ سمجھ گیا کہ کوئی ٹاپ ایمرجنسی ہے۔ اس کے چہرے پر بھی سنجیدگی کے آثار نمایاں ہو گئے۔

چند لمحوں بعد کرنل فریدی کی لنکن کوٹھی سے نکل کر انتہائی تیز رفتاری سے دوڑتی ہوئی اس سڑک کی طرف بڑھی جا رہی تھی جہاں دونوں طرف درختوں کے ذخیرے تھے۔ ایک موڑ مڑتے ہی کرنل فریدی نے ڈیش بورڈ کے نیچے لگا ہوا بٹن دبا دیا اور اس کے ساتھ ہی ڈیش بورڈ کے نیچے سے ٹوں ٹوں کی مخصوص آوازیں نکلنے لگیں۔

"ہیلو ہارڈ اسٹون، اوور" ——— کرنل فریدی نے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

"یس سر ——— نمبر الیون اٹنڈنگ، اوور" ——— دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

" جہاں جلی ہوئی کار ملی ہے، وہاں کوئی موجود ہے' اوور"
کرنل فریدی نے پوچھا۔

" تھرٹی ون۔ تھرٹی سکس اور الیون تھری موجود ہیں' اوور"
نمبر الیون نے کہا۔

" میں وہیں جا رہا ہوں' انہیں کہو وہ مجھے سڑک پر ملیں اوور اینڈ آل" ۔۔۔۔ کرنل فریدی نے کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

کیپٹن حمید اب بالکل خاموش بیٹھا ہوا تھا۔ کار مختلف سڑکوں سے گزرنے کے بعد اس سڑک پر پہنچی جہاں سڑک کے دونوں اطراف میں درختوں کے ذخیرے موجود تھے اور پھر تھوڑی دیر بعد انہیں سڑک کے کنارے کھڑا ہوا ایک نوجوان نظر آ گیا۔ اس نے کار دیکھتے ہی ہاتھ اٹھا کر اشارہ کیا اور کرنل فریدی نے کار اس کے قریب جا کر روک دی۔

" الیون تھری کے ساتھ بیٹھ جاؤ اور راستہ بتاؤ" ۔۔۔۔ کرنل فریدی نے سخت لہجے میں کہا اور کیپٹن حمید جو فرنٹ سیٹ پر بیٹھا ہوا تھا تیزی سے سٹیرنگ کی طرف کھسک گیا اور وہ نوجوان ساتھ بیٹھ گیا۔ کرنل فریدی اس کے کہنے پر کار سڑک سے موڑ کر درختوں کے اندر لے گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ اس جلی ہوئی کار کے ڈھانچے کے قریب پہنچ گئے۔ کرنل فریدی نے کار روکی اور نیچے اتر کر جلی ہوئی کار کی طرف بڑھ گیا۔ وہاں دو اور نوجوان بھی موجود تھے۔ انہوں نے کرنل فریدی کو سلام کیا۔

" حمید یہ کسی آدمی کے سڑک کی طرف جاتے ہوئے قدموں کے نشانات نظر آ رہے ہیں۔ گھاس میں نشانات کچھ بن گئے ہیں۔ تم چیک کرو کہ یہ سڑک پر جا کر ختم ہو گئے ہیں یا نہیں۔ سڑک کی دوسری طرف بھی چیک کر لینا۔ الیون تھرٹی تم کیپٹن حمید کے ساتھ جاؤ" ۔۔۔۔ کرنل فریدی نے کہا اور کیپٹن حمید سر ہلاتا ہوا تیزی سے واپس مڑ گیا۔ الیون تھرٹی بھی ساتھ ہی چلا گیا۔

کرنل فریدی بڑے غور سے جلی ہوئی کار کا جائزہ لیتا رہا۔ پھر اس نے ایک جلا ہوا کیمرہ نما آلہ اٹھایا اور اسے غور سے دیکھتا رہا۔ اس کے چہرے پر اس وقت انتہائی گہری سنجیدگی موجود تھی۔

" ہونہہ تو ان کاغذات کی مائیکرو فلم بنائی گئی ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ وہ پہلے سے پوری تیاری کر کے یہاں آیا تھا" کرنل فریدی نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ پھر تقریباً آدھے گھنٹے بعد کیپٹن حمید واپس آیا۔

" دوسری طرف کافی اندر ایک کار کے نشانات موجود ہیں۔ آدمی جو یہاں سے گیا ہے اس کار تک پہنچا ہے اور پھر مڑ کر واپس سڑک کی طرف آئی ہے۔ کار کے ٹائروں کے نشانات بتا رہے ہیں کہ کار الیگزینڈر ہے جس کے ٹائر عام کاروں سے زیادہ چوڑے ہیں" ۔۔۔۔ کیپٹن حمید نے سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"گڈ" ——— کرنل فریدی نے کہا اور تیز تیز قدم اٹھاتا وہ واپس اپنی کار میں آیا، اس نے ایک بار پھر ٹرانسمیٹر آن کر دیا۔

"یس نمبر الیون اٹنڈنگ، اوور" ——— کرنل فریدی کی کال کے جواب میں کہا گیا۔

"ایئر پورٹ پر موجود اپنے آدمیوں سے معلوم کرو کہ کیا وہاں کوئی الیگزینڈر کار آئی ہے۔ یہ خاصی منفرد کار ہے اس لیے وہاں اگر یہ آئی ہو گی تو لازماً معلوم ہو جائے گا اور مجھے ٹرانسمیٹر پر فوراً رپورٹ دو، اوور" ——— کرنل فریدی نے سخت لہجے میں کہا۔

"یس سر، اوور" ——— دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی کرنل فریدی نے ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

"کیا میں پوچھ سکتا ہوں کہ یہ کیا چکر ہے" ——— کیپٹن حمید نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ڈاکٹر راجندر جین کا ایکسیڈنٹ میں انتقال ہو چکا ہے۔ وہ ایک انتہائی اہم سائنسی فارمولے پر کام کر رہے تھے۔ پھر اطلاع ملی کہ باجیان کی سپیشل ایجنسی ٹاس کراس کا سیکرٹ ایجنٹ کر اس فارمولے کو حاصل کرنے کافرستان آ رہا ہے۔ میں نے اس کی چیکنگ شروع کرا دی لیکن ابھی اطلاع ملی ہے کہ کروشو پہلے ہی واردات کر چکا ہے۔ وہ شاید توقع سے پہلے ہی یہاں آ تھا۔ وہ چیف سیکرٹری کے روپ میں سرکاری کار اور ڈرائیو

کے ساتھ بیگم راجندر کے پاس گیا اور وہاں سے فارمولا لے اڑا اور پھر وہ یہاں آیا۔ یہاں اس نے شاید میک اپ کیا، لباس بدلا، فائل کی مائیکرو فلم بنائی، ڈرائیور کو ہلاک کیا اور پھر کار کو کسی مخصوص بم سے اس طرح جلایا کہ دھماکہ نہ ہوا اور پھر وہ پہلے سے دوسری طرف موجود کار میں بیٹھ کر نکل گیا" ——— کرنل فریدی نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اوہ، ویری بیڈ ——— پھر تو واقعی سیریس مسئلہ ہے لیکن چیف سیکرٹری وہ کیسے بن گیا" ——— کیپٹن حمید نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"میرا خیال ہے چیف سیکرٹری صاحب کو اس نے ہلاک کر دیا ہے، مجھے چیک کرانا ہو گا" ——— کرنل فریدی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ٹرانسمیٹر آن کرنے کے لیے ہاتھ بڑھایا ہی تھا کہ ٹرانسمیٹر پر کال آ گئی اور کرنل فریدی نے رسیونگ بٹن آن کر دیا۔

"نمبر الیون، اوور" ——— نمبر الیون کی آواز سنائی دی۔

"یس ہارڈ اسٹون ——— کیا رپورٹ ہے، اوور" ——— کرنل فریدی نے تیز لہجے میں پوچھا۔

"باس واقعی ایئر پورٹ پر ایک سفید رنگ کی الیگزینڈر کار دو گھنٹے پہلے آئی تھی۔ اس میں سے ایک ایکریمین آدمی لمبے قد اور بھاری جسم کا باہر آیا۔ لاؤنج کے باہر اس سے ایک مقامی نوجوان ملا۔ وہ اپنے آپ کو سیکرٹری اور اسے باس کہہ

رہا تھا۔ اس نے کاغذات اور او۔کے شدہ ٹکٹ اسے دیا اور کار کی چابیاں اس سے لیں اور کار واپس لے گیا۔ مزید تفصیلات سے پتہ چلا ہے کہ اس آدمی کی ٹکٹ پہلے سے بک تھی۔ اس کا نام راجر تھا اور وہ بیکن انٹرپرائزر کا جنرل منیجر ہے۔ اس کا ٹکٹ ایکریمیا کے لئے تھا۔ اس کے وہاں پہنچنے کے چند منٹ بعد ہی ایکریمیا جانے والی پرواز اڑان کر گئی۔ راجر اسی فلائٹ میں گیا ہے' اوور"۔۔۔۔ نمبر الیون نے کہا اور ساتھ ہی اس نے راجر کا حلیہ بھی بتا دیا۔

"تم فوراً اس مقامی نوجوان اور کار کو تلاش کرا کے مجھے کال کرو اور چیف سیکرٹری صاحب کی کوٹھی کی تلاشی لو' مجھے خطرہ ہے کہ چیف سیکرٹری صاحب کو قتل کر دیا گیا ہے' اوور"۔۔۔۔ کرنل فریدی نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"یس سر' اوور"۔۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور کرنل فریدی نے ٹرانسمیٹر آف کر دی۔

"اس کا مطلب ہے وہ نکل گیا"۔۔۔۔ کیپٹن حمید نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"ہاں ۔۔۔ لیکن وہ مجھ سے بچ کر کہاں جائے گا۔ میں اسے پاتال میں بھی نہ چھوڑوں گا"۔۔۔۔ کرنل فریدی نے انتہائی غصیلی آواز میں جواب دیتے ہوئے کہا اور کیپٹن حمید خاموش ہو گیا۔ کرنل فریدی دروازہ کھول کر نیچے اترا۔ اس نے کار کی

ڈگی کھولی اور اس میں موجود لانگ رینج ٹرانسمیٹر نکال کر ڈگی بند کی اور اسے لئے ہوئے وہ دوبارہ اپنی سیٹ پر آ گیا۔ لانگ رینج ٹرانسمیٹر سائیڈ پر رکھ کر اس نے تیزی سے اس پر ایک مخصوص فریکوئنسی ایڈجسٹ کرنا شروع کر دی۔ فریکوئنسی ایڈجسٹ کرنے کے بعد اس نے اس کے بٹن دبائے تو ٹرانسمیٹر کا بلب تیزی سے سپارک کرنے لگا اور اس میں سے سائیں سائیں کی تیز آوازیں سنائی دینے لگیں۔

"ہیلو ہیلو ہارڈ اسٹون کالنگ جیمز' اوور"۔۔۔۔ کرنل فریدی نے تیز لہجے میں کہا۔

"یس جیمز اٹنڈنگ' اوور"۔۔۔۔ کافی دیر کالنگ کے بعد ٹرانسمیٹر میں سے ایک غیر ملکی آواز سنائی دی۔

"جیمز ۔۔۔ کافرستان سے دو گھنٹے پہلے ایک فلائٹ ایکریمیا کے لئے روانہ ہوئی ہے۔ وہ یقیناً دو گھنٹے بعد ایکریمیا پہنچے گی۔ اس میں ایک آدمی راجر نام کا موجود ہے۔ جیسے ہی وہ ائیرپورٹ سے باہر آئے تم نے اسے ہر حالت میں اغوا کرنا ہے۔ اس کے پاس ایک مائیکرو فلم موجود ہے' وہ مجھے چاہیے ہر صورت میں اور ہر قیمت پر' میں تمہیں اس کا حلیہ بھی بتا دیتا ہوں..... اوور"۔۔۔۔ کرنل فریدی نے تیز لہجے میں کہا اور کال اوور کرنے سے پہلے اس نے نمبر الیون کا بتایا ہوا حلیہ بھی دوہرا دیا۔

"یس سر' اوور"۔۔۔۔ جیمز نے جواب دیا۔

"جیسے ہی کام ہو مجھے ٹرانسمیٹر کال پر رپورٹ دو ۔۔ یہ شخص سیکرٹ ایجنٹ ہے اور خطرناک آدمی ہے اس لئے پوری طرح ہوشیار رہنا، اوور" ۔۔۔۔ کرنل فریدی نے کہا۔

"یس سر ۔ بے فکر رہیں سر، میں اس کا بندوبست کرلوں گا۔ کافی وقت مل گیا ہے، اوور" ۔۔۔۔ جیمز نے جواب دیا اور کرنل فریدی نے اوور اینڈ آل کہہ کر ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے زیرو سروس کے ایجنٹوں کو واپس جانے کا حکم دیا اور کار موڑ کر وہ سڑک کی طرف بڑھ گیا۔ اس کے چہرے پر اس قدر گہری سنجیدگی تھی کہ کیپٹن حمید کو بات کرنے کی جرأت بھی نہ ہو رہی تھی اور تھوڑی دیر بعد کار واپس کوٹھی پہنچ گئی۔ کرنل فریدی اور کیپٹن حمید کار سے اتر کر ابھی کامن روم میں پہنچے ہی تھے کہ ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ کرنل فریدی نے آگے بڑھ کر رسیور اٹھا لیا۔

"نمبر الیون بول رہا ہوں سر، ٹرانسمیٹر آف تھا اس لئے میں نے فون کال کی ہے" ۔۔۔۔ نمبر الیون نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"کیا رپورٹ ہے" ۔۔۔۔ کرنل فریدی نے سرد لہجے میں کہا۔

"چیف سیکرٹری صاحب کی لاش ان کی کوٹھی کے تہہ خانے سے ملی ہے۔ ان پر بے پناہ اور بے رحمانہ تشدد کیا گیا ہے"

نمبر الیون نے کہا۔

"ہونہہ ٹھیک ہے ۔۔۔۔ ہونا بھی چاہیے تھا۔ اس نے ان سے مکمل تفصیلات حاصل کی ہوں گی تاکہ اس پر کسی کو شک نہ پڑ سکے" ۔۔۔۔ کرنل فریدی نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"سر وہ کار تلاش کر لی گئی ہے۔ وہ واقعی بیکن انٹرپرائزز کے جنرل مینجر راجر کی کار ہے اور وہ نوجوان ان کا سیکرٹری ہے اس کا نام گوپال ہے۔ اس نے بتایا ہے کہ جنرل مینجر صاحب نے انہیں رات ہی یہ احکامات فون پر دیئے تھے کہ وہ ان کے کاغذات لے کر دوپہر کی ایکریمیا کی فلائٹ پر ٹکٹ بک کرا کر ایئر پورٹ ٹیکسی پر پہنچ جائے۔ جنرل مینجر راجر کسی اہم پارٹی سے مذاکرات میں مصروف تھے۔ چنانچہ اس نے دفتر سے ان کے ذاتی کاغذات لئے اور سیٹ بک کرا دی پھر جنرل مینجر نے انہیں منی ٹرانسمیٹر پر کال کر کے بتایا کہ پارٹی سے بات نہیں ہو سکی اس لئے انہیں فوراً ایکریمیا پہنچنا ہے۔ اس پر اس نے بتایا کہ آدھے گھنٹے بعد فلائٹ جانے والی ہے اور ٹکٹ بک ہے چنانچہ جنرل مینجر ایئر پورٹ پہنچے۔ اس نے انہیں کاغذات اور ٹکٹ دیا اور پھر کار لے کر واپس دفتر آ گیا۔ اس نے بتایا ہے کہ جنرل مینجر صاحب گذشتہ دو روز سے کسی اہم کاروباری سودے کے سلسلے میں بے حد مصروف رہے ہیں" ۔۔۔۔ نمبر الیون نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اس جنرل مینجر کی رہائش گاہ کی بھی تلاشی لو۔ اس کی

اس کو کسی طرح ٹریس بھی کر لیا جائے تب بھی ٹریس کرنے
والے جہاز کے کریش ہونے سے مطمئن ہو جائیں کہ وہ بھی
ختم ہو گیا ہے "۔۔۔۔ کرنل فریدی نے منہ بناتے ہوئے
کہا۔

"بہت ہوشیار آدمی ثابت ہو رہا ہے "۔۔۔۔ کیپٹن
حمید نے کہا۔

"ہاں "۔۔۔۔ کرنل فریدی نے کہا اور خاموش ہو گیا۔
پھر تقریباً آدھے گھنٹے بعد کال دوبارہ آگئی۔ کرنل فریدی نے
ٹرانسمیٹر آن کر دیا۔

"ہیلو جیمز کالنگ، اوور "۔۔۔۔ جیمز کی آواز سنائی دی۔

"یس ہارڈ اسٹون ۔۔ کیا رپورٹ ہے، اوور "۔۔۔۔
کرنل فریدی نے کہا۔

"باس میں نے ایئر لائن کے ورلڈ نیٹ کمپیوٹر سے تمام
معلومات حاصل کر لی ہیں۔ سسلی تو کیا ۔۔ کافرستان سے
لے کر جہاز کے کریش ہونے تک سب مسافر جہاز کے اندر
موجود رہے ہیں کیونکہ اس فلائٹ پر براہ راست ایکریمیا کی
بکنگ کی جاتی ہے البتہ سسلی میں جہاز تیل لینے کے لئے
آدھے گھنٹے تک رکا رہا اور مسافر سپیشل لاؤنج میں موجود
رہے لیکن وہاں سے کوئی مسافر باہر نہیں گیا اور نہ جا سکتا
تھا۔ تیل لینے کے بعد مسافر دوبارہ سوار ہوئے اور راجر نام
کا مسافر بھی سوار ہوا اور پھر جہاز کریش ہو گیا، اوور "۔۔

جیمز نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ہونہہ ٹھیک ہے ۔۔ اوور اینڈ آل "۔۔۔۔ کرنل فریدی
نے ڈھیلے لہجے میں کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔ اس کے چہرے
پر سنجیدگی کی تہہ اور دبیز ہو گئی تھی۔

"اس کا مطلب ہے کہ ایجنٹ صاحب بمعہ فارمولے کے
ختم ہو گئے "۔۔۔۔ کیپٹن حمید نے کہا۔

"ہاں بظاہر تو ایسا ہی لگتا ہے لیکن میری چھٹی حس کہہ
رہی ہے کہ ایسا نہیں ہے۔ لازماً کوئی گہرا چکر چلایا گیا ہے۔
کرنل فریدی نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"لیکن اس آدمی کو ایکریمیا جانے کی کیا ضرورت تھی۔ اسے
تو باچان جانا چاہیے تھا اور ایکریمیا اور باچان بالکل مخالف
سمتوں میں ہیں۔ اس نے جس طرح اطمینان سے ساری واردات
کی ہے اسے بظاہر تو کوئی خطرہ نہ تھا اس لئے کہیں ایسا نہ
ہو کہ ہم غلط سمجھ رہے ہوں "۔۔۔۔ کیپٹن حمید نے کہا اور
پھر اس سے پہلے کہ کرنل فریدی کوئی جواب دیتا میز پر رکھے
ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ کرنل فریدی نے ہاتھ بڑھا کر رسیور
اٹھا لیا۔

"ہارڈ سٹون "۔۔۔۔ کرنل فریدی نے تیز لہجے میں کہا۔

"نمبر الیون بول رہا ہوں جناب ۔۔ راجر کی لاش اس کی
رہائش گاہ سے مل گئی ہے۔ وہ غیر شادی شدہ آدمی تھا۔ اس
لئے ملازمین کے ساتھ اکیلا رہتا تھا۔ اس کی لاش سے بھی پتہ

چلتا ہے کہ اس پر انتہائی سخت اور بے رحمانہ تشدد کیا گیا ہے۔“ نمبر الیون نے رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

”ہونہہ ٹھیک ہے۔“ ——— کرنل فریدی نے کہا اور ریسیور رکھ دیا۔

”اب تو یقین ہو گیا کہ وہ راجر بن کر ہی گیا ہے۔“ ——— کرنل فریدی نے ہونٹ چباتے ہوئے کیپٹن حمید سے مخاطب ہو کر کہا اور کیپٹن حمید نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

”تم تیاری کرو، اب ہمیں خود باچان جانا ہو گا۔ وہاں پہنچ کر صحیح صورت حال معلوم ہو سکتی ہے۔ میں انتظامات کر لوں۔“ کرنل فریدی نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد کہا اور اٹھ کر تیز قدم اٹھاتا اپنے خاص کمرے کی طرف بڑھ گیا۔

”آپ کا نام راجر ہے۔“ ——— ایک ائیر ہوسٹس نے جہاز میں آنکھیں بند کئے بیٹھے راجر سے مخاطب ہو کر کہا، اور راجر نے چونک کر آنکھیں کھول دیں۔

”جی ہاں ——— کیوں۔“ ——— راجر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”آپ کے لئے فون کال ہے مسٹر۔“ ائیر ہوسٹس نے کہا۔

”اوہ اچھا ——— تھینک یو۔“ ——— راجر نے کہا اور اٹھ کر اس طرف چل پڑا جہاں ایک علیحدہ حصہ فون سننے کے لئے بنایا گیا تھا۔ جہاز میں ایسے جدید انتظامات تھے کہ سٹلائٹ کے ذریعے پوری دنیا میں کہیں سے نہ صرف فون کال وصول کی جا سکتی تھی بلکہ یہاں سے دنیا کے ہر حصے میں فون کیا بھی جا سکتا تھا۔ یہ نظام کاروباری افراد کے لئے خصوصی طور پر جدید ترین طیاروں میں رکھا جاتا ہے تاکہ وہ دوران پرواز

بھی اپنے کاروباری فرائض ادا کرسکیں۔

کیبن کا دروازہ بند کر کے وہ ایک صوفہ نما کرسی پر بیٹھ گیا۔ سامنے میز پر ایک فون موجود تھا۔ اس نے اس کا رسیور اٹھا لیا۔

"راجر صاحب" ۔۔۔۔ رسیور اٹھاتے ہی آواز سنائی دی۔

"ہاں راجر بول رہا ہوں جنرل منیجر بیکن انٹرپرائزز" ۔۔۔۔ راجر نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

"سسلی بات کیجئے" ۔۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور چند لمحوں بعد ٹک کی ہلکی سی آواز کے ساتھ ہی ایک آواز سنائی دی۔

"ہیلو سر، میں سسلی کا نمائندہ مارجر بول رہا ہوں۔ مجھے اطلاع ملی ہے کہ آپ اس فلائٹ پر ایکریمیا جا رہے ہیں تو میں نے سوچا کہ ایک اہم کاغذ پر کیوں نہ آپ کے دستخط ائیرپورٹ پر ہی کرا لیئے جائیں اس طرح کمپنی کو بے حد فائدہ ہوگا" ۔۔۔۔ دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے ۔۔۔ لیکن سسلی میں تو سپیشل لاؤنج سے نہ ہی کسی کو باہر جانے دیا جاتا ہے اور نہ کسی کو اندر آنے دیا جاتا ہے۔ منشیات کی سمگلنگ کی روک تھام کے لئے سسلی والوں نے خصوصی حفاظتی انتظامات کر رکھے ہیں" ۔۔۔۔ راجر نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

"یس سر ۔۔۔ ایسے ہی انتظامات ہیں لیکن میں یہاں کا باشندہ ہوں اس لئے میں ایسے انتظامات کر سکتا ہوں کہ آپ سے ملاقات ہو سکے" ۔۔۔۔ دوسری طرف سے مارجر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے ۔۔۔ پھر مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے" ۔۔۔۔ راجر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"سر جب آپ سسلی کے سپیشل لاؤنج میں پہنچیں گے تو میں آجاؤں گا۔ ہو سکتا ہے مجھے دو چار منٹ دیر ہو جائے تب بھی آپ پریشان نہ ہوں گے" ۔۔۔۔ مارجر نے کہا۔

"ٹھیک ہے ۔۔۔ لیکن اب اگر آپ نے آنا ہی ہے تو پھر ایسا کریں کہ سسلی کی اُلون پرفیوم کی ایک شیشی بھی ساتھ لے آئیں مجھے یہ پرفیوم بے حد پسند ہے" ۔۔۔۔ راجر نے کہا۔

"اوہ سر ۔۔۔ مگر پرفیوم کی شیشی تو جہاز میں ساتھ نہیں رکھی جا سکتی۔ یہ تو منع ہے کیونکہ پرفیوم کی جگہ آگ لگانے والا میٹریل بھی ہو سکتا ہے" ۔۔۔۔ مارجر نے چونک کر کہا۔

"کوئی بات نہیں ۔۔۔ میں پرفیوم لگا کر شیشی واپس کر دوں گا" ۔۔۔۔ راجر نے کہا۔

"ٹھیک ہے سر ۔۔۔ میں لے آؤں گا" ۔۔۔۔ مارجر نے کہا اور راجر نے او۔کے کہہ کر رسیور رکھا اور پھر اس نے تیزی سے اپنے دائیں پیر میں پہنے ہوئے ایک بوٹ کو

اتارا اور اس کی ایڑی کو آہستہ سے اس نے صوفے کے بازو پر مارا تو ایڑی میں سے ایک باریک سی تار باہر کو نکل آئی۔ اس نے اس تار کے سرے کو ذرا سا مروڑ کر سیدھا کیا اور پھر اسے واپس ایڑی میں دھکیل دیا۔ تار دوبارہ ایڑی میں غائب ہو گئی۔ راجر نے بوٹ پہنا اور تسمے باندھ کر وہ کیبن کا دروازہ کھول کر اطمینان سے چلتا ہوا دوبارہ اپنی سیٹ پر پہنچ گیا اور ایک بار پھر نشست سے سر ٹکا کر اس نے آنکھیں بند کر لیں۔ پھر جب پائلٹ کی طرف سے سسلی کے بین الاقوامی ایئر پورٹ پر اُترنے کا اعلان کیا گیا۔ تو اس نے آنکھیں کھولیں اور بیلٹ باندھنے میں مصروف ہو گیا۔ تھوڑی دیر بعد جہاز رن وے پر اتر کر ٹیکسی کرتا ہوا اپنے مخصوص سپاٹ پر جا کر رک گیا۔ پائلٹ کی طرف سے بتا دیا گیا تھا کہ جہاز یہاں تیل لینے کے لئے آدھا گھنٹہ رُکے گا۔ اس لئے اگر مسافر چاہیں تو اس دوران سپیشل لاؤنج تک جا سکتے ہیں۔ اس لئے جہاز کے رُکتے ہی آدھے سے زیادہ مسافر بیلٹیں کھول کر سیٹوں سے اُٹھ کھڑے ہوئے۔ راجر بھی اٹھا اور اطمینان سے چلتا ہوا جہاز کے دروازے کے ساتھ لگی ہوئی سیڑھی سے اتر کر نیچے پہنچ گیا۔ جہاں ایک خوبصورت سی کوسٹر مسافروں کو سپیشل لاؤنج تک لے جانے کے لئے موجود تھی۔ راجر کوسٹر کی ایک سیٹ، پر بیٹھ گیا اور تھوڑی دیر بعد وہ باقی مسافروں کی طرح سپیشل لاؤنج میں پہنچ گیا۔ مسافر تو یہاں ٹہلنے، گپیں مارنے اور لاؤنج کی بار سے شراب لے کر پینے میں مصروف ہو گئے جبکہ راجر لاؤنج میں

داخل ہوتے ہی سیدھا ایک طرف بنے باتھ رومز کی طرف بڑھ گیا۔ یہ باتھ روم تعداد میں آٹھ تھے تاکہ کسی مسافر کو انتظار کی زحمت نہ اٹھانی پڑے۔ راجر چھ نمبر باتھ روم کی طرف بڑھا اور دروازہ کھول کر اندر داخل ہو گیا۔

"جلدی کیجئے اپنا لباس اتاریئے"۔ —— باتھ روم میں پہلے سے موجود اس کے قدوقامت اور حلیے کے نوجوان نے سرگوشیانہ لہجے میں کہا۔ وہ باتھ روم کے ایک کونے میں دبکا ہوا تھا۔ اس نے اپنا لباس اتار کر ہکس پر لٹکایا ہوا تھا اور خود وہ صرف بنیان اور انڈرویئر پہنے کھڑا تھا۔ شکل و صورت اور قدوقامت سے وہ بالکل راجر ہی لگ رہا تھا۔ راجر نے سر ہلاتے ہوئے جلدی سے لباس اتارنا شروع کر دیا لیکن لباس اتارنے سے پہلے اس نے کوٹ کی اندرونی جیب سے مائیکرو فلم نکال کر علیحدہ رکھ لی تھی۔ لباس اتارنے کے بعد اس نے بوٹ بھی اتار دیئے۔ اندر کھڑے نوجوان نے جلدی سے اس کا اتارا ہوا لباس پہننا شروع کر دیا۔ پھر بوٹ پہن لینے کے بعد وہ اب بالکل راجر لگ رہا تھا۔ راجر نے اس کا ہکس پر لٹکا ہوا مختلف لباس اتار کر پہنا اور ساتھ ہی اس کے اترے ہوئے بوٹ بھی پہن لئے اور فلم اٹھا کر جیب میں ڈال لی۔

"سنو مارجر —— تم نے ایکریمیا پہنچ کر سیدھا ہوٹل بلیو ہال جانا ہے۔ وہاں تمہارا کمرہ ریزرو ہو گا پھر جب تک میری طرف سے کوئی اطلاع نہ ملے تم نے وہیں رہنا ہے"۔ —— راجر نے

"ٹھیک ہے باس" ——— مارجر نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"وہ پرفیوم لے آئے ہو" ——— راجر نے اچانک چونک کر پوچھا۔

"ہاں مگر جب آپ نے جانا ہی نہیں تو پھر پرفیوم منگوانے کا کیا مقصد، میں تو بالکل نہیں سمجھ سکا۔ کوٹ کی دائیں جیب میں موجود ہے" ——— مارجر نے کہا۔

"یہ سب کچھ حفاظتی اقدام کے طور پر ہے۔ اگر ہماری کال چیک ہو رہی ہوتی تو اس سے سننے والے مطمئن ہو جائیں گے" راجر نے مسکراتے ہوئے کہا اور چونکہ مارجر کا کوٹ وہ خود پہنے کھڑا تھا اس لئے اس نے اس کی دائیں جیب میں ہاتھ ڈال کر پرفیوم کی شیشی نکال لی۔

"اب ظاہر ہے اسے تمہیں لگانا بھی پڑے گا۔ راجر نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس کا ڈھکنا کھول کر اس نے سپرے بٹن دبایا اور مارجر کے کوٹ پر پھوار لگائی اور پھر دوسری پھوار اس نے اس کی پتلون کے دائیں پائینچے پر کر دی پھر ڈھکنا بند کر کے اس نے شیشی واپس جیب میں ڈال لی۔ اس کے ساتھ ہی اس نے گردن کے قریب چٹکی بھری اور دوسرے لمحے اس کے چہرے اور سر پر موجود باریک ماسک اتر گیا۔ ماسک پر خوبصورت گھنگریالے بال بھی موجود تھے۔ اب وہ ایک بالکل مختلف شکل میں تھا۔ اس نے ماسک کو مروڑ کر اپنے کوٹ کی جیب میں ڈا

"راستہ کدھر سے ہے" ——— راجر نے پوچھا۔

"روشندان بڑا ہے، اس سے جانا ہو گا۔ دوسری طرف ایک طویل گلی ہے۔ اس کے اختتام پر پبلک گیلری ہے۔ وہاں سے آپ ایئر پورٹ سے باہر جا سکتے ہیں" ——— مارجر نے جواب دیا۔

"او کے اب تم جاؤ اور سنو راستے میں کسی سے زیادہ باتیں نہ کرنا، میں سارے راستے خاموش رہا ہوں" ——— راجر نے کہا اور مارجر نے سر ہلا دیا اور پھر باتھ روم کے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ دروازہ کھول کر وہ باہر نکل گیا۔ راجر چند لمحے دروازے کے قریب کھڑا باہر کی آہٹ سنتا رہا لیکن جب اس نے محسوس کیا کہ مارجر کے باہر جانے کے باوجود کوئی خاص بات سامنے نہیں آئی تو وہ تیزی سے مڑا اور پھر فلش ٹینکی پر پیر رکھ کر وہ ایک جھٹکے سے اوپر اٹھا اور چھت کے قریب موجود بڑے سے روشندان کے درمیان موجود لوہے کے راڈ کو دونوں ہاتھوں سے پکڑ لیا۔ دوسرے لمحے اس نے نچلا جسم پہلے سائیڈ پر رکھا اور پھر دونوں جڑی ہوئی ٹانگیں روشندان کے درمیان سے باہر کو نکلیں اور اس کے ساتھ ہی اس نے ہاتھ چھوڑ کر تیزی سے ان کا رخ بدل کر دوبارہ راڈ کو پکڑ لیا۔ اس کے ساتھ ہی اس کا جسم مڑ کر تیزی سے باہر کی طرف لٹکتا گیا۔ اب اس کا رخ باتھ روم کی طرف تھا اور پشت باہر کی طرف تھی۔ پھر اس نے ہاتھ چھوڑ دیئے اور ہلکے دھماکے کے ساتھ اس کے قدم زمین سے لگے اور راجر ذرا سا لڑکھڑا کر اپنے قدموں پر کھڑا ہونے میں کامیاب ہو گیا۔ یہ ایک واقعی

تنگ سی گلی تھی جس کے دونوں طرف سپاٹ دیواریں تھیں جن
میں جگہ جگہ صرف روشندان ہی نظر آ رہے تھے۔ گلی میں کوڑا کرکٹ
وغیرہ بھی موجود تھا۔ گلی آگے جا کر مڑ جاتی تھی۔ راجر تیزی سے
آگے بڑھنے لگا اور موڑ کاٹ کر جب وہ گلی کے اختتام پر پہنچا تو
وہاں ایک دروازہ موجود تھا جس کے پٹ بھڑے ہوئے تھے۔ اس
نے پٹ کھولے تو وہ کھل گئے اور راجر اطمینان سے پبلک گیلری پر
آ گیا جہاں بے شمار مرد اور عورتیں موجود تھیں۔ راجر اطمینان سے
چلتا ہوا آگے بڑھا اور پھر اس طرف کو بڑھنے لگا جہاں سے
جہازوں پر سوار ہوتے افراد کو دیکھا جا سکتا تھا اور جہاں سے جہا
رن وے پر اترتے اور چڑھتے صاف دکھائی دے رہے تھے۔ ج
راجر وہاں پہنچا تو اسے اپنا جہاز ایک طرف کھڑا صاف دکھائی د
رہا تھا۔ وہ لکڑی کی ایک بنچ پر اس طرح بیٹھ گیا جیسے اسے جہاز
کے رن وے پر اترنے اور چڑھنے کا نظارہ دیکھنے سے انتہا
دلچسپی ہو اور افراد بھی وہاں موجود تھے۔ تھوڑی دیر بعد سپیش
لاؤنج سے وہی کوسٹر برآمد ہوئی جو انہیں جہاز سے سپیشل لا
تک پہنچا گئی تھی۔ کوسٹر جہاز کے قریب پہنچ کر رک گئی اور
سب کوسٹر سے اتر کر سیڑھیاں چڑھتے جہاز میں داخل ہو
گئے۔ اس نے دور سے ہی مارجیہ کو پہچان لیا جو اطمینان سے
سیڑھیاں چڑھتا ہوا جہاز میں داخل ہو گیا تھا۔ چند لمحوں بعد
کا دروازہ بند ہو گیا اور سیڑھی ہٹالی گئی اور پھر جہاز کے
چل پڑے۔ راجر اطمینان سے بیٹھا دیکھتا رہا۔ جہاز مڑ کر

کرتا ہوا رن وے پر دوڑنے لگا اور دیکھتے ہی دیکھتے فضا میں
بلند ہو گیا۔ راجر نے اطمینان کی ایک طویل سانس لی۔ اس کا منصوبہ
اب تک مکمل طور پر کامیاب ہو چکا تھا۔ وہ مائیکرو فلم سمیت باہر
تھا جبکہ اس کے روپ میں اس کا آدمی جہاز میں سوار تھا۔ راجر
اٹھا اور پھر دیکھتا ہوا ایک طرف بنی ہوئی بار کی طرف بڑھ گیا
اس نے شراب کا ایک جام لیا اور ایک طرف کرسی پر بیٹھ کر
اسے آہستہ آہستہ سپ کرنے لگا۔ وہ بار بار اپنی گھڑی دیکھ رہا تھا
اب اس کی آنکھوں میں ہلکی سی بے چینی نمایاں تھی۔ پھر تقریباً
دس منٹ بعد اچانک اسے ائیرپورٹ کے عملے میں بھگدڑ سی
محسوس ہونے لگی۔ لوگ بے حد ہراساں اور پریشان نظر آ رہے
تھے۔ اسی لمحے گیلری میں موجود لاؤڈ سپیکر جاگ اٹھا۔

"ہم انتہائی افسوس اور دکھ کے ساتھ اعلان کر رہے ہیں
کہ کافرستان سے ایکریمیا جانے والا جیٹ طیارہ جس نے ابھی
تھوڑی دیر پہلے سسلی ائیرپورٹ سے پرواز کی ہے اچانک
فضا میں دھماکے سے پھٹ گیا ہے اور اس میں موجود تمام
مسافر ہلاک ہو گئے ہیں۔ گو اس طیارے میں سسلی سے کوئی
مسافر سوار نہیں ہوا اس کے باوجود یہ انتہائی دکھ کی بات ہے
کیونکہ اس خوفناک حادثے میں ڈیڑھ سو افراد ہلاک ہو گئے ہیں۔"
لاؤڈ سپیکر پر اعلان کرنے والی عورت کا لہجہ گلوگیر تھا اور مسافر
گیلری میں موجود تقریباً ہر شخص کا چہرہ یہ اعلان سن کر لٹک
گیا۔ ان کے چہروں پر شدید دکھ کے آثار نمایاں ہو گئے اور وہ

سب تیزی سے اسی طرف کو دوڑنے لگے جہاں ٹی وی موجود تھا. لیکن یہ اعلان سنتے ہی راجر کی آنکھیں چمک اُٹھیں اور چہرے پر انتہائی اطمینان کے تاثرات نمایاں ہو گئے. وہ تیزی سے اٹھا اور باہر ٹیکسی سٹینڈ کی طرف بڑھ گیا.

"یس سر" ——— ٹیکسی ڈرائیور نے پوچھا.

"ایرو فلوٹ چارٹرڈ کمپنی لے چلو" ——— راجر نے ٹیکسی میں بیٹھتے ہوئے کہا اور ڈرائیور نے سر ہلاتے ہوئے ٹیکسی آگے بڑھا دی. مختلف سڑکوں سے گزرنے کے بعد وہ ایک عمارت کے کمپاؤنڈ گیٹ میں داخل ہوا جس کے گیٹ پر ایرو فلوٹ چارٹرڈ کمپنی کا بڑا سا نیون سائن چمک رہا تھا. پارکنگ میں جا کر ٹیکسی رک گئی اور راجر نیچے اترا اور اس نے جیب سے بٹوہ نکالا اور اس میں سے ایک نوٹ نکال کر ٹیکسی ڈرائیور کی طرف بڑھا دیا.

"باقی تم رکھ لو" ——— راجر نے کہا اور عمارت کی طرف بڑھ گیا. چند لمحوں بعد وہ انکوائری کے سامنے جا کر رک گیا.

"جنرل منیجر مسٹر جارج سے ملنا ہے' میرا نام ٹاس ہے" ——— راجر نے انکوائری پر بیٹھی ہوئی خوبصورت لڑکی سے مخاطب ہو کر کہا اور لڑکی نے سر ہلاتے ہوئے ایک طرف رکھے انٹر کام کا رسیور اٹھا کر بٹن دبا دیا.

"سر کوئی صاحب ٹاس آپ سے ملنا چاہتے ہیں" ——— لڑکی نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور پھر دوسری طرف سے بات سن کر اس نے رسیور رکھا اور ایک سائیڈ پہ کھڑے ایک

باوردی نوجوان کو اشارے سے اپنی طرف بلایا.

"یس میڈم" ——— نوجوان نے قریب آ کر مؤدبانہ لہجے میں کہا.

"ان صاحب کو چیف صاحب کے دفتر لے جاؤ" ——— اس لڑکی نے راجر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا.

"یس میڈیم — آئیے سر" ——— نوجوان نے کہا اور راجر سر ہلاتا ہوا اس کے پیچھے چل پڑا. ایک راہداری سے گزر کر وہ ایک دروازے پر پہنچ کر رک گیا. اس پر جنرل منیجر کے نام کی تختی موجود تھی. راجر نے سر ہلاتے ہوئے پردہ ہٹایا اور اندر داخل ہو گیا۔ یہ ایک بڑا ہال نما کمرہ تھا جس کی ایک سائیڈ پر اندھے شیشے کا ایک بڑا سا کیبن تھا جس کے باہر ایک کاؤنٹر کے پیچھے ایک خوبصورت لڑکی موجود تھی. باقی ہال میں صوفے اور میزیں تھیں.

"آپ کا نام" ——— لڑکی نے راجر کو دیکھتے ہی پوچھا.

"ٹاس" ——— راجر نے جواب دیا.

"جائیے — باس آپ کے منتظر ہیں" ——— لڑکی نے کیبن کے دروازے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا اور راجر سر ہلاتا ہوا آگے بڑھا اور دروازہ کھول کر کیبن میں داخل ہو گیا. کیبن کو دفتر کے انداز میں انتہائی خوبصورت انداز میں سجایا گیا تھا. ایک بڑی سی میز کے پیچھے ایک ادھیڑ عمر کا درباری آدمی بیٹھا ہوا تھا. راجر کو دیکھ کر چونک پڑا.

"ٹاس کراس" ——— راجر نے قریب جا کر آہستہ سے کہا

تو وہ ادھیڑ عمر چونک کر کھڑا ہو گیا۔

" اوہ، آپ تشریف رکھیئے"۔۔۔۔ ادھیڑ عمر نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

" میرے کاغذات تیار ہیں"۔۔۔۔ راجر نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

" جی ہاں ۔۔۔ ہر لحاظ سے اوکے ہیں"۔۔۔۔ ادھیڑ عمر نے جواب دیا اور میز کی دراز کھول کر اس نے ایک لفافہ نکال کر راجر کی طرف بڑھا دیا۔ راجر نے کاغذ نکالے اور انہیں غور سے دیکھنے لگا۔

" ٹھیک ہیں ۔۔۔ اب کوئی سپیشل جیٹ جہاز باچان کے لئے تیار کراؤ ۔۔۔ میں نے ابھی جانا ہے"۔۔۔۔ راجر نے کہا۔

" ابھی تیار ہو جاتا ہے"۔۔۔۔ ادھیڑ عمر نے کہا اور میز پر رکھے ہوئے انٹرکام کا رسیور اٹھا لیا۔

" یس باس"۔۔۔۔ دوسری طرف سے ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

" ایک جیٹ جہاز باچان کے لئے فوری روانگی کے لئے تیار کراؤ"۔۔۔۔ ادھیڑ عمر نے کہا۔

" یس باس"۔۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور ادھیڑ عمر نے رسیور رکھ دیا۔

" لانگ رینج ٹرانسمیٹر منگواؤ"۔۔۔۔ راجر نے کہا اور ادھیڑ عمر کرسی سے اٹھا اور عقبی طرف شیشے کی دیوار کے ساتھ کھڑی

ایک لوہے کی الماری کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے الماری کھولی اور اس میں سے ایک جدید ساخت کا لانگ رینج ٹرانسمیٹر نکال کر اس نے میز پر رکھ دیا۔

" وہ آپ والا جہاز تو فضا میں کریش ہو گیا ہے۔ وہ بیچارہ مارجر بھی ہلاک ہو گیا۔ میرا بہت اچھا آدمی تھا"۔۔۔۔ ادھیڑ عمر نے ٹرانسمیٹر رکھ کر دوبارہ کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

" ہاں ۔۔ میں نے ائیر پورٹ پر اعلان سنا تھا۔ مجھے بھی بے حد افسوس ہوا، بہرحال مقدر کی بات ہے۔ اگر میری پلاننگ یہاں اترنے کی نہ ہوتی تو مارجر کی جگہ میں عالم بالا پہنچ چکا ہوتا"۔۔۔۔ راجر نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور ادھیڑ عمر نے بھی اثبات میں سر ہلا دیا۔ راجر نے ٹرانسمیٹر پر ایک فریکونسی سیٹ کی اور پھر ٹرانسمیٹر کا بٹن دبا دیا۔ ٹرانسمیٹر کا بلب سپارک کرنے لگا اور اس میں سے سائیں سائیں کی تیز آوازیں نکلنے لگیں۔

" ہیلو ہیلو ٹاس کالنگ، اوور"۔۔۔۔ راجر نے تیز تیز لہجے میں کہنا شروع کر دیا۔

" یس ٹی سی ون اٹنڈنگ، اوور"۔۔۔۔ دوسری طرف سے ایک مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

" ٹی۔ سی ون مشن کامیاب ہو گیا ہے۔ میں ایرو فلوٹ سے چارٹرڈ جیٹ طیارے سے پہنچ رہا ہوں۔ تم سیکرٹری ڈیفنس کو اطلاع کر دو تاکہ وہ ائیر پورٹ پر مجھ سے مل کر تحفہ وصول کر لیں، اوور"۔۔۔۔ راجر نے کہا۔

"اوہ اچھا باس ۔۔۔ مشن کی کامیابی مبارک ہو، اوور" ۔۔۔ دوسری طرف سے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"تھینک یو، اوور اینڈ آل" ۔۔۔ راجر نے مسکراتے ہوئے کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

اسی لمحے میز پر رکھے انٹرکام کا بزر بج اٹھا۔ ادھیڑ عمر نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس" ۔۔۔ اس نے تیز لہجے میں کہا۔

"طیارہ پرواز کے لئے تیار ہے باس" ۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"او۔کے" ۔۔۔ ادھیڑ عمر نے کہا اور رسیور رکھ کر اٹھ کھڑا ہوا۔

"آئیے جناب، میں آپ کو طیارے تک چھوڑ آؤں" ۔۔۔ ادھیڑ عمر نے کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

"شکریہ ۔۔۔ میں آپ کی شاندار کارکردگی اور مکمل تعاون کی رپورٹ سیکرٹری ڈیفنس کو دوں گا" ۔۔۔ راجر نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"بے حد شکریہ جناب ۔۔۔ آپ کے متعلق تو ہمیں خصوصی ہدایات موصول ہوئی تھیں اور مجھے خوشی ہے کہ آپ کو ہماری کارکردگی پسند آئی ہے" ۔۔۔ ادھیڑ عمر نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا اور پھر وہ دونوں آگے پیچھے چلتے ہوئے کیبن سے نکل کر ہال میں آئے اور پھر دروازے کی طرف بڑھتے گئے۔ تھوڑی

دیر بعد راجر ایک جیٹ طیارے کی آرام دہ نشست میں دھنسا بیٹھا باجان کی طرف اڑا جا رہا تھا۔ اس کے ہاتھ میں مائیکرو فلم تھی، وہ اسے غور سے دیکھ رہا تھا اور اس کے چہرے پر گہرے اطمینان اور مسرت کے ملے جلے آثار نمایاں تھے۔

"ٹاس کراس کی فائل میں ایک اور کارنامے کا اضافہ ہو گیا۔ خواہ مخواہ سیکرٹری ڈیفنس کہہ رہا تھا کہ انتہائی مشکل مشن ہے یہ تو شاید میری زندگی کا سب سے آسان مشن ثابت ہوا ہے"۔ راجر نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر مائیکرو فلم کو دوبارہ کوٹ کی جیب میں رکھ کر اس نے ایک طرف رکھا رسالہ اٹھایا اور اسے اطمینان سے پڑھنے میں مصروف ہو گیا۔

عمران دانش منزل کے آپریشن روم میں اپنی مخصوص کرسی پر بیٹھا ایک فائل کے مطالعے میں مصروف تھا جبکہ بلیک زیرو سامنے والی کرسی پر خاموش بیٹھا بس اُسے دیکھے چلا جا رہا تھا۔

"رضا کی طرف سے کوئی اطلاع تو نہیں آئی"۔۔۔۔ عمران نے فائل بند کر کے ایک طرف کھسکاتے ہوئے بلیک زیرو سے پوچھا۔

"نہیں کوئی اطلاع نہیں ہے"۔۔۔۔ بلیک زیرو نے سر ہلاتے ہوئے سپاٹ لہجے میں کہا۔

"کیا بات ہے، روزہ نہ رکھ کر تم گم صم سے کیوں ہو جاتے ہو یوں لگتا ہے جیسے تم نے روزہ نہ رکھا ہو بلکہ روزے نے تمہیں رکھ لیا ہو"۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور بلیک زیرو

بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

"ارے نہیں عمران صاحب ۔۔ اصل میں جب کام کرنے کے لئے کچھ نہ ہو تو آدمی بیکار بیٹھے بیٹھے بور ہو جاتا ہے"۔۔۔ بلیک زیرو نے ہنستے ہوئے کہا۔

"تو تمہیں کس نے کہا ہے کہ تم کرسی سے چپک کر بیٹھ جایا کرو، گھوما پھرا کرو بلکہ سب سے اچھی بات تو یہ ہے کہ کسی سے دوستی کرو"۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"آپ سے دوستی کے بعد اور کوئی دوستی کے قابل ہی نہیں لگتا"۔۔۔ بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا اور عمران ہنس پڑا۔

"تنویر سے دوستی کر لو، وقت اچھا کٹتا رہے گا"۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تنویر سے دوستی ۔۔ کیا مطلب"۔۔۔ بلیک زیرو نے چونک کر پوچھا۔

"ہاں، کسی بہانے اس سے تعارف پیدا کرو، تم اس کی کمزوری تو جانتے ہو، ذرا سی تعریف کر دیا کرنا بس دوستی پکی ۔۔۔ پھر تنویر تمہاری جان ہی نہ چھوڑے گا"۔۔۔ عمران نے کہا۔

"عمران صاحب ۔۔ کیا ایسا ممکن نہیں ہے کہ میں بھی آپ کی طرح سیکرٹ ایجنٹ بن کر رہوں۔ اب تو بیکار رہ رہ کر واقعی میں تنگ آچکا ہوں"۔۔۔ بلیک زیرو نے اس بار انتہائی

سنجیدہ لہجے میں کہا۔

" اگر تنزلی کا اتنا ہی شوق ہے تو ٹھیک ہے، تمہاری جگہ کسی اور کو ایکسٹو بنا دیتے ہیں۔ اور تم سیکرٹ ایجنٹ بن جاؤ، ویسے سلیمان کیسا رہے گا تمہاری جگہ "۔۔۔۔۔ عمران نے کہا اور بلیک زیرو بے اختیار ہنس پڑا

" سلیمان جیسا ایکسٹو تو شاید میں بھی نہیں بن سکا اب تک، ویسے میرا مطلب یہ نہ تھا۔ میں یہاں کام بھی کرتا ہوں اور فارغ دنوں میں بطور ان لوگوں کے ساتھی کے ان کے ساتھ گپ شپ بھی ہو جاتی "۔ بلیک زیرو نے قدرے شرمندہ سے لہجے میں کہا۔

" لیکن جب تم صرف فراغت کے دنوں میں ہی انہیں نظر آؤ گے تو تمہارا کیا خیال ہے۔ سیکرٹ سروس کے ممبران تمہاری اس حیثیت پر یقین کر لیں گے۔ البتہ ایک کام ہو سکتا ہے کہ تم سوپر فیاض سے دوستی کر لو اور فراغت کے دنوں میں اس کے ساتھ رہا کرو، ایسے ایسے تجربات حاصل ہوں گے تمہیں کہ سیکرٹ ایجنٹ بن کر بھی یہ تجربات حاصل نہ کر سکو مگر یہ خیال رکھنا کہ کہیں میرے ہی رقیب نہ بن جانا۔ جب میں فیاض کے پاس پہنچوں تو اس کی جیبیں پہلے ہی خالی ہو چکی ہوں "۔۔۔۔۔ عمران نے کہا اور بلیک زیرو ہنس پڑا۔

" اس سے دوستی کے لئے تو مجھے کوئی ہوٹل خریدنا پڑے گا "۔ بلیک زیرو نے کہا۔

" تو پھر سلیمان سے دوستی کر لو، کم از کم کھانا پکانا تو سیکھ

جاؤ گے صرف چائے بنا کر تم سمجھتے ہو کہ تم نے بڑا تیر مار لیا ہے "۔۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور بلیک زیرو ایک بار پھر ہنس پڑا اور پھر اس سے پہلے کہ عمران کوئی اور بات کرتا میز پر رکھے ہوئے ٹیلی فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

" ایکسٹو "۔۔۔۔۔ عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

" رضا بول رہا ہوں جناب "۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے ایک آواز سنائی دی اور عمران چونک پڑا۔

" یس کیا رپورٹ ہے "۔۔۔۔۔ عمران نے اسی طرح سپاٹ لہجے میں پوچھا۔

" باس کرنل صاحب کیپٹن حمید کے ساتھ باچان جانے کی تیاری کر رہے ہیں "۔۔۔۔۔ رضا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" باچان کیوں ۔۔۔ پوری تفصیل بتاؤ "۔۔۔۔۔ عمران کا لہجہ یکلخت سخت ہو گیا۔

" سر کرنل فریدی صاحب نے باس نمبر الیون کو ہدایت دی کہ بیگم ڈاکٹر راجندر صاحب سے مل کر معلومات حاصل کی جائیں کہ ڈاکٹر راجندر کے ذاتی کاغذات کہاں رکھے جاتے ہیں کیونکہ ڈاکٹر راجندر صاحب نے اپنی کوٹھی کے اندر ہی ذاتی لیبارٹری بنائی ہوئی تھی اور کرنل صاحب ان کا بلانک ریز والا فارمولا حاصل کر کے اسے محفوظ کرنا چاہتے تھے لیکن بیگم راجندر سے یہ اطلاع ملی کہ چیف سیکرٹری صاحب خود ان کے پاس آئے تھے اور وہ بلانک ریز کا

فارمولا لے گئے ہیں. مزید تحقیقات پر پتہ چلا کہ چیف سیکرٹری صاحب کی کار درختوں کے ایک ذخیرے کے اندر جلی ہوئی موجود ہے. ان کا ڈرائیور ہلاک ہو چکا ہے وہاں سے ایسا جلا ہوا کیمرہ بھی ملا جس سے کاغذات [illegible] یڈیو فلم بنائی جا سکتی تھی. ایک آدمی کے قدموں کے نشانات [illegible] کی طرف جاتے دکھائی دیئے. پھر تحقیقات پر پتہ چلا کہ سڑک کی دوسری طرف درختوں کے اندر ایک گزنڈ کار موجود تھی پھر اس کار کو ایئرپورٹ پر دیکھا گیا. اس میں سے ایک آدمی راجر نکلا تھا جو فلائٹ پر بیٹھ کر ایکریمیا گیا تھا. کار تلاش کی گئی تو پتہ چلا کہ کار بیکن انٹرپرائزز کی ملکیت تھی اور اس میں ایئرپورٹ جانے والا واقعی بیکن انٹرپرائزز کا جنرل منیجر راجر تھا اور ایئرپورٹ سے اسے ٹکٹ دینے والا اس کا سیکرٹری رمیش تھا. پھر چیف سیکرٹری کی لاش ان کی کوٹھی کے تہہ خانے سے برآمد ہوئی. ان پر بے پناہ تشدد کیا گیا تھا. اس کے بعد اس جنرل منیجر راجر کی لاش بھی اس کی رہائش گاہ سے دستیاب ہو گئی. اس پر بھی انتہائی بے رحمانہ تشدد کیا گیا تھا. اس کے بعد کرنل صاحب نے کیپٹن حمید کے ساتھ باچان جانے کی تیاری کر لی ہے. اس کے لئے انہوں نے باس الیون کو خصوصی ہدایات دی ہیں" —— رضا نے اس بار تفصیل بتاتے ہوئے کہا.

"ٹھیک ہے —— کرنل فریدی لازماً تمہاری زیرو سروس کے کچھ افراد کو ساتھ لے جائیں گے. کوشش کرنا کہ تم اس گروپ میں شامل ہو سکو" —— عمران نے ایکسٹو کے لہجے میں کہا.

"نہیں جناب —— میں صرف ہیڈکوارٹر تک ہی محدود رہتا ہوں. فیلڈ میں کام نہیں کرتا" —— رضا نے جواب دیا.

"او. کے. پھر تم کرنل فریدی کی باچان میں رہائش گاہ اور دیگر انتظامات کی مکمل تفصیلات حاصل کر کے رپورٹ دینا" —— عمران نے کہا.

"یس سر —— میں کر لوں گا" —— دوسری طرف سے رضا نے کہا اور عمران نے رسیور رکھ دیا.

"رضا نے بڑی اہم رپورٹ دی ہے. اس کا مطلب ہے کہ فارمولا کافرستان سے نکل چکا ہے" —— بلیک زیرو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا.

"ہاں اور اب وہ اسے واپس حاصل کرنے کے لئے باچان جا رہا ہو گا" —— عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا.

"اگر رضا رپورٹ نہ دیتا تو ہمیں تو کچھ بھی معلوم نہ ہوتا" —— بلیک زیرو نے کہا.

"رضا کو تو میں نے خاص مقاصد کے لئے زیرو سروس کے ہیڈکوارٹر میں تعینات کروایا ہوا ہے. ویسے اس سے البتہ حالات کا پتہ چل گیا. ویسے مجھے یقین ہے کہ کرنل فریدی بھی از خود سب کچھ بتا دے گا. وہ ایسے معاملات میں بے حد سٹیٹ فارورڈ آدمی ہے" —— عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی وہ نمبر ڈائل کرتا رہا.

"ہارڈ اسٹون" —— دوسری طرف سے کرنل فریدی

سی آواز سنائی دی۔

"کیا ابھی تک پلاٹنک ریز کے بارے میں میرا نظریہ درست ثابت نہیں ہوا کہ آپ نے لفٹ کرانی ہی چھوڑ دی ہے"۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ عمران تم ۔۔۔ میں تمہیں ابھی فون کرنے ہی والا تھا۔ وہ کروشو تو میری توقع سے بھی زیادہ تیز ثابت ہوا۔ دراصل مجھے یہ آئیڈیا بھی نہ تھا کہ وہ کافرستان کسی مشن پر آ رہا ہے۔ اس لئے میں نے معاملہ صرف چیکنگ تک ہی محدود رکھا تھا۔ پھر تمہاری اطلاع کے بعد جب مجھے اس کے مقصد کا علم ہوا تو میں نے سوچا کہ بیگم راجندر سے وہ فارمولا حاصل کر کے اپنے پاس محفوظ کر لوں لیکن اس دوران کروشو یہاں کام دکھا چکا تھا۔ اس نے چیف سیکرٹری کے روپ میں بیگم راجندر سے فارمولا حاصل کیا اور پھر یہاں کے ایک مقامی تاجر راجر کے روپ میں وہ کافرستان سے نکل جانے میں کامیاب ہو گیا۔ مجھے اطلاع اس وقت ملی جب طیارے کو کافرستان سے پرواز کئے دو گھنٹے ہو چکے تھے۔ لیکن میں نے ایکریمیا میں اپنے ایک آدمی کو ہوشیار کر دیا لیکن پھر اس طیارے نے سسلی میں رکنے کے بعد جب پرواز شروع کی تو وہ فضا میں ہی کریش ہو گیا اور طیارے میں موجود سارے مسافر ہلاک ہو گئے۔ اس پر مجھے شک ہوا کہ یہ راجر یقیناً سسلی میں اتر گیا ہوگا اور طیارہ بھی اسی نے ہی کسی طرح تباہ کرایا ہوگا۔ تاکہ اس پر کسی قسم کا شک باقی نہ رہے لیکن میرے آدمی نے

مکمل تحقیقات کر کے جو رپورٹ دی ہے وہ انتہائی حیرت انگیز ہے۔ طیارے میں تمام مسافروں کی براہ راست ایکریمیا کی بکنگ تھی۔ اس لئے سسلی میں کوئی آدمی ڈراپ نہیں ہوا اور نہ ہی کوئی نیا مسافر سوار ہوا اور وہ راجر بھی اس طیارے میں اس وقت موجود تھا جب طیارہ تباہ ہوا۔ اس سے تو یہی ظاہر ہوتا ہے کہ راجر بھی اس فارمولے سمیت ختم ہو گیا ہے لیکن میرا دل کہہ رہا ہے کہ ایسا نہیں ہے بلکہ کوئی گہری پلاننگ کی گئی ہے اس لئے اب میں نے فیصلہ کیا ہے کہ میں خود باچان جاؤں اور وہاں جا کر اس کروشو کے بارے میں معلومات حاصل کروں۔ ہو سکتا ہے ہمیں مکمل طور پر مطمئن کرنے کے لئے ایسی پلاننگ کی گئی ہو"۔۔۔۔ کرنل فریدی نے خود ہی ساری تفصیلات بتاتے ہوئے کہا۔

"ہاں یہ چیکنگ انتہائی ضروری ہے۔ ویسے اگر آپ اجازت دیں تو میں آپ کو اسسٹ کرنے آ جاؤں۔ اس بہانے آپ کے خرچے پر باچان کی سیر ہی کر لوں گا"۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"نہیں ۔۔۔ تمہیں تکلیف کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ میرا فرض ہے اور میں اسے خود ہی سنبھال لوں گا۔ بہرحال میں اپنے وعدے پر اب بھی قائم ہوں۔ اگر وہ فارمولا بچ گیا ہے تو اسے حاصل کرنے کے بعد میں چیک کر لوں گا۔ اگر وہ واقعی پوری انسانیت کے لئے فائدہ مند ہے تو پھر اس کی کاپی تمہیں مل جائے گی"۔ کرنل فریدی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"او۔ کے ۔۔۔ جیسے آپ کی مرضی۔ اب اگر آپ نہیں چاہتے کہ مجھ جیسا غریب آدمی باجان کی سیر کرے تو میں کیا کر سکتا ہوں۔ اب آپ کی طرح تو نہیں بن سکتا کہ جب جی چاہا سرکاری خرچے پر سیر کے لئے نکل کھڑا ہوں" ۔۔۔ عمران نے مسمسے سے لہجے میں کہا۔

"میں تمہاری غربت کو اچھی طرح جانتا ہوں۔ بہرحال واپسی پر کال کروں گا، خدا حافظ" ۔۔۔ دوسری طرف سے کرنل فریدی نے ہنستے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔

"کیا آپ واقعی وہاں جانے چاہتے ہیں" ۔۔۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"نہیں ۔۔۔ جب کرنل فریدی جا رہا ہے تو پھر ہمارے جانے کی کیا ضرورت ہے" ۔۔۔ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اگر آپ اجازت دیں تو میں اکیلا چلا جاؤں وہاں" ۔۔۔ بلیک زیرو نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد کہا۔

"نہیں ۔۔۔ کرنل فریدی کو تمہاری وہاں موجودگی کا یقیناً علم ہو جائے گا اور پھر وہ بگڑ جائے گا۔ اگر فارمولا کرنل فریدی کے ہاتھ لگ گیا تو اس کی کاپی ہمیں مل جائے گی۔ اس لئے زیادہ پریشانی کی ضرورت نہیں ہے۔ ویسے بھی ماہ رمضان ہے اور تم مسافر بن کر روزے قضا کرنا چاہتے ہو تو اور بات ہے"۔

عمران نے کہا۔

"ارے نہیں عمران صاحب ۔۔۔ یہ تو میرے ذہن میں خیال ہی نہ تھا ۔۔۔ ٹھیک ہے، پھر دیکھا جائے گا" ۔۔۔ بلیک زیرو نے قدرے شرمندہ سے لہجے میں کہا۔

اور عمران مسکراتا ہوا کرسی سے اٹھا اور پھر بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

کروشو اپنے شاندار انداز میں سجے ہوئے دفتر کی کرسی پر بیٹھا سامنے رکھی ایک فائل کے مطالعے میں مصروف تھا کہ میز پر رکھے ٹیلیفون کی گھنٹی بج اٹھی۔ کروشو نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھالیا۔

"یس" ـــــ کروشو نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

"باس ـــ سیکرٹری ڈیفنس بات کرنا چاہتے ہیں" ـــــ دوسری طرف سے ایک مؤدبانہ سی آواز سنائی دی۔

"اچھا ٹھیک ہے ـــ کراؤ بات" ـــــ کروشو نے کہا اور چند لمحوں بعد ایک بھرائی ہوئی آواز سنائی دی۔

"ہیلو ٹاسس ـــ میں جیانگ بول رہا ہوں" ـــــ بھرائی ہوئی آواز میں کہا گیا۔

"فرمایئے ـــ کیا کوئی نیا مشن درپیش ہے" ـــــ کروشو

نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اس نے اپنا کوڈ نام ٹاسس رکھا ہوا تھا اس لئے سرکاری طور پر اسے ٹاسس کے نام سے ہی پکارا جاتا تھا۔

"نیا مشن تو اسے نہیں کہا جا سکتا۔ البتہ سابقہ مشن کا ایک حصہ ضرور کہا جا سکتا ہے" ـــــ دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

"سابقہ مشن کا حصہ ـــ کیا مطلب ـــ میں سمجھا نہیں" کروشو نے چونک کر پوچھا۔ اس کے لہجے میں حیرت تھی۔

"بلائنگ ریز کا جو فارمولا تم کافرستان سے لے آئے تھے وہ فارمولا نہیں ہے بلکہ اس فارمولے پر ہونے والے تجربات کے کاغذات ہیں۔ اصل فارمولا ان کاغذات میں شامل ہی نہیں ہے" ـــــ جیانگ نے کہا تو کروشو کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کے سر پر کسی نے لٹھ مار دی ہو۔

"کیا مطلب ـــ میں سمجھا نہیں آپ کی بات۔ اگر ایسی بات تھی تو اس کا پتہ تو فوری طور پر چل سکتا تھا لیکن ایک ہفتہ گزر جانے کے بعد آپ یہ اطلاع دے رہے ہیں کہ یہ اصل فارمولا نہیں ہے" ـــــ کروشو نے ہونٹ کاٹتے ہوئے قدرے سخت لہجے میں کہا۔

"یہ ایک نامانوس کوڈ میں لکھا گیا تھا۔ اس لئے اس کوڈ کو حل کرنے کے لئے اسے کوڈ کے ماہرین کے پاس بھجوا دیا گیا تھا۔ اب وہاں سے اس کوڈ کو حل کر کے جب اسے بھیجا گیا ہے

توسائنسدانوں نے اسے چیک کیا ہے تو معلوم ہوا ہے کہ اصل فارمولا تو اس میں موجود ہی نہیں ہے۔ یہ تو سب اس پر ہونے والی مختلف ریسرچوں کے نوٹس ہیں جو ڈاکٹر راجندر اپنی یادداشت کے طور پر لکھتا رہا ہے اور جب تک اصل فارمولا نہ ملے، ان کاغذات سے کچھ حاصل نہیں ہو سکتا۔" ——— جیانگ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ یہ تو انتہائی حیرت انگیز بات ہے۔ ڈاکٹر راجندر کے خصوصی اسسٹنٹ نے یہ کاغذات مجھے لا کر دیئے تھے۔ فائل پر بلانک ریز کا نام بھی لکھا ہوا تھا اور ان سب کاغذات کی میں نے فلم بنائی تھی۔ کوئی کاغذ نہ چھوڑا تھا اور میں نے بیگم راجندر اور اس چیف اسسٹنٹ کو بتایا تھا کہ اس فارمولے پر کافرستان کی لیبارٹری میں مزید کام ہونا ہے تاکہ اسے مکمل کر کے اس پر نوبل پرائز حاصل کیا جا سکے۔ ایسی صورت میں تو ظاہر ہے وہ چیف اسسٹنٹ صرف ریسرچ پیپرز تو لا کر مجھے نہ دے سکتا تھا۔" کروشو نے کہا۔

"ہو سکتا ہے کہ ڈاکٹر راجندر نے اصل فارمولا علیحدہ کہیں محفوظ کر رکھا ہو اور اس کا اس اسسٹنٹ کو بھی علم نہ ہو۔ وہ اسی ریسرچ پیپرز کو ہی اصل فارمولا سمجھتا رہا ہو۔ بہرحال اصل فارمولا نہیں ہے اور اس کے بغیر یہ سب کچھ ہمارے کسی فائدے کا نہیں ہے۔" ——— جیانگ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ہاں ——— ایسا ممکن ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ مجھے دوبارہ

کافرستان جانا پڑے گا۔" ——— کروشو نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"ظاہر ہے۔" ——— جیانگ نے جواب دیا۔

"لیکن اصل مسئلہ تو یہ ہے کہ ڈاکٹر راجندر مر چکا ہے۔ اس کا اور کوئی ساتھی بھی نہیں ہے جس سے اصل فارمولے کے بارے میں حتمی طور پر معلوم کیا جا سکے۔ وہ اکیلا ہی ریسرچ کرتا رہتا تھا۔" کروشو نے کہا۔

"اگر تم چاہو تو میں کسی سائنسدان کو تمہارے ساتھ بھیج دوں، اس کی لیبارٹری کی تلاشی لو۔ کہیں نہ کہیں وہ فارمولا موجود ہو گا، اور وہ سائنسدان اس کے پہچاننے میں تمہاری مدد کر سکے گا۔" ——— جیانگ نے کہا۔

"ہاں یہ ٹھیک ہے ——— لیکن وہ سائنسدان صاحب اگر میرے ساتھ ساتھ لٹکے رہے تو پھر میں کام نہ کر سکوں گا۔ انہیں آپ علیحدہ وہاں کسی بھی بہانے بھجوا دیں اور مجھے ان کا ایڈریس دے دیں جب ضرورت ہو گی میں ان سے رابطہ کر لوں گا۔" ——— کروشو نے کہا۔

"ٹھیک ہے ——— اس کا بندوبست ہو جائے گا۔ تم کب جانا چاہتے ہو۔" ——— جیانگ نے کہا۔

"ظاہر ہے اب مجھے نئے سرے سے پلاننگ کرنی پڑے گی۔ آپ ان سائنسدان صاحب کو وہاں فوری طور پر بھجوا دیں میں یہاں سے جاتے ہوئے آپ سے ان کے متعلق تفصیلات

معلوم کر لوں گا۔" ——— کروشو نے کہا اور جیانگ نے او۔کے کہہ کر رابطہ ختم کر دیا۔ کروشو نے بھی رسیور رکھ دیا۔ اس کے چہرے پر انتہائی سنجیدگی کے آثار نمایاں ہو گئے تھے۔

"یہ تو خاصا پیچیدہ مسئلہ بن گیا چیف سیکرٹری اور اس راجندر کی لاشیں سامنے آجانے کے بعد اب اس فارمولے کے حصول کے لئے قطعی مختلف پلاننگ کرنی پڑے گی۔ یہی ہوسکتا ہے کہ کوٹھی میں داخل ہو کر وہاں موجود افراد کا خاتمہ کر دیا جائے اور پھر اطمینان سے اس لیبارٹری کی تفصیلی تلاشی لی جائے۔ وہاں اب یہی ہوسکتا ہے۔ ویسے بھی اگر وہاں کی ایجنسیوں نے کوئی تحقیقات کی ہونگی تو جہاز کے کریش ہو جانے کے بعد وہ تو مطمئن ہو گئے ہوں گے۔ اس لئے یہی مناسب رہے گا۔" ——— کروشو نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر اس نے فون کی طرف ہاتھ بڑھایا ہی تھا کہ فون کی گھنٹی بج اٹھی اور کروشو نے چونک کر فون کی طرف دیکھا کیونکہ فون پیس کے نیچے ڈائل بتا رہا تھا کہ کال براہ راست ہے۔ اس نے رسیور اٹھا لیا۔

"یس" ——— کروشو نے سخت لہجے میں کہا۔

"الزبتھ بول رہی ہوں کروشو" ——— دوسری طرف سے ایک نسوانی آواز سنائی دی اور کروشو نے ایک طویل سانس لیا کیونکہ الزبتھ اس کی دوست تھی اور جب وہ فارغ ہوتا تھا تو اس کا زیادہ وقت الزبتھ کی معیت میں گزرتا تھا۔ الزبتھ ویسے بھی اسے بے حد پسند تھی کیونکہ الزبتھ عام لڑکیوں جیسی

نہ تھی بلکہ وہ بھی اسی فیلڈ سے تعلق رکھتی تھی جس فیلڈ سے کروشو کا تعلق تھا۔ بس فرق اتنا تھا کہ کروشو حکومت سے متعلق تھا جبکہ الزبتھ کا تعلق زیر زمین دنیا کی ایک مجرم تنظیم سے تھا۔ ——— وہ اسی کے ایک سیکشن کی چیف تھی اور مادام الزبتھ کہلاتی تھی۔

"اوہ لزا کیسے یاد کیا ہے آج ——— اب تو تم سے ملاقات بھی مشکل ہو گئی ہے۔ ایک ہفتے سے معلوم کر رہا ہوں۔ یہی پتہ چلتا ہے کہ مادام موجود نہیں ہیں" ——— کروشو نے انتہائی بے تکلفانہ لہجے میں کہا۔

"ہاں میں ایک خاص مشن میں مصروف تھی۔ یہ بتاؤ گذشتہ دنوں تم کافرستان تو نہیں گئے تھے" ——— الزبتھ نے پوچھا اور اس بار کروشو واقعی حیرت کی شدت سے کرسی پر ہی اچھل پڑا۔

"ارے تمہیں کیسے معلوم ہوا ——— میں گیا تو تھا" ——— کروشو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میرا بھی یہی اندازہ تھا ——— بہرحال اب ذرا محتاط رہنا کافرستان کا معروف جاسوس کرنل فریدی یہاں تمہاری تلاش میں مصروف ہے" ——— الزبتھ نے کہا اور کروشو کی آنکھیں حیرت سے پھیلتی چلی گئیں۔

"کرنل فریدی ——— یہاں اور میری تلاش میں۔ کیا مطلب میں سمجھا نہیں۔ کھل کر بات کرو" ——— کروشو نے تیز

لہجے میں کہا۔

" تمہیں معلوم تو ہے کہ میرا تعلق زیر زمین دنیا سے ہے اور ہماری دنیا کے لوگ کافرستان کے کرنل فریدی سے بہت اچھی طرح واقف ہیں۔ کرنل فریدی کی شہرت ویسے بھی بہت زیادہ ہے اور مجھے اچانک ابھی اطلاع ملی ہے کہ کرنل فریدی نے یہاں اولڈ ریلونڈ سے ملاقات کر کے اس سے تمہارے متعلق معلومات حاصل کرنے کی کوشش کی ہے لیکن ظاہر ہے اولڈ ریلونڈ زیر زمین دنیا کے ہی افراد سے واقف ہے، تمہارے بارے میں اسے علم نہ تھا" ——— الزبتھ نے کہا۔

" اور کیا پوچھا تھا اس نے ریلونڈ سے " ——— کروشو نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

" اس نے تمہارا نام، تمہاری ایجنسی کا نام دونوں بتا کر اس سے پوچھا کہ اس کے بارے میں جو معلومات اس کے پاس ہوں وہ بتائے۔ تمہاری ایجنسی کا نام سن کر میں سمجھ گئی تھی کہ تم یقیناً کافرستان کسی مشن پر گئے ہو گے اسی لئے کرنل فریدی تمہارے پیچھے یہاں آیا ہے" ——— الزبتھ نے جواب دیا۔

" کیا معلوم ہو سکتا ہے کہ کرنل فریدی کہاں ٹھہرا ہوا ہے" ——— کروشو نے کہا۔

" ہاں آسانی سے ——— مگر میرا مشورہ یہی ہے کروشو کہ تم اس کے مقابل مت آؤ۔ وہ انتہائی خطرناک ترین آدمی ہے۔ ایشیا میں دو ہی تو آدمی اس لائن میں مشہور ہیں۔ ایک کافرستان کا

کرنل فریدی اور دوسرا پاکیشیا کا علی عمران" ——— الزبتھ نے اسے مشورہ دیتے ہوئے کہا۔

" مجھے دونوں کے متعلق پوری تفصیلات معلوم ہیں لزا، اس لئے تم فکر نہ کرو لیکن جو میں پوچھ رہا ہوں وہ ضروری ہے" ——— کروشو نے تیز لہجے میں کہا۔

" او۔ کے میں معلوم کر کے ابھی تمہیں کال کرتی ہوں" ——— الزبتھ نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

" کرنل فریدی کے یہاں آنے اور میرے متعلق معلومات حاصل کرنے کا کیا مطلب ہو سکتا ہے۔ کرنل فریدی کو یہ کیسے معلوم ہو سکتا ہے کہ میں کافرستان گیا ہوں۔ ویسے بھی ایشیا کے لوگ میرے متعلق کچھ نہیں جانتے اور اگر کرنل فریدی اس فارمولے کے سلسلے میں یہاں آیا ہے تو اسے کیسے معلوم ہوا کہ یہ فارمولا میں نے حاصل کیا ہے عجیب چکر ہے" ——— کروشو نے انتہائی حیرت سے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ کوئی بات اس کی سمجھ میں نہ آ رہی تھی۔ وہ اسی ادھیڑ بن میں مصروف تھا کہ ٹیلیفون کی گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی۔

" یس" ——— کروشو نے ٹیلی فون اٹھاتے ہوئے کہا۔

" الزبتھ بول رہی ہوں کروشو" ——— دوسری طرف سے الزبتھ کی آواز سنائی دی۔

" کچھ پتہ چلا لزا" ——— کروشو نے پوچھا۔

"ہاں کرنل فریدی اور اس کا ماتحت کیپٹن حمید رائل ہوٹل کے تیسرے فلور کے کمرہ نمبر پانچ اور چھ میں رہ رہے ہیں۔ ہو سکتا ہے اس کے ساتھ کوئی گروپ بھی آیا ہو لیکن وہ ابھی سامنے نہیں آیا" ——— الزبتھ نے جواب دیا۔

"کس نام سے رہ رہے ہیں" ——— کرد شو نے پوچھا۔

"اصل ناموں سے" ——— الزبتھ نے جواب دیا۔

"اوکے شکریہ ——— اب میں اسے چیک کرلوں گا کہ آخر وہ میرے متعلق معلومات کیوں حاصل کرتا پھر رہا ہے" ——— کرد شو نے کہا۔

"ایک بار پھر یہی مشورہ دوں گی کرد شو کہ تم اس کے مقابلے پر مت آؤ" ——— الزبتھ نے ہمدردانہ لہجے میں کہا۔

"فکر نہ کرو لیزا، تمہارے اور میرے درمیان بس یہی فرق ہے۔ میں ایسے لوگوں سے مقابلے کے بہانے تلاش کرتا رہتا ہوں اور تم لوگ ان سے خوفزدہ ہو کر چھپ جاتے ہو۔ اوکے تھینک یو، پھر بات ہوگی" ——— کرد شو نے کہا اور ہاتھ بڑھا کر اس نے کریڈل دبا دیا۔ پھر جیسے ہی اس نے کریڈل سے ہاتھ ہٹایا۔

"یس باس" ——— دوسری طرف سے ایک مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"رائل ہوٹل کے تیسرے فلور کے کمرہ نمبر پانچ اور چھ میں

کافرستان کے دو جاسوس کرنل فریدی اور کیپٹن حمید مقیم ہیں۔ میں ان کی مکمل نگرانی چاہتا ہوں۔ اچھی طرح سن لو میں نے مکمل کا لفظ کہا ہے" ——— کرد شو نے تیز لہجے میں کہا۔

"یس باس ——— میں سمجھ گیا ہوں" ——— دوسری طرف سے کہا گیا اور کرد شو نے رسیور رکھ دیا اور پھر وہ کرسی سے اٹھا اور تیز تیز قدم اٹھاتا سائیڈ کے ایک کمرے میں پہنچ گیا۔ یہ اس کا مخصوص ڈرائینگ روم تھا۔ اس نے لباس تبدیل کیا، چہرے پر ایک مخصوص انداز کا ماسک چڑھایا اور پھر وہ دفتر میں آکر بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

تھوڑی دیر بعد اس کی سرخ رنگ کی سپورٹس کار تیزی سے سڑک پر دوڑتی ہوئی رائل ہوٹل کی طرف بڑھی جا رہی تھی اس کے ذہن میں فوری طور پر ایک پلان آگیا تھا اور اب وہ اس پلان پر عمل کرنے کے لئے پہلے خود ماحول کا جائزہ لینا چاہتا تھا۔ ہوٹل رائل خاصا معروف اور انتہائی شاندار ہوٹل تھا یہاں زیادہ تر غیر ملکی ہی قیام پذیر رہتے تھے۔ کرد شو نے کار پارکنگ میں روکی اور پھر کار سے اتر کر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا ہوٹل کے مین گیٹ کی طرف بڑھ گیا لیکن مین گیٹ میں جانے کی بجائے وہ سائیڈ پر سے گھومتا ہوا ایک بند دروازے کے سامنے رک گیا۔ اس نے ہاتھ اٹھا کر مخصوص انداز میں دروازے پر دستک دی تو دروازے کے اوپر والے حصے میں ایک چھوٹی سی کھڑکی کھلی اور ایک نوجوان کا کرخت چہرہ سامنے آگیا۔

"کرسٹل سے کہو ناکو آیا ہے:" ——— کروشو نے سخت لہجے میں کہا۔

"اوہ اچھا۔" ——— کھڑکی میں سے آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی دروازہ کھل گیا۔ ایک طویل راہداری دور تک جاتی دکھائی دے رہی تھی۔

"باس موجود ہے جناب، آپ چلے جائیے، آپ کے لئے پوچھنے کی کیا ضرورت ہے۔" ——— دروازہ کھولنے والے نوجوان نے کہا اور کروشو مسکراتا ہوا آگے بڑھ گیا۔ راہداری کے اختتام پر ایک دروازہ تھا۔ کروشو نے دروازے پر دستک دی۔

"کون ہے۔" ——— اندر سے ایک تیز آواز سنائی دی۔

"کروشو۔" ——— کروشو نے تیز لہجے میں کہا۔

"اوہ کروشو، تم اندر آجاؤ۔" ——— اندر سے آواز سنائی دی اور کروشو نے دروازے کو دھکیل کر کھولا اور اندر داخل ہو گیا یہ ایک شاندار دفتر تھا جس کی ایک سائیڈ پر صوفے پر ایک چھوٹے قد لیکن چھریرے جسم کا نوجوان بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے ہاتھ میں شراب کا جام تھا۔ اس کی آنکھیں سرخ ہو رہی تھیں۔ لیکن آنکھوں میں کوبرے سانپ جیسی چمک تھی۔ یہ کرسٹل تھا۔ باچانی زیر زمین دنیا کا سب سے خطرناک آدمی ——— الزبتھ اس کی تنظیم ریڈ ڈاگ کے ایک سیکشن کی چیف تھی۔ کرسٹل بھی بظاہر اس تنظیم کے ایک اور سیکشن کا چیف بنا ہوا تھا لیکن کروشو جانتا تھا کہ ریڈ ڈاگ کا اصل چیف یہی کرسٹل ہی ہے۔ گو وہ اس

حیثیت سے کسی کے سامنے نہ آتا تھا لیکن کروشو کے ساتھ اس کے بہت پرانے اور گہرے تعلقات تھے۔ ان کے درمیان کوئی بات چھپی ہوئی نہ تھی۔ جس طرح کروشو کرسٹل کے بارے میں سب کچھ جانتا تھا اسی طرح کرسٹل بھی اس کے بارے میں تمام تفصیلات سے اچھی طرح واقف تھا البتہ کروشو شروع سے ہی ناکو کے نام سے زیر زمین دنیا میں آتا جاتا تھا اور اس وقت بھی اس کے چہرے پر ناکو کا ہی مخصوص میک اپ تھا۔ اس نے یہی مشہور کر رکھا تھا کہ وہ بطور ناکو ایک پیشہ ور قاتل ہے۔

"آؤ کروشو ——— آج کیسے ادھر بھول پڑے، اب تو کئی کئی ماہ تمہاری شکل ہی دکھائی نہیں دیتی۔" ——— کرسٹل نے ہاتھ میں موجود جام میز پر رکھ کر اٹھتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

"کام ہی ایسا ہے کہ فرصت کم ہی ملتی ہے۔ تم سناؤ دھندہ کیسا جا رہا ہے۔" ——— کروشو نے مسکراتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی اس نے بڑے گرمجوشانہ انداز میں کرسٹل سے مصافحہ کیا۔

"فرسٹ کلاس ——— بیٹھو میں تمہاری پسند کی شراب نکالتا ہوں۔" ——— کرسٹل نے مسکراتے ہوئے کہا اور اٹھ کر ایک سائیڈ پر موجود ریک کی طرف بڑھ گیا جو شراب کی قسم قسم کی بوتلوں سے بھرا ہوا تھا۔ اس نے ایک بوتل اور جام اٹھایا اور لا کر کروشو کے سامنے میز پر رکھ دیا۔

"اب تم نے لزا کو بڑا مصروف رکھنا شروع کر دیا ہے۔

جس وقت پوچھو یہی جواب ملتا ہے کہ مصروف ہے۔" ——
کروشو نے بوتل کھولتے ہوئے کہا اور کرسٹل بے اختیار قہقہہ
مار کر ہنس پڑا۔

" اوہ تو یہی شکایت لے کر آئے ہو —— وہ خود ہی بہت
تیز جا رہی ہے۔ میں نے تو اس پر کبھی دباؤ نہیں ڈالا۔ مجھے
تو معلوم ہے کہ وہ تمہاری کیا ہے " —— کرسٹل نے ہنستے
ہوئے کہا۔

" تمہارے اس ہوٹل میں بڑے بڑے نامور لوگ آ کر ٹھہرنے
لگے ہیں " —— کروشو نے بوتل سے جام بھر کر اس کی چسکی
لیتے ہوئے کہا۔

" نامور لوگ —— کیا مطلب۔ ہوٹل جو رائل ہوا' یہاں نامور
لوگوں نے ہی تو ٹھہرنا ہے " —— کرسٹل نے حیرت بھرے
لہجے میں کہا۔

" کافرستان کا مشہور جاسوس کرنل فریدی اور اس کا ماتحت
کیپٹن حمید یہاں ٹھہرے ہیں' ان کی بات کر رہا ہوں " ——
کروشو نے کہا۔

" اوہ ہاں مجھے رپورٹ ملی تھی لیکن ظاہر ہے میرا تو ان سے
کوئی تعلق نہیں ہے۔ اس لئے میں نے پرواہ نہیں کی لیکن تم
کیوں پوچھ رہے ہو' کیا چکر ہے " —— کرسٹل نے بھنویں
اچکاتے ہوئے پوچھا۔

" وہ یہاں میری تلاش میں آئے ہیں " —— کروشو

نے کہا تو کرسٹل بے اختیار اچھل پڑا۔

" تمہاری تلاش میں اور کرنل فریدی —— کیوں۔ تمہارا اس
سے کیا تعلق پیدا ہو گیا ہے۔ تم تو شاید ملک سے باہر کبھی نہیں
گئے۔ تمہاری تو فیلڈ زیادہ تر یہاں پاچان تک ہی محدود رہتی
ہے " —— کرسٹل نے حیران ہو کر پوچھا۔

" ہاں اب تک تو ایسا ہی تھا لیکن اس بار ایک ایسا مشن
سامنے آ گیا کہ حکومت پاچان نے مجھے اس مشن کے لئے منتخب
کیا۔ یہ مشن کافرستان میں تھا اور حکومت کا خیال تھا کہ پاچان
کی باقی ایجنسیوں سے کافرستان والے واقف ہو سکتے ہیں لیکن
مجھ سے تو بہرحال کوئی واقف نہ ہوگا۔ دوسری بات یہ کہ حکومت
پاچان کافرستان میں موجود سپر پاورز کے ایجنٹوں کو بھی چونکانا
نہ چاہتی تھی اس لئے میرا انتخاب کیا گیا اور میں وہاں جا کر
اپنا مشن مکمل کر کے واپس آ گیا لیکن یہاں آ کر معلوم ہوا کہ
مشن ابھی ادھورا ہے۔ اس کا بقایا کچھ کام رہ گیا ہے چنانچہ
میں دوبارہ وہاں جانے کے بارے میں سوچ ہی رہا تھا کہ لزا
نے فون پر اطلاع دی کہ کرنل فریدی یہاں میرے متعلق معلومات
حاصل کرتا پھر رہا ہے۔ اس نے اولڈ ریونڈ سے معلومات حاصل
کرنے کی کوشش کی اور سب سے حیرت انگیز بات یہ ہے کہ
اس نے میرا اصل نام اور میری ایجنسی کا نام لیا۔ اس پر میں بیحد
حیران ہوا۔ اولڈ ریونڈ تو ظاہر ہے کروشو اور ٹاس کراس کے
بارے میں کچھ نہ جانتا تھا اس لئے وہ تو اسے کچھ نہ بتا سکا البتہ

میں چونک پڑا۔ پھر الزبتھ نے ہی معلومات کر کے مجھے بتایا کہ کرنل فریدی اور اس کا ماتحت کیپٹن حمید یہاں رائل ہوٹل میں ٹھہرے ہوئے ہیں۔ میں نے اپنے آدمیوں کو نگرانی پر تو لگا دیا ہے لیکن میں نے سوچا کہ تم سے مل لیا جائے چنانچہ یہاں آ گیا" ——— کروشو نے جام سے لمبا گھونٹ لیتے ہوئے تفصیل بتائی۔

"اس کا مطلب ہے کروشو کہ تم وہاں مشن کے دوران اپنا کوئی کلیو چھوڑ آئے ہو جس کی وجہ سے کرنل فریدی تمہاری تلاش میں یہاں آیا ہے حالانکہ تم انتہائی شاندار کامیاب اور گہری منصوبہ بندی کے لئے مشہور ہو" ——— کرسٹل نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"اسی بات پر تو مجھے حیرت ہے کہ کرنل فریدی کو آخر کس طرح مجھ پر شک پڑا۔ تم سے میری کوئی بات کبھی چھپی نہیں رہی اور تم نے اکثر مجھے انتہائی مفید مشورے بھی دیئے ہیں اس لئے میں تمہیں اپنے مشن کی تفصیل بتا دیتا ہوں پھر تم خود ہی بتانا کہ میں نے اس میں کیا غلطی کی ہے" ——— کروشو نے کہا اور اس کے بعد اس نے کافرستان جانے وہاں راجر کا میک اپ کر کے واپسی کا میک اپ کرنے کے ساتھ ساتھ رات کو خفیہ طور پر چیف سیکرٹری کی رہائش گاہ میں داخل اور پھر چیف سیکرٹری کے روپ میں بیگم راجندر کی کوٹھی میں جا کر فارمولا حاصل کرنے، اس کی فلم تیار کرنے، کار ڈرائیور اور سب کچھ جلا کر راجر کے میک اپ میں ایئر پورٹ اور پھر وہاں سے

ایکریمیا کی فلائٹ اور پھر درمیان میں سسلی میں مارجر کے ساتھ تبادلہ اور وہاں سے چارٹرڈ طیارے کے ذریعے پاچان پہنچ کر مائیکرو فلم سیکرٹری ڈیفنس کے حوالے کرنے تک پوری تفصیل بتا دی۔

"اوہ یہ تو انتہائی شاندار اور فول پروف پلاننگ تھی ——— تم بحیثیت کروشو تو کہیں سامنے نہیں آئے پھر طیارے کی تباہی کے ساتھ ہی معاملہ تو ویسے ہی ختم سمجھ لیا جانا چاہیے لیکن تم نے یہ نہیں بتایا کہ وہ طیارہ کیسے تباہ ہوا۔ کیا اس میں بھی تمہارا ہاتھ تھا" ——— کرسٹل نے کہا۔

"ہاں اس کی تباہی ضروری تھی تاکہ اگر یہ کسی طرح معلوم کر لیا جائے کہ فارمولا لے کر کوئی آدمی ایکریمیا گیا ہے تو اس کی تباہی سے یہی نتیجہ نکلتا ہے کہ فارمولا ہمیشہ کے لئے ضائع ہو گیا ہے۔ میں نے ساری پلاننگ پہلے ہی کر رکھی تھی میرے بوٹ کی ایڑی کے اندر ایک مخصوص بم موجود تھا جو سسلی کی بنی ہوئی مشہور پرفیوم آلون کی مخصوص خوشبو سے چارج ہو کر پھٹ جانا تھا لیکن اس چارج میں چالیس پینتالیس منٹ لگتے تھے۔ اس لئے میں بم کو چارجنگ پوزیشن میں لے اور پھر آلون اس پر سپرے کر دی چنانچہ جب بم چارج ہو گیا تو وہ پھٹ گیا جس کے نتیجے میں پورا طیارہ تباہ ہو گیا" ——— کروشو نے جواب دیتے ہوئے کہا اور کرسٹل نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"اب مسئلہ یہ ہے کہ کرنل فریدی یہاں کیوں آیا ہے۔ وہ مجھے بحیثیت کروشو کیوں تلاش کر رہا ہے اور اسے کیسے پتہ چلا

کہ میرا نام کروشو ہے اور میرا تعلق ٹاس کراس سے ہے۔ ٹاس کراس کے بارے میں تو سوائے چند مخصوص اعلیٰ حکام کے اور کوئی جانتا ہی نہیں۔" ——— کروشو نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"ہوسکتا ہے کرنل فریدی کا مقصد تمہارے اس فارمولے سے ہٹ کر کچھ اور ہو، چونکہ تم کافرستان ہو کر آئے، اس لئے فطری طور پر تم یہی سمجھے ہو کہ وہ اس فارمولے کی وجہ سے یہاں آیا ہے۔" کرسٹل نے کہا۔

"نہیں — میری چھٹی حس کہہ رہی ہے کہ وہ آیا اسی لئے ہے اور کوئی تو سلسلہ ہو ہی نہیں سکتا۔" ——— کروشو نے حتمی لہجے میں کہا۔

"پھر تم کیا چاہتے ہو — تمہارے ذہن میں کیا پلاننگ ہے۔ مجھے بتاؤ میں کوشش کروں گا کہ تم جس طرح چاہتے ہو ویسے ہی کام ہو جائے۔" ——— کرسٹل نے کہا۔

"فوری طور پر میرے سامنے دو صورتیں ہیں۔ مجھے اصل فارمولا حاصل کرنے کے لئے فوری طور پر کافرستان جانا ہے اس لئے ایک صورت تو یہ ہے کہ میں کرنل فریدی کو یہاں مزید الجھا دوں اور خود اس کی کافرستان میں عدم موجودگی کا فائدہ اٹھا کر وہاں سے اصل فارمولا لے آؤں اور وہ مجھے یہاں تلاش کرتا رہ جائے۔ دوسری صورت یہ ہے کہ میں یہاں کرنل فریدی اور کیپٹن حمید دونوں کا خاتمہ کر دوں اور پھر اطمینان سے کافرستان جاؤں۔"

کروشو نے کہا۔

"خاتمے والا آئیڈیا مجھے زیادہ پسند آ رہا ہے اور یہ کام میں آسانی سے کر سکتا ہوں۔" ——— کرسٹل نے کہا اور کروشو بے اختیار ہنس پڑا۔

"تمہارا کیا خیال ہے کہ کرنل فریدی کو آسانی سے مارا جا سکتا ہے۔" ——— کروشو نے ہنستے ہوئے کہا۔

"اس میں ہنسنے کی کیا بات ہے۔ تمہیں تو معلوم ہے کہ کسی بھی انسان کو قتل کرنا میرے لئے کونسا مشکل ہے اور اب جبکہ وہ میرے ہی ہوٹل میں رہ رہے ہیں، بس ایک اشارے سے انہیں موت کے گھاٹ اتار سکتا ہوں۔" ——— کرسٹل نے جواب دیا۔

"تم کرنل فریدی کے بارے میں کچھ نہیں جانتے کرسٹل۔ جبکہ میں نے کافرستان جانے سے پہلے سرکاری طور پر اس کی فائل پڑھی تھی۔ اگر اسے قتل کرنا اتنا آسان ہوتا تو شاید اب تک وہ لاکھوں بار ہلاک ہو چکا ہوتا۔ وہ ہلاک تو کیا ہوگا البتہ تم اس کے ہاتھ چڑھ جاؤ گے اور پھر تمہارے ذریعے وہ مجھ تک پہنچ جائے گا۔" ——— کروشو نے منہ بنا کر جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تم مجھے چیلنج کر رہے ہو تو ٹھیک ہے ——— کرنل فریدی اور اس کے ماتحت کو کل صبح سورج دیکھنا نصیب نہ ہوگا۔ میں نے بھی اس کی بے حد تعریفیں سنی ہوئی ہیں لیکن اس وقت

ہوٹل رائل میں قیام پذیر ہو کر وہ میری مٹھی میں ہے۔ تمہیں معلوم ہی نہیں کہ اس ہوٹل میں میں نے کیسے کیسے انتظامات کر رکھے ہیں" کرسٹل نے کہا۔

"مجھے معلوم ہے ___ اسی لئے تو تمہارے پاس آیا ہوں۔ کرسٹل میں چاہتا ہوں کہ پہلے اصل صورت حال معلوم کر لوں کیونکہ کرنل فریدی ایک عفریت کی مانند ہے۔ ابھی اسے میرے متعلق کچھ معلوم نہیں ہو سکا اس لئے وہ خاموش ہے۔ جیسے ہی اسے کوئی معمولی سا کلیو مل گیا پھر وہ کسی بھوکے عقاب کی طرح مجھ پر جھپٹ پڑے گا اور اگر وہ ایک بار بھی تمہارے کسی حربے سے بچ گیا تو پھر سمجھ لو کہ تم اس کا کچھ بھی نہ بگاڑ سکو گے۔ اس لئے کیا ایسا ممکن ہے کہ اس کے کمرے میں کوئی ایسا انتظام کر دیا جائے کہ اس کی بات چیت میں سن سکوں" ___ کروشو نے کہا۔

"وہ کونسے کمرے میں ہے" ___ کرسٹل نے پوچھا۔

"تیسرے فلور کے کمرہ نمبر پانچ اور چھ ان دونوں کے نام بک ہیں" ___ کروشو نے کہا اور کرسٹل سر ہلاتا ہوا اٹھا اور اس نے میز پر رکھے ہوئے انٹرکام کا رسیور اٹھا کر نمبر پریس کر دیا۔

"یس ایچو اٹنڈنگ" ___ دوسری طرف سے ایک آواز سنائی دی۔

"کرسٹل بول رہا ہوں ___ تیسری منزل کمرہ نمبر پانچ اور چھ میں ایس۔ ٹی فونز نصب ہیں" ___ کرسٹل نے پوچھا۔

"یس باس" ___ ایچو نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"انہیں آن کر دو اور ایک گھنٹے کا ٹیپ مجھے بھجوا دو لیکن پہلے یہ معلوم کر لینا کہ اس میں موجود افراد کمروں میں ہیں بھی سہی یا نہیں" ___ کرسٹل نے کہا۔

"آپ کرنل فریدی اور کیپٹن حمید کے بارے میں کہہ رہے ہیں ناں ___ کیونکہ یہ دونوں کمرے انہی کے نام بک ہیں" ___ دوسری طرف سے ایچو نے کہا۔

"ہاں مجھے کرنل فریدی کی بات چیت معلوم کرنی ہے" ___ کرسٹل نے کہا۔

"وہ دونوں اس وقت کمرہ نمبر پانچ میں موجود ہیں۔ میں ایس ٹی فونز آن کر دیتا ہوں" ___ ایچو نے جواب دیا۔

"او۔ کے میں ٹیپ کا انتظار کر رہا ہوں" ___ کرسٹل نے کہا اور رسیور رکھ دیا اور پھر واقعی ایک گھنٹے بعد ایک نوجوان نے ایک ٹیپ اور ٹیپ ریکارڈر لا کر میز پر رکھ دیا۔ اور سلام کر کے واپس چلا گیا۔ کرسٹل نے ٹیپ ریکارڈر میں ٹیپ فکس کیا اور ریکارڈر آن کر دیا۔ چند لمحوں تک تو گرر گرر کی آواز سنائی دیتی رہی پھر ایک آواز سنائی دی۔

"آخر اس طرح اندھیرے میں ٹامک ٹوئیاں ہم کب تک مارتے رہیں گے یہاں تو کوئی بھی اس کروشو ___ کے بارے میں کچھ نہیں جانتا" ___ بولنے والے کے لہجے میں جھلاہٹ تھی۔

"اب اندھیرے چھٹ رہے ہیں. میں نے پہلے یہ سمجھا تھا کہ شاید یہاں کی زیر زمین دنیا اس سے واقف ہو لیکن جب یہاں کوئی اس سے واقف نہیں نکلا تو میں نے اعلیٰ پیمانے پر کام شروع کیا ہے اور مجھے معلوم ہوا ہے کہ اس کی ایجنسی ٹاس کراس محکمہ ڈیفنس کے تحت کام کرتی ہے اس لئے اب میں نے اس محکمے کے ذریعے اس کی تلاش کا آغاز کیا ہے. مجھے یقین ہے کہ جلد ہی اس کے بارے میں کچھ نہ کچھ معلوم ہو جائے گا"۔۔۔۔۔ ایک اور بھاری اور بارعب سی آواز سنائی دی اور کروشو بے اختیار چونک پڑا. پھر کافی دیر تک خاموشی رہی. اس کے بعد ٹیلیفون کی گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دی.

"یس ہارڈ اسٹون"۔۔۔۔۔ ریسیور اٹھائے جانے کے ساتھ ہی وہی بھاری آواز جو یقیناً کرنل فریدی کی تھی سنائی دی.

"نمبر سکس بول رہا ہوں جناب ۔ میں نے ایک اہم بات معلوم کر لی ہے، کیا میں فون پر بتا دوں"۔۔۔۔۔ ایک اور مدھم سی آواز سنائی دی.

"میرے پاس آجاؤ"۔۔۔۔۔ کرنل فریدی نے سپاٹ لہجے میں جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی ریسیور رکھے جانے کی آواز سنائی دی.

"نمبر سکس نے ضرور کوئی خاص بات معلوم کر لی ہے. خاصا ہوشیار آدمی ہے"۔۔۔۔۔ پہلے والی آواز سنائی

"ہاں کیپٹن ۔ اس کے یہاں پاچان میں خاصے گہرے روابط ہیں. اس لئے میں اسے ساتھ لے آیا ہوں"۔۔۔۔۔ کرنل فریدی نے جواب دیا اور وہ سمجھ گئے کہ پہلی آواز کرنل فریدی کے اسسٹنٹ کیپٹن حمید کی ہے. ٹیپ سے اب صرف ہلکی سی سائیں سائیں کی آوازیں ہی سنائی دے رہی تھیں.

"یہ واقعی بے حد تیز جا رہے ہیں"۔۔۔۔۔ کرسٹل نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا.

"ہاں ۔ اور یہ ہماری خوش قسمتی ہے کہ ہم نے فونز اس وقت آن کرائے ہیں جب اہم باتیں سامنے آ رہی ہیں"۔۔۔۔۔ کروشو نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا. تقریباً دس منٹ بعد دروازے پر دستک کی آواز سنائی دی.

"کیپٹن دروازہ کھول دو نمبر سکس ہوگا"۔۔۔۔۔ کرنل فریدی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی کرسی کھسکنے، کسی کے چلنے اور پھر دروازہ کھلنے کی آواز سنائی دی.

"آؤ بیٹھو اور بتاؤ کیا بات ہے"۔۔۔۔۔ کرنل فریدی نے سخت لہجے میں پوچھا.

"باس ۔ ٹاس کراس اور کروشو کے بارے میں تو ابھی کچھ معلوم نہیں ہو سکا کیونکہ محکمے کے اہم ترین افراد بھی اس سے واقف نہیں ہیں. البتہ ایک ایسی بات سامنے آئی ہے جس نے مجھے چونکا دیا ہے. ایک خاص آدمی سے معلوم ہوا ہے کہ سیکرٹری دفاع کے پاس کوئی فارمولا پہنچا تھا جس کے متعلق ایک رپورٹ

موصول ہوئی ہے۔ میں اس فارمولے کا سن کر چونک پڑا۔ اور پھر میں نے لمبی رقم دے کر اس کی کاپی حاصل کرلی ہے اور وہ کاپی یہ ہے" ـــــ نمبر سکس کی آواز سنائی دی اور پھر خاموشی طاری ہوگئی۔ کروشو کے ہونٹ سختی سے بھینچے ہوئے تھے۔

" ہونہہ اس کا مطلب ہے کہ اصل فارمولا بچ گیا ہے۔ ویری گڈ' سب سے پہلے اُسے محفوظ ہونا چاہیے" ـــــ کرنل فریدی کی حیرت بھری آواز سنائی دی۔

"بچ گیا ہے۔ کیا مطلب" کیپٹن حمید کی حیرت بھری آواز سنائی دی

" ہاں میرا اندازہ درست نکلا ہے۔ فارمولا اس راجر کے ساتھ ملبارے میں تباہ نہیں ہوا بلکہ یہاں پہنچا دیا گیا ہے اور چونکہ یہ کسی مخصوص کوڈ میں تھا۔ اس لئے اسے کوڈ کے ماہرین کے پاس بھیجا گیا۔ وہاں سے کوڈ حل ہونے کے بعد اسے کسی لیبارٹری میں بھجوا دیا گیا اور یہ لیبارٹری سے آنے والی رپورٹ ہے۔ اس میں درج ہے کہ جو فارمولا آیا ہے اس میں اصل فارمولا موجود نہیں ہے بلکہ ڈاکٹر راجندر اس فارمولے کے تحت بلاتک رینج کے جو تجربات کر رہا تھا۔ یہ ان کی یادداشتیں ہیں اور اصل فارمولا کے حصول کے بغیر یہ بیکار ہیں" ـــــ کرنل فریدی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" اوہ اس کا مطلب ہے ٹائیں ٹائیں فش چلو اس بوریت سے تو جان چھوٹی کہ سارا دن کروشو کی تلاش میں مارے مارے پھرتے رہو" ـــــ کیپٹن حمید نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔ اس کے بولنے کا انداز ایسا تھا جیسے اس کے کاندھوں

سے کوئی بوجھ اتر گیا ہو۔

" گڈ شو ـــــ نمبر سکس تم نے واقعی اہم ترین رپورٹ حاصل کی ہے۔ یہ فارمولا یقیناً ڈاکٹر راجندر کی لیبارٹری میں ہی کہیں محفوظ ہوگا اس لئے مجھے خود اسے تلاش کرنا ہوگا اور یہ رپورٹ بھی یقیناً اس کروشو تک پہنچ گئی ہوگی اور ہوسکتا ہے کہ وہ اسے حاصل کرنے کے لئے فوری طور پر کافرستان روانہ بھی ہوگیا ہو' اس لئے اب یہاں رہنا فی الحال بیکار ہے۔ کیپٹن حمید لانگ رینج ٹرانسمیٹر لے آؤ' میں نمبر الیون کو کال کرکے اس لیبارٹری کی نگرانی کے احکامات دے دوں" ـــــ کرنل فریدی کی تیز تیز آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی ٹیپ میں سے کھٹک کی ہلکی سی آواز سنائی دی۔ اور پھر خاموشی طاری ہوگی۔

" اوہ ٹیپ ختم ہوگیا" ـــــ کرسٹل نے کہا اور اٹھ کر ریکارڈر کا بٹن آف کر دیا۔ کروشو اسی طرح خاموش بیٹھا ہوا تھا۔

" اب بتاؤ' کیا کرنا چاہیے ـــــ ابھی تک تو یہ دونوں ہوٹل میں ہی ہیں" ـــــ کرسٹل نے کہا۔

" اب انہیں یہیں ختم ہونا چاہیے کرسٹل ـــــ ورنہ ایک بار یہ فارمولا ان کے ہاتھ لگ گیا تو پھر اس کا حصول ناممکن ہوجائے گا" ـــــ کروشو نے کہا اور کرسٹل نے سر ہلاتے ہوئے میز پر رکھے ہوئے انٹرکام کا رسیور اٹھایا اور اس کا ایک نمبر پریس کر دیا۔

"یس ایکو سپیکنگ" ـــــ دوسری طرف سے ایکو کی

آواز سنائی دی۔

"سرٹل فرام دس اینڈ ـــــ سنو ایچو۔ کرنل فریدی اور کیپٹن حمید دونوں سے کمروں میں ایلس گیس اُن کردو، فوراً۔ میں ان کی فوری ہلاکت چاہتا ہوں۔" ـــــ سرٹل نے تیز لہجے میں کہا۔

"اوہ باس، میں آپ سے بات کرنے ہی والا تھا۔ وہ دونوں ابھی چند لمحے پہلے ہوٹل چھوڑ چکے ہیں بس پوچھنا چاہتا تھا کہ مزید ٹیپ بھیجوں یا نہیں۔" ـــــ ایچو نے کہا۔

"ہوٹل چھوڑ چکے ہیں، اتنی جلدی۔" ـــــ سرٹل نے حیرت سے چیخ کر کہا۔

"یس باس ـــ بس اچانک وہ اپنا سامان لے کر آئے اور ہوٹل چھوڑ کر چلے گئے۔" ـــــ ایچو نے جواب دیا۔

"اوہ تم ایسا کرو، ناٹو کو ان سے پہلے بتا کر میرا آرڈر دے دو کہ انہیں ملک چھوڑنے سے پہلے ہر صورت میں ہلاک ہو جانا چاہیے۔ ناٹو کو کہو فوراً حرکت میں آجائے۔" ـــــ سرٹل نے چیختے ہوئے کہا۔

"یس باس۔" ـــــ دوسری طرف سے ایچو نے کہا اور سرٹل نے رسیور کریڈل پر پٹخ دیا۔

"تم نے فیصلہ کرنے میں دیر کر دی کروشو، ورنہ کمرے میں سائنائیڈ گیس سپرے کرنے کے انتظامات موجود تھے، ایچو کو صرف چند بٹن دبانے پڑتے اور ان کی روحیں ان کے جسموں سے پرواز کر جاتیں۔ بہرحال اب بھی ناٹو انہیں مار گرائے گا۔

وہ ان معاملات میں بے حد تیز ہے۔" ـــــ سرٹل نے دوبارہ صوفے پر بیٹھتے ہوئے کہا اور کروشو نے اسی طرح ہونٹ بھینچے ہوئے سر ہلا دیا۔ وہ کسی گہری سوچ میں غرق تھا۔

پھر تقریباً آدھے گھنٹے بعد انٹرکام کی گھنٹی بج اٹھی۔ سرٹل نے اٹھ کر رسیور اٹھا لیا۔

"سرٹل سپیکنگ۔" ـــــ سرٹل نے تیز لہجے میں کہا۔

"ایچو بول رہا ہوں باس ـــ ناکو نے ابھی رپورٹ دی ہے کہ کرنل فریدی اپنے چار ساتھیوں کے ساتھ ایک چارٹرڈ طیارے کے ذریعے کافرستان پرواز کر گئے ہیں۔ ناکو اور اس کے آدمی ایئر پورٹ پر تلاش کرتے رہے۔ پھر جب انہوں نے دوسری جگہیں چیک کیں تب معلوم ہوا کہ وہ طیارہ چارٹرڈ کرا کر چلے گئے ہیں۔" ـــــ ایچو نے کہا۔

"ہونہہ ٹھیک ہے ـــ اب کیا کیا جا سکتا ہے۔" ـــــ سرٹل نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"اچھا سرٹل ـــ اب میں چلتا ہوں۔ تمہارا بے حد شکریہ۔ کم از کم صورت حال تو سامنے آگئی۔" ـــــ کروشو نے ایک طویل سانس لے کر کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

"اب تمہارا کیا پروگرام ہے۔ کیا تم کافرستان جاؤ گے۔" ـــــ سرٹل نے کہا۔

"ظاہر ہے ـــ میں پیچھے تو نہیں ہٹ سکتا۔ فارمولا تو میں نے ہر صورت میں حاصل کرنا ہے ـــ چاہے کچھ ہی کیوں نہ

ہو جائے۔" ——— کروشو نے جواب دیا۔

"کافرستان میں ہمارا ایک مخصوص گروپ موجود ہے۔ اگر تم چاہو تو اس سے مدد لے سکتے ہو۔" ——— کرسٹل نے کہا۔

"اچھا کونسا — شاید ضرورت پڑ ہی جائے۔" ——— کروشو نے کہا۔

"جانکی بار — وہاں کا مشہور بار ہے۔ اس کا مالک جانکی ہے۔ میں اسے یہاں سے کال کر کے کہہ دوں گا۔ تم اسے اپنا موجوہ نام ناکو بتا دینا۔ پھر وہ تمہاری مدد کے لئے جان بھی لڑا دے گا۔" ——— کرسٹل نے کہا اور کروشو نے سر ہلاتے ہوئے اس سے مصافحہ کیا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

سفید رنگ کی کار خاصی تیز رفتاری سے ایک ویران سی سڑک پر آگے بڑھی جا رہی تھی حالانکہ دن کا وقت تھا لیکن اس سڑک پر ٹریفک تقریباً نہ ہونے کے برابر تھی۔ سٹیرنگ پر ایک بھاری چہرے والا ایکریمی بیٹھا ہوا تھا جبکہ اس کے ساتھ والی سیٹ پر رمیش تھا۔ ڈاکٹر راجندر کا منہ بولا بیٹا اور خاص اسسٹنٹ۔ رمیش کے چہرے پر اشتیاق اور تجسس سے ملے جلے آثار موجود تھے۔

"ٹامی کیا واقعی مجھے ایکریمیا کی بگ لیبارٹری میں سروس مل جائے گی کیا تمہیں یقین ہے۔" ——— رمیش نے سٹیرنگ پر بیٹھے ہوئے ایکریمی سے مخاطب ہو کر کہا۔

"بالکل — جب ٹامی نے کہہ دیا تو سمجھو فائنل ہو گیا — لیکن . . . ." ——— ٹامی نے بات کرتے کرتے لیکن سے

بعد فقرہ ادھورا چھوڑ دیا۔

"لیکن کیا....." ——— رمیش نے چونک کر پوچھا۔

"لیکن اس کی ایک شرط ہے۔ بگ لیبارٹری کوئی عام سی لیبارٹری نہیں ہے۔ ایکریمیا کی سب سے بڑی دفاعی لیبارٹری ہے۔ وہاں کا تو صرف چپڑاسی بننے کے لئے صدر مملکت کی سفارش چاہیے اور وہاں کام کرنے والا سائنسدان چاہے کسی کو اسسٹ ہی کیوں نہ کر رہا ہو پوری دنیا کے سائنسدانوں کی نظر میں ہیرو ہوتا ہے اور تم اپنے متعلق تو جانتے ہو کہ ابھی تم نے اپنی تعلیم مکمل نہیں کی" ——— ٹامی نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"تو کیا ہوا ——— ڈاکٹر راجندر کے ساتھ کام کر کے مجھے عام سے سائنسدانوں سے کہیں زیادہ تجربہ حاصل ہو چکا ہے اور تم نے خود ہی تو کہا تھا کہ بگ لیبارٹری میں تجربہ اور ذہانت دیکھی جاتی ہے۔ ڈگریوں کی حقیقت ثانوی ہوتی ہے" ——— رمیش نے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

"ہاں ——— میں نے درست کہا ہے لیکن اس کے باوجود بگ لیبارٹری میں سروس کے لئے یہ ضروری ہے کہ تم ایکریمیا کے لئے مخلص ہونا ثابت کر دو کیونکہ اس لیبارٹری میں ایسی ایسی خفیہ ایجادات ہوتی رہتی ہیں کہ اگر تمہیں ان کی تفصیلات معلوم ہو جائے تو تم انہیں سن کر ہی خوف سے مر جاؤ۔ اس لئے ان ایجادات کے راز حاصل کرنے کے لئے روسیاہ اور

دوسرے ملکوں کے سیکرٹ ایجنٹ ہمیشہ کوشش کرتے رہتے ہیں۔ ایسا بھی تو ہو سکتا ہے کہ تم دراصل کسی ملک کے سیکرٹ ایجنٹ ہو، پھر...." ——— ٹامی نے جواب دیا اور رمیش بے اختیار ہنس پڑا۔

"کیا مضحکہ خیز بات ہے، میں اور ایجنٹ، اچھا مذاق کر لیتے ہو" ——— رمیش نے ہنستے ہوئے کہا۔

"میں تو تمہیں جانتا ہوں رمیش، لیکن ایکریمین حکام نہیں جانتے اس لئے انہیں یقین دلانا پڑے گا" ——— ٹامی نے کہا۔

"تو تم انہیں یقین دلا دو" ——— رمیش نے کہا۔

"نہیں ——— یقین وہ ہوتا ہے جو کسی کے عمل سے آئے۔ زبانی ضمانتوں کے ہم قائل نہیں ہیں" ——— ٹامی نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"عمل سے ——— کیا مطلب۔ آخر تم یہ کیسی پہیلیاں بجھوا رہے ہو، کھل کر بات کرو" ——— رمیش نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ڈیئر رمیش ——— گھبرانے کی ضرورت نہیں ہے۔ جب ٹامی نے تمہیں دوست کہہ دیا ہے تو ٹامی دوستی نبھانا بھی جانتا ہے۔ ہم اس وقت بگ لیبارٹری کے لئے سلیکشن بورڈ کے پاس جا رہے ہیں۔ میں بھی اس بورڈ کا ممبر ہوں اور ہمارا کام پوری دنیا میں سے ذہین نوجوان سائنسدانوں کی تلاش ہوتا

ہے۔ تمہارے متعلق ہمارے آدمیوں نے اطلاعات دیں تو میں یہاں آگیا اور پھر میں نے خصوصی طور پر تمہارے سارے کوائف چیک کئے۔ جب تم ہر لحاظ سے معیار پر پورے اترے تو میں نے باس رچرڈ کو تفصیلات بھجوا دیں اور باس رچرڈ یہاں آ گئے تاکہ تم سے فائنل انٹرویو لے سکیں۔ اس کے بعد میں نے تم سے دوستی بڑھائی اور حقیقت یہ ہے کہ مجھے تمہارا مزاج اور طبیعت بے حد پسند آئی ہے۔ ہم آئندہ بھی دوست رہیں گے لیکن اب باس لازماً تم سے اکیڈیمیا کے لئے پُرخلوص رہنے کے لئے کوئی ثبوت طلب کرے گا۔ اگر تم نے باس کو مطمئن کر دیا تو سمجھو تم بگ لیبارٹری کے لئے سلیکٹ ہو گئے ورنہ پھر تم اسی طرح یہاں، اس پسماندہ ملک میں دھکے کھاتے پھرو گے۔" ——— ٹامی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"وہی ثبوت تو پوچھ رہا ہوں ——— کس قسم کا ثبوت، کچھ پتہ تو چلے۔" ——— رمیش نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"باس کی معلومات بے حد وسیع ہوتی ہیں۔ اب مجھے تو معلوم نہیں کہ وہ کیا کہے گا۔ وہیں مل کر معلوم ہو جائے گا۔" ——— ٹامی نے کہا اور رمیش کے ہونٹ بھنچ گئے۔ کار اب ایک دور افتادہ چھوٹے سے قصبے میں داخل ہو رہی تھی۔ پھر وہ ایک پرانی سی کوٹھی کے گیٹ کے سامنے جا کر رک گئی اور ٹامی نے کار کا ہارن دینا شروع کر دیا۔

"یہ تمہارا باس اس قدر دور افتادہ قصبے میں کیوں ٹھہرا

ہے وہاں دارالحکومت میں کیوں نہیں ٹھہرا۔" ——— رمیش نے اِدھر اُدھر دیکھتے ہوئے کہا۔

"وہ شہر کے ہنگاموں سے الرجک ہے۔" ——— ٹامی نے مختصر سا جواب دیا اور رمیش نے سر ہلا دیا۔ دوسرے لمحے پھاٹک خود بخود کھل گیا۔ اور ٹامی کار اندر لے گیا۔ پورچ میں کار روک کر وہ رمیش کو نیچے اترنے کا اشارہ کرتے ہوئے نیچے اتر گیا۔ رمیش بھی اس کے ساتھ ہی نیچے اتر گیا اور پھر وہ دونوں برآمدے سے ہوتے ہوئے ایک کمرے کی طرف بڑھ گئے۔ کمرے کا دروازہ بند تھا۔ ٹامی نے ہاتھ اٹھا کر دستک دی۔

"کم اِن۔" ——— اندر سے ایک سخت سی آواز سنائی دی اور ٹامی نے دروازہ کھولا اور اندر داخل ہو گیا۔ رمیش بھی اس کے پیچھے کمرے میں داخل ہوا۔ کمرہ عام سے فرنیچر سے مزین تھا۔ ایک صوفے پر ایک لمبا تڑنگا اور سخت چہرے والا ایک ایکریمی سیاہ گاگل لگائے بیٹھا ہوا تھا۔

"یہ رمیش ہے باس۔" ——— ٹامی نے رمیش کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"ہونہہ، شکل سے تو ذہین نوجوان لگ رہا ہے۔ بیٹھو رمیش اور ٹامی تم بھی بیٹھ جاؤ۔" ——— باس نے کہا اور رمیش اور ٹامی دونوں سامنے والے صوفے پر بیٹھ گئے۔ اس باس کو دیکھ کر نجانے کیوں رمیش کا دل زیادہ تیزی سے دھڑکنے لگا تھا جیسے اس کے اعصاب پر خود بخود کوئی پراسرار سا خوف چھا گیا ہو۔

"مسٹر رمیش تمہارے متعلق تمام تفصیلات مجھ تک پہنچ چکی ہیں لیکن بگ لیبارٹری کے لئے کام کرنے کے لئے تمہیں اپنے آپ کو ایکریمیا کا وفادار ثابت کرنا ہوگا" ——— باس نے سخت اور ٹھوس لہجے میں کہا۔

"میں ہر ثبوت دینے کے لئے تیار ہوں" ——— رمیش نے جواب دیا۔

"گڈ شو ——— سنو، ڈاکٹر راجندر ربلاٹک ریز کے فارمولے پر کام کر رہے تھے اور تم انہیں اسسٹ کرتے تھے۔ ڈاکٹر راجندر مر چکا ہے اس لئے اب وہ فارمولا کافرستان کے لئے بے کار ہو چکا ہے۔ اس لئے کیا تم وہ فارمولا ایکریمیا کے حوالے کر سکتے ہو تاکہ بگ لیبارٹری میں اسے مکمل کیا جا سکے یہی ثبوت ہوگا" ——— باس نے ٹھوس لہجے میں کہا۔

"آپ دیر سے پہنچے ہیں جناب ——— وہ فارمولا تو پہلے ہی جا چکا ہے" ——— رمیش نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا اور اس بار باس ہنس پڑا۔

"ہمیں معلوم ہے کہ ایک آدمی چیف سیکرٹری بن کر تمہارے پاس پہنچا اور تم نے اسے فارمولا دے دیا لیکن بعد میں اصل چیف سیکرٹری کی لاش سامنے آئی۔ تم یہی بتانا چاہتے ہو ناں" ——— باس نے سپاٹ لہجے میں کہا اور رمیش کا حیرت کی شدت سے بے اختیار منہ کھل گیا۔

"ہاں" ——— رمیش نے بمشکل اپنے آپ کو سنبھالتے

ہوئے کہا۔

"جو آدمی وہ کاغذات لے گیا تھا اس کا تعلق باچان سے تھا لیکن وہاں جا کر معلوم ہوا کہ وہ کاغذات کسی مخصوص کوڈ میں ہیں۔ اس لئے وہ کاغذات کوڈ کے ایک ماہر کے پاس بھجوا دیئے گئے۔ اس نے انہیں حل کیا۔ وہ آدمی ایکریمین تھا اس لئے اس نے اس کی رپورٹ ایکریمیا کو کر دی۔ ایکریمیا والے ایسے فارمولے پر کام کرنا چاہتے تھے چنانچہ اس فارمولے کو باچان سے حاصل کرنے کی کوشش کی گئی اور پھر اس کی ایک نقل حاصل کر لی گئی لیکن پھر معلوم ہوا کہ یہ کاغذات اصل فارمولے پر مشتمل نہیں تھے ان میں ڈاکٹر راجندر کے تجربات کی یادداشتیں تھیں اور بس اس کا مطلب تھا کہ اصل فارمولا ڈاکٹر راجندر نے علیحدہ محفوظ کر رکھا تھا چنانچہ ایکریمیا نے ڈاکٹر راجندر کی ذاتی لیبارٹری کی خفیہ تلاشی لے لی۔ پوری کوٹھی چھان ماری، یہ کام اس وقت شروع ہوا جب تم اور تمہاری آنٹی بیگم راجندر کسی عزیز کی شادی پر گئی ہوئی تھی۔ بہرحال وہاں بھی فارمولا نہ ملا تو پھر بیگم راجندر کو ٹٹولا گیا۔ ان سے ایک بنک لاکر کا پتہ چلا۔ اس کو چیک کیا گیا لیکن فارمولا پھر بھی نہ ملا۔ چنانچہ یہ فیصلہ ہوا کہ تم ڈاکٹر راجندر کے اسسٹنٹ رہے ہو، تمہیں لازماً اس فارمولے کا علم ہوگا۔ اس لئے اگر تم وہ فارمولا حکومت ایکریمیا کے حوالے کر دو تو تمہیں اس کے انعام کے طور پر بگ لیبارٹری میں کام کرنے کا اعزاز بخشا جا سکتا ہے" ——— باس نے

پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا اور رمیش حیرت سے منہ پھاڑے
یہ تفصیل سنتا رہا۔

" اوہ یہ تو آپ نے انتہائی حیرت انگیز بات بتائی۔ مجھے تو معلوم
نہیں ہے کہ انکل نے وہ فارمولا کہاں رکھا ہوا ہے۔ میں تو اس
فائل کو ہی فارمولا سمجھتا رہا کیونکہ انکل تجربات کے بعد خود ہی
کاغذ پر لکھتے تھے اور اس فائل میں رکھ دیتے تھے۔ فائل کو وہ
ہمیشہ اپنے کانفیڈینشل باکس میں رکھتے اور کسی کو نہ دیکھنے دیتے
تھے "۔۔۔۔ رمیش نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" بہرحال وہ اصل فارمولا نہ تھا اور اصل فارمولا کہاں ہے۔
یہ بات تم نے بتانی ہے "۔۔۔۔ باس کے لہجے میں موجود سختی
میں اور اضافہ ہو گیا۔

" میں بتا تو رہا ہوں کہ مجھے خود معلوم نہیں البتہ ' ارے ہاں
ہو سکتا ہے ۔۔ بالکل ہو سکتا ہے "۔۔۔۔ رمیش بات کرتے
کرتے چونک پڑا۔

اور اس کے اس طرح چونکنے سے باس اور ٹامی دونوں
ہی چونک پڑے تھے۔

" کیا ہو سکتا ہے ۔۔ کیا کہنا چاہتے ہو تم "۔۔۔۔ باس
نے چونک کر پوچھا۔

" میں ایک بار لیبارٹری میں گیا تو انکل فرش کے کونے
سے باہر نکلی ہوئی الماری میں کچھ رکھ رہے تھے۔ پھر انہوں نے
وہ الماری فرش پر پیر مار کر زمین میں غائب کر دی تھی۔ میرے

پوچھنے پر انہوں نے مجھے صرف اتنا بتایا تھا کہ اس میں انتہائی
زہریلی دوائیں رکھی ہوئی ہیں لیکن بعد میں میں نے اپنے طور پر
اس الماری کو کئی بار باہر نکالنے کی کوشش کی لیکن میں کامیاب
نہ ہو سکا تھا اور ظاہر ہے انکل سے پوچھنا فضول تھا کیونکہ وہ
بے حد سخت مزاج اور کم گو آدمی تھے۔ وہ فارمولا یقیناً اس
الماری میں ہو گا "۔۔۔۔ رمیش نے کہا۔

" نہیں ۔۔ ہم اس خفیہ الماری کو بھی چیک کر چکے ہیں۔
اس میں واقعی انتہائی زہریلی ادویات موجود ہیں۔ ہم نے انتہائی
جدید ترین آلات سے لیبارٹری اور پوری کوٹھی کو چیک کیا ہے "۔
باس نے کہا اور رمیش کے چہرے پر مایوسی سی چھا گئی۔

" پھر تو مجھے نہیں معلوم "۔۔۔۔ رمیش نے کہا۔

" کیا خیال ہے ٹامی "۔۔۔۔ باس نے خاموش بیٹھے ٹامی
کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

" میرے خیال میں واقعی رمیش کو علم نہیں ہے۔ یہ ڈاکٹر
راجندر بہت گہرا آدمی لگتا ہے "۔۔۔۔ ٹامی نے کہا۔

" پھر مجبوری ہے ۔۔ رمیش کو بگ لیبارٹری میں کام نہیں
مل سکتا "۔۔۔۔ باس نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

" رمیش تم ڈاکٹر راجندر کے بے حد قریب رہے ہو۔ ذہن پر
زور دو، سوچو، ڈاکٹر نے آخر وہ فارمولا کہیں تو رکھا ہی ہو گا "۔۔۔
ٹامی نے اس بار رمیش سے مخاطب ہو کر کہا۔

" میرا تو ذہن ہی کام نہیں کر رہا۔ ڈاکٹر راجندر البتہ پاکیشیا

ایک بار گئے تھے۔ وہ ایک فائل ساتھ لے گئے تھے۔ وہ وہاں
کسی سائنسدان ڈاکٹر سرداور سے ملنے گئے تھے۔ انہوں نے
مجھے کہا تھا کہ بلانک ریز کے سلسلے میں کچھ ایسی رکاوٹیں سامنے
آگئی ہیں جس کے لئے ڈاکٹر سرداور سے ڈسکشن ضروری ہے
اور واپسی پر وہ مطمئن تھے۔ مجھے نہیں معلوم کہ وہ فائل واپسی میں
ان کے پاس تھی یا نہیں۔ میں ان کی واپسی کے وقت یونیورسٹی
میں تھا۔ ہوسکتا ہے اس فائل میں اصل فارمولا ہو اور وہ اسے
مزید تحقیقات کے لئے ڈاکٹر سرداور کو دے آئے ہوں"۔۔۔۔
رمیش نے کہا۔

" یہ ان کی ہلاکت سے کتنا عرصہ پہلے کی بات ہے"۔۔۔۔
باس نے پوچھا۔

" ڈیڑھ دو ماہ پہلے کی بات ہو گی"۔۔۔۔ رمیش نے
کہا۔

" میرے خیال میں باس ایسا ہی ہو گا۔ ہمیں اس ڈاکٹر
سرداور کو چیک کرنا چاہیے"۔۔۔۔ ٹامی نے کہا۔

" لیکن ڈاکٹر سرداور کا کوئی اتہ پتہ بھی تو معلوم ہو"۔۔۔۔
باس نے کہا۔

" انکل سے میں نے ڈاکٹر سرداور کے بارے میں پوچھا تھا
تو انہوں نے بتایا کہ وہ پاکیشیا کے سب سے بڑے سائنسدان
ہیں اور کسی زیر دلیبارٹری کے انچارج ہیں۔ انہوں نے ان
سے فون پر بات کی تھی۔ یہ نمبر انہوں نے اپنی جیبی فون

ڈائری میں سے دیکھا تھا"۔۔۔۔ رمیش نے کہا۔

" اوہ ٹامی ۔۔۔ جو سامان کوٹھی سے لایا گیا تھا اس میں
ایک چھوٹی فون ڈائری بھی تو تھی وہ کہاں ہے"۔۔۔۔ باس
نے چونک کر پوچھا۔

" میں لے آتا ہوں"۔۔۔۔ ٹامی نے کہا اور اٹھ کر
کمرے سے چلا گیا۔

" کیا آپ کوٹھی سے کوئی سامان بھی لے آئے تھے"۔۔۔۔
رمیش نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

" ہاں احتیاطاً ایسا کیا تھا"۔۔۔۔ باس نے جواب دیا۔
اور تھوڑی دیر بعد ٹامی واپس کمرے میں داخل ہوا۔ اس
کے ہاتھ میں ایک چھوٹی سی فون ڈائری تھی۔

" اس میں نمبر موجود ہے۔ ساتھ ہی ڈاکٹر سرداور لکھا ہوا
ہے"۔۔۔۔ ٹامی نے ڈائری کا ایک صفحہ کھول کر باس
کو دکھاتے ہوئے کہا

" ٹھیک ہے ابھی معلوم ہو جاتا ہے۔ سنو رمیش میں ڈاکٹر
سرداور کا نمبر ملاتا ہوں۔ تم نے اپنا تعارف کرا کر ان سے اس
طرح بات کرنی ہے کہ اگر ڈاکٹر راجندر انہیں فارمولا
دے آئے ہوں تو وہ بتا دیں، یہ تمہاری ذہانت کا امتحان
ہو گا اور اگر تم اس امتحان میں کامیاب ہو گئے تو پھر تمہاری
سلیکشن مکمل ہو جائے گی"۔۔۔۔ باس نے کہا۔

" میں کوشش کروں گا"۔۔۔۔ رمیش نے کہا اور باس

نے ایک طرف پڑا ہوا فون اٹھایا اور اس کے نیچے موجود ڈائرکٹری کھول کر پاکیشیا کال کرنے کے لئے سٹلائٹ کوڈ نمبر دیکھنے لگا. پھر اس نے ڈائرکٹری بند کی اور رسیور اٹھا کر تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے.

" یس سر داور سپیکنگ "۔۔۔ رابطہ قائم ہوتے ہی ایک بھاری سی آواز سنائی دی اور باس نے رسیور رمیش کی طرف بڑھا دیا.

" ہیلو سر داور۔۔ میں ڈاکٹر راجندر مرحوم کا اسسٹنٹ اور منہ بولا بیٹا رمیش بول رہا ہوں کافرستان سے "۔۔۔ رمیش نے رسیور لیتے ہی جلدی سے کہا.

" اوہ ڈاکٹر راجندر نے تمہارا ذکر کیا تھا تم انہیں اسسٹ کرتے رہے ہو. مجھے افسوس ہے ڈاکٹر راجندر کی وفات پر۔۔ بہرحال کیسے فون کیا "۔۔۔ ڈاکٹر سر داور نے اس بار نرم لہجے میں کہا.

" انکل ڈاکٹر راجندر بلانک رینڈ کے فارمولے پر آپ سے ڈسکس کرنے گئے تھے. واپسی پر انہوں نے بتایا تھا کہ فارمولا وہ آپ کے پاس چھوڑ آئے ہیں. میں چاہتا تھا کہ وہ فارمولا آپ واپس کر دیں تاکہ اب میں انکل کے کام کو مکمل کروں " رمیش نے کہا.

" میرے پاس چھوڑ گئے تھے ۔۔ نہیں، مجھ سے انہوں نے ڈسکس ضرور کیا تھا لیکن فارمولا میرے پاس چھوڑنے کا

تو کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ہے پھر انہوں نے ایسی بات کیوں کی. البتہ ہاں ہو سکتا ہے یہ بات انہوں نے مجھے بتائی تھی کہ انہوں نے حفاظت کی غرض سے پاکیشیا میں کوئی لاکر لے رکھا ہے کیونکہ انہیں وہاں کافرستان میں خطرہ محسوس ہو رہا تھا کہ کہیں ان کا فارمولا چوری نہ کر لیا جائے. بہرحال میں نے توجہ نہ کی تھی اب تمہارے کہنے پر مجھے خیال آیا ہے. ہو سکتا ہے وہ فارمولا یہاں کسی لاکر میں رکھ گئے ہوں اور اس پیرائے میں انہوں نے تمہیں یہ کہا ہو کہ وہ فارمولا پاکیشیا چھوڑ آئے ہیں "۔۔۔ ڈاکٹر سر داور نے کہا.

" کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ یہ لاکر کہاں ہے "۔۔۔ رمیش نے پوچھا.

" سوری ۔۔ میں نے اس بارے میں کوئی بات نہ کی تھی. یہ ان کا ذاتی مسئلہ تھا اور میں کسی کے ذاتی مسائل میں دخل دینے کا عادی نہیں ہوں "۔۔۔ ڈاکٹر سر داور نے سخت لہجے میں کہا.

" او. کے، تھینک یو ڈاکٹر "۔۔۔ رمیش نے جواب دیا اور پھر رسیور رکھ دیا.

" اب یہ بات واضح ہو گئی کہ فارمولا یقیناً پاکیشیا کے کسی بنک کے لاکر میں ہے. اس کا مطلب ہے کہ ایک بار پھر ان کے سامان کی تفصیلی تلاشی اس خاص نقطہ نظر سے لینی پڑے گی " باس نے کہا.

"یس باس ۔ یقیناً اس لاکر کی چابی اور اس کا نمبر اور بینک کا نام کوٹھی کے اندر کہیں نہ کہیں موجود ہوگا۔" ——— ٹامی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"او۔کے رمیش ۔۔ کیا تم اس تلاشی میں ہماری مدد کر سکتے ہو۔" ——— باس نے رمیش سے مخاطب ہو کر کہا۔

"میں کیسے تلاشی لے سکتا ہوں۔ آنٹی ہرگز اس کی اجازت نہ دیں گی۔ وہ ان معاملات میں بے حد سخت ہیں۔" ——— رمیش نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"او۔کے ٹامی ۔۔ رمیش کو ساتھ لے جاؤ اور جا کر بگ لیبارٹری کا داخلہ فارم اس سے حل کراؤ۔ بہرحال اس نے ہم سے تعاون تو کیا ہے۔" ——— باس نے ایک طرف کھڑے ٹامی سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس باس ۔۔ آؤ رمیش۔" ——— ٹامی نے کہا اور رمیش جلدی سے اٹھ کھڑا ہوا۔ داخلے کا سن کر اس کے چہرے پر مسرت کے آثار ابھر آئے تھے۔

"تھینک یو سر۔" ——— رمیش نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا اور باس نے سر ہلا دیا۔ ٹامی رمیش کو ساتھ لئے کمرے سے باہر نکل گیا۔

باس نے ٹیلی فون کا ریسیور اٹھایا اور نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"یس۔" ——— رابطہ قائم ہوتے ہی ایک آواز

سنائی دی۔

"رچرڈ بول رہا ہوں۔" ——— باس نے کرخت لہجے میں کہا۔

"یس باس۔" ——— دوسری طرف سے بولنے والے کا لہجہ یکلخت مؤدبانہ ہو گیا۔

"مارٹن ——— ڈاکٹر راجندر کی کوٹھی اور لیبارٹری کی ایک بار پھر تلاشی لینی ہے۔ ٹامی کو میں بھیج رہا ہوں۔ تم اپنے آدمی تیار رکھنا۔ رات گہری ہوتے ہی تلاشی کا کام شروع کر دینا۔ لیکن اس معاملے میں کوئی کوتاہی نہیں ہونی چاہیے۔" ——— رچرڈ نے تیز لہجے میں کہا۔

"یس باس ——— آپ بے فکر رہیں۔ کوئی کوتاہی نہ ہوگی۔" دوسری طرف سے مارٹن نے کہا اور رچرڈ نے بغیر کوئی لفظ کہے ریسیور رکھ دیا۔ اسی لمحے ٹامی کمرے میں داخل ہوا۔

"کوئی گڑبڑ تو نہیں ہوئی۔" ——— رچرڈ نے چونک کر پوچھا۔

"گڑبڑ کیسی باس ۔ سائیلنسر لگے ریوالور کی ایک گولی نے رمیش کو چیخنے کا بھی موقعہ نہیں دیا۔ لاش سٹور میں پھینک آیا ہوں۔" ——— ٹامی نے اس طرح بات کرتے ہوئے کہا جیسے اس نے کسی انسان کو ہلاک کرنے کی بجائے کسی ضرر رساں کیڑے کو بوٹ کی ایڑی سے کچل دیا ہو۔

"او۔کے ——— میں نے مارٹن کو فون کر کے تلاشی کے لئے

کہہ دیا ہے۔ تم جاؤ اور رات کو تلاشی لے کر ہر صورت میں اس لاکر کا کھوج نکال کر آؤ" ـــــ رچرڈ نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"یس باس" ـــــ ٹامی نے کہا اور تیزی سے مڑ کر واپس بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

کرنل فریدی نے ٹیلیفون کا رسیور اٹھایا اور نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔ وہ ابھی ابھی کیپٹن حمید اور زیرو فورس کے دوسرے ارکان کے ساتھ چارٹرڈ طیارے کے ذریعے کافرستان پہنچا تھا۔

"نمبر الیون" ـــــ رابطہ قائم ہوتے ہی نمبر الیون کی آواز سنائی دی۔

"ہارڈسٹون" ـــــ کرنل فریدی نے سپاٹ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"یس سر ـــ مجھے آپ کی واپسی کی اطلاع مل چکی ہے" ـــــ نمبر الیون نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کوئی خاص رپورٹ" ـــــ کرنل فریدی نے پوچھا۔

"سر اور تو کوئی خاص بات نہیں ہے البتہ ڈاکٹر راجندر مرحوم کے منہ بولے بیٹے رمیش کو ایک ایکریمی کے ساتھ اکثر اٹھتے بیٹھتے مارک کیا گیا ہے چونکہ آپ کے اس مشن کا تعلق ڈاکٹر راجندر سے تھا اس لئے میں نے رمیش کا ایکریمی کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا دیکھتے ہوئے اس کی مخصوص نگرانی کا حکم دیا تھا اور ابھی مجھے اطلاع ملی ہے کہ رمیش اس غیر ملکی جس کا نام ٹامی بتایا گیا ہے اور جو چار روز قبل سیاح کے روپ میں کافرستان آیا ہے ایک کار میں مضافاتی قصبے نور پور کی طرف جاتے دیکھا گیا ہے۔ میرے آدمی اس کی نگرانی پر ہیں۔ ابھی تک مزید رپورٹ نہیں ملی اور آپ کی طرف سے ٹرانسمیٹر کال ملتے ہی میں نے فوری طور پر ڈاکٹر راجندر کی کوٹھی کی نگرانی شروع کرا دی ہے۔ وہاں ابھی تک کسی مشکوک آدمی کو نہیں دیکھا گیا۔" ——— نمبر الیون نے تفصیلی رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

"ہونہہ ٹھیک ہے ——— اس ٹامی اور رمیش کے تعلقات کے بارے میں مزید تفصیلات معلوم کراؤ میں ابھی ڈاکٹر راجندر کی کوٹھی اور لیبارٹری کی تلاشی لینے جا رہا ہوں۔ وہاں نگرانی پر کون موجود ہے۔" ——— کرنل فریدی نے کہا۔

"وہاں نمبر تھرٹی ون کا گروپ موجود ہے۔" ——— نمبر الیون نے جواب دیا۔

"او۔ کے۔" ——— کرنل فریدی نے کہا اور رسیور

رکھ کر وہ اٹھا اور ڈرائننگ روم کی طرف بڑھ گیا۔ کیپٹن حمید اپنے کمرے کی طرف جا چکا تھا۔ کرنل فریدی نے غسل کر کے لباس تبدیل کیا اور پھر وہ اپنی لنکن لئے کوٹھی سے نکلا اور ڈاکٹر راجندر کی کوٹھی کی طرف روانہ ہو گیا۔ تقریباً آدھے گھنٹے کی ڈرائیونگ کے بعد وہ اس کالونی میں داخل ہو گیا جس میں ڈاکٹر راجندر کی وسیع و عریض کوٹھی موجود تھی۔ کرنل فریدی نے کار ڈاکٹر راجندر کی کوٹھی کے گیٹ پر موڑ کر روکی تو اسی لمحے ایک سائیڈ میں موجود کوڑے کے بڑے سے ڈرم کے پیچھے سے ایک نوجوان نکل کر تیزی سے کرنل فریدی کی کار کی طرف بڑھ آیا۔ کرنل فریدی کار کا دروازہ کھول کر نیچے اتر آیا تھا۔

"کوئی مشکوک بات۔" ——— کرنل فریدی نے اس نوجوان سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"نو سر۔" ——— نوجوان نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"او۔ کے۔ اپنے سپاٹ پر رہو۔ میں نے کوٹھی کی تلاشی لینی ہے۔ اگر اس دوران کوئی خاص بات ہو تو زیرو ٹرانسمیٹر پر رپورٹ دے دینا۔" ——— کرنل فریدی نے سخت لہجے میں کہا اور نوجوان نے اثبات میں سر ہلا دیا اور تیزی سے واپس مڑ گیا۔ کرنل فریدی نے ہاتھ اٹھا کر ستون پر موجود کال بیل کا بٹن دبا دیا۔ چند لمحوں بعد پھاٹک کی چھوٹی کھڑکی کھلی اور ایک ملازم باہر آ گیا۔

"بیگم صاحبہ کو یہ کارڈ دے دو" ۔۔۔۔ کرنل فریدی نے کہا۔

"اوہ یس سر ۔۔ آیئے سر ۔۔ ابھی پھاٹک کھولتا ہوں۔"
ملازم کرنل فریدی کی شخصیت سے اس قدر مرعوب ہو گیا کہ وہ کارڈ دکھانے اور اجازت لینے کا تکلف ہی بھول گیا۔ البتہ کارڈ اس کے ہاتھ میں تھا۔ وہ تیزی سے کھڑکی میں غائب ہو گیا اور چند لمحوں بعد پھاٹک کھل گیا۔ کرنل فریدی اس دوران کار میں بیٹھ چکا تھا۔ پھاٹک کھلتے ہی اس نے کار آگے بڑھائی اور پھر وہ اسے پورچ میں لیتا گیا۔ ملازم پھاٹک بند کر کے دوڑتا ہوا واپس پورچ کی طرف آیا۔ کرنل فریدی کار سے اتر کر کھڑا کوٹھی کو دیکھ رہا تھا۔

"آیئے سر ۔۔ ادھر ڈرائینگ روم میں بیگم صاحبہ کو میں اطلاع کرتا ہوں" ۔۔۔۔ ملازم نے قریب آ کر مؤدبانہ لہجے میں کہا اور کرنل فریدی نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ ملازم ایک وسیع و عریض اور اچھے انداز میں سجے ہوئے ڈرائینگ روم تک کرنل فریدی کی رہنمائی کر کے تیزی سے واپس چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد اندرونی دروازے کا پردہ ہلا اور ایک بھاری جسم کی عورت اندر داخل ہوئی۔

"کرنل فریدی آپ اور یہاں" ۔۔۔۔ اس عورت نے انتہائی مرعوبانہ انداز میں کہا۔

"تکلیف دہی کے لئے معذرت خواہ ہوں۔ ڈاکٹر صاحب

کے اس فارمولے کے سلسلے میں مجھے یہاں آنا پڑا ہے جس کے لئے پہلے وہ نقلی چیف سیکرٹری آیا تھا" ۔۔۔۔ کرنل فریدی نے احتراماً صوفے سے اٹھتے ہوئے کہا۔

"اوہ مگر وہ فارمولا تو وہ لے گیا تھا۔ اس کا پتہ چلا" ۔۔۔۔ بیگم نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں ہم نے اسے ٹریس کر لیا ہے۔ لیکن وہ اصل فارمولا نہیں ہے۔ وہ ڈاکٹر صاحب کے ان تجربات سے کاغذات تھے جو فارمولے کے بعد انہوں نے کئے۔ اصل فارمولا ابھی تک کوٹھی کے اندر موجود ہے" ۔۔۔۔ کرنل فریدی نے کہا۔

"اوہ خدا کا شکر ہے۔ ورنہ میں تو سمجھی تھی کہ ڈاکٹر راجندر کی ساری عمر کی محنت ضائع ہو گئی" ۔۔۔۔ بیگم راجندر نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"اگر آپ پسند کریں تو میں اپنی شناخت کے لئے سرکاری شناختی کارڈ دکھاؤں" ۔۔۔۔ کرنل فریدی نے کوٹ کی جیب میں ہاتھ ڈالتے ہوئے کہا۔

"اوہ نہیں کرنل ۔۔ میں آپ سے تو ڈاکٹر صاحب کے ساتھ کئی فنکشنز میں مل چکی ہوں۔ تشریف رکھیں فرمایئے کیا پینا پسند کریں گے" ۔۔۔۔ بیگم نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میں روزے سے ہوں۔ آپ میری رہنمائی ڈاکٹر صاحب کی لیبارٹری تک کریں تاکہ میں اس فارمولے کو حاصل کر کے آئندہ کے لئے محفوظ کر لوں کیونکہ یہ اطلاع ملی ہے کہ وہ لوگ

دوبارہ اصل فارمولے کے حصول کے لیے کوشش کریں گے۔"
کرنل فریدی نے کہا۔

"اوہ آئیے ــــ رمیش تو موجود نہیں ہے ورنہ وہ لیبارٹری
کے اندر آپ کی مدد کرتا۔ میں تو صرف آپ کو وہاں تک پہنچا
سکتی ہوں۔" ــــ بیگم راجندر نے مڑتے ہوئے کہا۔

"شکریہ ــــ میں خود چیک کر لوں گا۔ مجھے ایسی لیبارٹریاں
چیک کرنے کا تجربہ ہے۔ ویسے یہ رمیش آپ کا منہ بولا بیٹا ہے۔"
کرنل فریدی نے کہا۔

"ہاں بہت سعادت مند اور محنتی بچہ ہے۔" ــــ بیگم
نے ایک چھوٹے سے کمرے میں پہنچ کر کہا اور پھر کمرے کے
دروازے کی سائیڈ پر موجود سوئچ پینل پر لگا ہوا ایک بٹن دبایا
تو کمرے کا فرش ایک کونے سے ہٹ گیا۔ اب سیڑھیاں نیچے
جاتی دکھائی دے رہی تھیں۔ سیڑھیوں کا اختتام ایک بڑے دروازے
پر ہوا جس پر نمبروں والا تالا لگا ہوا تھا۔ بیگم نے مخصوص نمبر
گھمائے اور کھٹک کی آواز کے ساتھ ہی تالا کھل گیا۔ تالا کھول کر
بیگم نے دروازہ کھولا اور پھر اندر داخل ہو گئی۔ یہ ایک بڑا ہال نما
کمرہ تھا جس میں لمبی لمبی میزیں اور سائیڈوں پر شیشے کی الماریاں
اور ریک موجود تھے۔ ڈاکٹر راجندر نے واقعی شاندار قسم کی ذاتی
لیبارٹری بنائی ہوئی تھی۔

"رمیش کی دوستی غیر ملکیوں سے بھی ہے۔" ــــ کرنل
فریدی نے پوچھا اور بیگم راجندر بے اختیار چونک پڑی۔

"غیر ملکیوں سے رمیش کی دوستی، نہیں میں نے تو کبھی
اس کے ساتھ کسی غیر ملکی کو نہیں دیکھا۔" ــــ بیگم نے
حیران ہو کر کہا اور کرنل فریدی نے سر ہلا دیا۔

"آپ تشریف رکھیں، میں زیادہ وقت نہ لوں گا۔" ــــ
کرنل فریدی نے کہا اور بیگم راجندر سر ہلاتی ہوئی ایک طرف رکھی
کرسی پر بیٹھ گئی۔ کرنل فریدی تیزی سے اس طرف کو بڑھا جدھر
ڈاکٹر راجندر کی مخصوص سیٹ نظر آ رہی تھی۔

"اوہ یہاں کی تو پہلے سے تلاشی لی جا چکی ہے۔" ــــ کرنل
فریدی نے چند لمحوں بعد کہا تو بیگم راجندر بے اختیار چونک پڑی

"تلاشی لی جا چکی ہے۔ کیا مطلب، یہاں سوائے رمیش کے
اور تو کوئی آ ہی نہیں سکتا۔ میں بھی کافی عرصے بعد آئی ہوں۔" ــــ
بیگم راجندر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ وہ بے اختیار کرسی
سے اٹھ کر کھڑی ہو چکی تھی۔

"یہاں بھرپور انداز میں تلاشی لی گئی ہے اور میں دعویٰ سے
کہہ سکتا ہوں کہ یہ تلاشی رمیش نہیں لے سکتا۔ یہ کسی تربیت یافتہ
آدمی نے لی ہے۔" ــــ کرنل فریدی نے کہا اور اس کے ساتھ
ہی اس نے ایک میز کی دراز کھولی ہی تھی کہ یکلخت وہ رک گیا۔
دوسرے لمحے اس نے دراز بند کی اور پھر اس بھاری میز
کو ذرا سا پیچھے کی طرف دھکیل دیا۔ میز کے ہٹتے ہی اس کے
پائے کے نیچے والے حصے کو وہ غور سے دیکھنے لگا۔ بظاہر تو
فرش کا ہی عام سا حصہ نظر آ رہا تھا لیکن کرنل فریدی کی تیز

نظروں نے چیک کر لیا تھا کہ میز کا پایہ جب تک وہاں موجود تھا
وہ چھوٹا سا حصہ فرش سے ذرا سا نیچے کی طرف جھکا ہوا تھا مگر
میز کا پایہ ہٹتے ہی وہ فرش کے ساتھ برابر ہو گیا۔ جھک کر دراز
کھولتے ہوئے کرنل فریدی کی تیز نظروں نے اسے محسوس کیا
تھا۔ اس نے ہاتھ سے اس حصے کو دبایا تو وہ ذرا سا نیچے ہو گیا۔
لیکن اس سے کوئی فرق نہ پڑا۔ کرنل فریدی اب جھک کر اسے
غور سے دیکھنے لگا پھر اس کے لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ ابھر
آئی۔ اس نے دائیں طرف اپنی انگلی رکھ کر اسے دبایا تو ہلکی سی
کھٹک کی آواز کے ساتھ ہی دوسری طرف سے فرش کا ٹکڑا ا
اس طرح اوپر کو اٹھ گیا جیسے کسی صندوق کا ڈھکنا کھلتا ہے۔ اندر
سائیڈ پر ایک چھوٹا سا سفید رنگ کا بٹن موجود تھا۔ کرنل فریدی
نے اس بٹن کو پریس کیا تو فرش کا ایک چوکور ٹکڑا تیزی سے
سائیڈ میں ہو گیا اور اب نیچے ایک بریف کیس جتنی چوڑائی کا
خانہ نظر آنے لگا جس میں ایک فائل اور ایک چابی موجود تھی۔
کرنل فریدی نے وہ فائل اٹھائی۔ فائل میں صرف دو کاغذ تھے۔
کرنل فریدی نے انہیں پڑھنا شروع کر دیا۔ دوسرے لمحے اس
کے منہ سے ایک طویل سانس نکل گیا۔ ان کاغذات میں پاکیشیا کے
ڈاکٹر سرداور کے ساتھ ڈاکٹر راجندر کی ہونے والی کسی ڈسکشن
کے نوٹس درج تھے اور یہ ڈسکشن بلانک ریز کے بارے میں
ہی تھی لیکن بہرحال اس میں فارمولے کا ذکر نہ تھا۔ کرنل فریدی
نے فائل بند کر کے میز پر رکھ دی اور چابی کو غور سے دیکھنے لگا

چابی کسی بنک لاکر کی لگ رہی تھی لیکن اس کے ساتھ وہ مخصوص
ٹوکن موجود نہ تھا۔ جس سے پتہ چلتا کہ یہ کس بنک کے کس نمبر کے
لاکر کی چابی ہے۔ البتہ چابی سے اتنا پتہ چلتا تھا کہ چابی بالکل نئی
ہے اور کم استعمال ہوئی ہے۔ کرنل فریدی نے چابی جیب میں
ڈالی اور پھر فائل کو دوبارہ اسی خانے میں رکھ کر اس نے خانہ بند
کیا اور میز کا پایہ اسی جگہ پر رکھ کر اس نے مزید تلاشی لینی شروع
کر دی۔ بیگم راجندر خاموش کرسی پر بیٹھی ہوئی تھیں۔

"آئیے بیگم راجندر" ——— کرنل فریدی نے مڑتے ہوئے
کہا۔

"کچھ ملا" ——— بیگم راجندر نے کرسی سے اٹھتے ہوئے
کہا۔

"فارمولا تو نہیں مل سکا۔ البتہ یہ کسی لاکر کی چابی ہے۔ کیا ڈاکٹر
صاحب نے کسی بنک میں لاکر لے رکھا تھا" ——— کرنل فریدی
نے جیب سے چابی نکال کر بیگم راجندر کی طرف بڑھاتے ہوئے
کہا۔ وہ دونوں ساتھ ساتھ چلتے ہوئے ڈرائینگ روم کی طرف
بڑھنے جا رہے تھے۔

"لاکر کی چابی ——— اور ڈاکٹر صاحب کے پاس ——— ایک لاکر
کسی بنک میں ہے تو سہی لیکن وہ لاکر تو میرے نام پر ہے۔ اس
کی چابی بھی میرے پاس موجود ہے اور اس میں میری جیولری اور
ہماری جائیداد کے کاغذات ہیں" ——— بیگم راجندر نے حیرت
سے چابی کو دیکھتے ہوئے کہا۔

" وہ چابی کہاں ہے —— مجھے دکھائیے :" —— کرنل فریدی نے اپنی دی ہوئی چابی بیگم سے واپس لیتے ہوئے کہا۔

" میں لے آتی ہوں —— آپ تشریف رکھیئے :" —— بیگم راجندر نے ڈرائینگ روم کے دروازے پر رکتے ہوئے کہا اور کرنل فریدی سر ہلاتا ہوا ڈرائینگ روم کے ایک صوفے پر جا کر بیٹھ گیا۔

اس نے ڈرائینگ روم کی خوبصورت سجاوٹ کا پسندیدہ نظروں سے جائزہ لینا شروع کر دیا۔ اس سے بیگم راجندر کے نفیس ذوق کا پتہ چلتا تھا۔ تھوڑی دیر بعد بیگم راجندر اندر داخل ہوئی تو اس کے ہاتھ میں لاکر کی چابی تھی جس کے ساتھ سٹی بنک کا ٹوکن بھی منسلک تھا۔

" یہ دیکھئے — یہ چابی اب بھی میرے باکس میں ہے۔" —— بیگم راجندر نے چابی کرنل فریدی کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

کرنل فریدی نے چابی لی اور پھر اسے غور سے دیکھنے لگا۔

" ٹھیک ہے — بہرحال میں چیک کر لوں گا۔ اب اجازت دیجئے، تعاون کا بے حد شکریہ :" —— کرنل فریدی نے چابی واپس دیتے ہوئے کہا اور پھر بیگم راجندر اسے کار تک چھوڑنے آئی۔

کرنل فریدی نے کار کوٹھی سے باہر نکال کر ایک طرف کر کے روک دی اور پھر کھڑکی سے ہاتھ نکال کر اس نے مخصوص انداز میں اشارہ کیا تو ڈرم کی اوٹ سے نکل کر وہی نوجوان جو پہلے کرنل فریدی کے پاس آیا تھا تیزی سے کار کی طرف بڑھا۔

" نگرانی ختم کر کے واپس ہیڈ کوارٹر رپورٹ کرو :" —— کرنل فریدی نے تیز لہجے میں کہا۔

" یس سر :" —— نوجوان نے کہا اور کرنل فریدی نے کار آگے بڑھا دی۔ ابھی وہ کالونی کے چوک تک پہنچا تھا کہ کار میں موجود فون پر کال آ گئی۔ کرنل فریدی نے ہاتھ بڑھا کر رسیور ہک سے اتار لیا۔

" ہارڈ سٹون :" —— کرنل فریدی نے تیز لہجے میں کہا۔

" نمبر الیون بول رہا ہوں سر :" —— ابھی ابھی رپورٹ ملی ہے کہ ڈاکٹر راجندر کے منہ بولے بیٹے رمیش کو گولی مار کر ہلاک کر دیا گیا ہے اور وہ ایکریمین ٹامی کار میں بیٹھ کر واپس دارالحکومت آیا ہے اور یہاں وہ جانگی بار کے نیچے تہہ خانے میں گیا ہے :" —— نمبر الیون نے کہا تو کرنل فریدی بے اختیار چونک پڑا۔

" تفصیلی رپورٹ دو :" —— کرنل فریدی نے سخت لہجے میں کہا۔

رمیش ٹامی کے ساتھ کار میں بیٹھ کر نور پور گیا۔ زیرو فورس کے آدمی ان کے تعاقب میں تھے۔ انہوں نے کار کے بمپر کے نیچے چیکنگ بٹن لگا دیا تھا۔ اس طرح وہ نور پور میں موجود ایک کوٹھی تک پہنچ گئے۔ کوٹھی کی نگرانی شروع کر دی گئی۔ کچھ دیر بعد ٹامی اکیلا کار لے کر باہر آیا اور دارالحکومت کی طرف بڑھ گیا۔ رمیش اس کے ساتھ نہ تھا۔ اس لئے زیرو فورس کو شک گزرا۔

ٹامی کے تعاقب کے ساتھ ساتھ ایک ممبر خفیہ طور پر کوٹھی کے اندر گیا۔ وہاں صرف ایک غیر ملکی موجود تھا۔ ایک کمرے میں خون کے دھبے موجود تھے اور کسی خون آلود جسم کو گھسیٹے جانے کے آثار بھی موجود تھے چنانچہ مزید چیکنگ پر ایک سٹور نما کمرے میں رمیش کی لاش دستیاب ہوگئی ہے۔ اس کی کھوپڑی میں گولی ماری گئی ہے۔ ادھر ٹامی کے بارے میں رپورٹ آئی ہے کہ وہ جانگی بار کے نیچے تہہ خانے میں گیا ہے اور ابھی تک وہیں موجود ہے۔" —— نمبر الیون نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"کوٹھی میں موجود غیر ملکی کو بیہوش کر کے ہیڈ کوارٹر لے آنے کا حکم دے دو اور اس ٹامی کی فی الحال نگرانی کرو۔ میں وہیں ہیڈ کوارٹر پہنچ رہا ہوں۔" —— کرنل فریدی نے تیز لہجے میں کہا اور ریسیور کو واپس ہک میں لٹکا دیا۔ رمیش کے قتل نے معاملے کو واقعی بری طرح الجھا دیا تھا۔ اس کا مطلب تھا کہ کوئی ایکریمی گروپ بھی یقیناً اس فارمولے میں دلچسپی لے رہا ہے۔ کرنل فریدی نے چوک سے کار ہیڈ کوارٹر کی طرف جانے والی سڑک پر موڑ دی اور اس کے ساتھ ہی اس کی سپیڈ بھی بڑھا دی۔

کروشو ٹیکسی سے اترا اور پھر ڈرائیور کو کرایہ دینے کے بعد وہ اطمینان سے چلتا ہوا ہوٹل رین بو کے مین گیٹ میں داخل ہو گیا۔ وہ اس وقت ایکریمین میک اپ میں تھا اور اس کے پاس کاغذات بھی ایکریمین ہی تھے جن میں اسے سیاح بتایا گیا تھا۔ کاغذات کی رو سے اس کا نام جیف تھا۔ اس نے کاؤنٹر پر اپنے کاغذات دے کر کمرہ ریزرو کرایا اور چند لمحوں بعد وہ ہوٹل کی چوتھی منزل پر اپنے مخصوص شدہ کمرے میں موجود تھا۔ اس نے اطمینان سے ساتھ موجود بریف کیس میں سے ایک لباس نکالا اور باتھ روم کی طرف بڑھ گیا۔ غسل کر کے اور لباس بدل کر وہ باہر آیا تو اس نے فون پر ہوٹل سروس کو شراب بھیجنے کا آرڈر دے دیا۔ چند لمحوں بعد ویٹر شراب کی بوتل اور دیگر لوازمات لا کر اس کے سامنے رکھ گیا۔ کروشو نے اطمینان سے شراب نوشی شروع کر دی۔ ساتھ

ہی وہ وہاں پہلے سے موجود تازہ اخبارات کا مطالعہ بھی کرتا جارہا تھا۔ وہ جب پہلے کافرستان آیا تھا تو یہاں ایئرپورٹ سے باہر نکلتے ہی اسے نگرانی کا علم ہوگیا تھا اور پھر اسے یہ بھی معلوم ہوگیا تھا کہ یہ نگرانی صرف تھوڑی دیر رہتی ہے تاکہ اگر کوئی آدمی فوری طور پر مشکوک حرکات کرے تو اسے مزید چیک کیا جا سکے۔ لیکن اگر وہ آدمی نارمل رہے تو پھر نگرانی ختم کر دی جاتی ہے۔ یہی وجہ تھی کہ اس بار بھی وہ یہاں آنے کے بعد اطمینان سے وہ سب کچھ کر رہا تھا جو ایک عام آدمی ایسے حالات میں کرتا ہے۔ وہ تقریباً ایک گھنٹے تک شراب نوشی اور اخبارات کے مطالعے میں مصروف رہا پھر وہ اٹھا اور بریف کیس کے ایک خفیہ خانے سے اس نے ایک ریوالور اور ایک چھوٹا سا ٹرانسمیٹر نما ڈبہ نکال کر اپنے کوٹ کی جیبوں میں رکھا اور پھر کمرے سے باہر آگیا۔ ہال سے ہوتا ہوا وہ گیٹ سے باہر آیا۔ چند لمحوں بعد ٹیکسی اسے جانکی بار کی طرف لے جا رہی تھی۔ اس نے یہی فیصلہ کیا تھا کہ وہ پہلے جانکی اور اس کے گروپ کی مدد سے کرنل فریدی اور اس کی فورس کی سرگرمیوں سے مکمل واقفیت حاصل کرے گا اور اس کے بعد اگر کرنل فریدی یہ فارمولا پہلے ہی حاصل کر چکا ہے تو وہ یہ فارمولا کرنل فریدی سے واپس حاصل کرنے کے لئے کام کرے گا اور اگر کرنل فریدی کو یہ فارمولا نہیں ملا تو پھر وہ خود کوٹھی میں داخل ہوکر فارمولا تلاش کرے گا۔ جانکی بار پہنچ کر اس نے ٹیکسی چھوڑ دی لیکن پھر بار میں جاتے جاتے اچانک اسے ایک خیال آیا تو اس کا رخ بار کے

بیرونی برآمدے میں موجود پبلک فون بوتھ کی طرف مڑ گیا۔ اس نے بوتھ میں داخل ہوکر پہلے مخصوص نمبر گھما کر انکوائری سے ڈاکٹر راجندر کی رہائش گاہ کا نمبر معلوم کیا اور پھر اس نے سکے ڈال کر نمبر ڈائل کر دیئے۔

"جی ڈاکٹر راجندر ہاؤس"۔۔۔۔ رابطہ قائم ہوتے ہی ایسی آواز سنائی دی کہ وہ سمجھ گیا کہ بولنے والا کوئی ملازم ہے۔

"بیگم صاحبہ سے بات کراؤ۔ میں پی۔ اے ٹو پرائم منسٹر بول رہا ہوں"۔۔۔۔ کروشو نے مقامی لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"جی۔ جی صاحب ابھی بات کراتا ہوں"۔۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر چند لمحوں بعد بھاری نسوانی آواز سنائی دی۔

"میں بیگم راجندر بول رہی ہوں"۔۔۔۔ بیگم راجندر کے لہجے میں حیرت تھی۔

"پرائم منسٹر صاحب بات کرنا چاہتے ہیں، ہولڈ کریں"۔۔۔۔ کروشو نے کہا اور پھر چند لمحے خاموش رہنے کے بعد اس نے لہجہ ایک بار پھر بدل لیا۔

"ہیلو بیگم راجندر"۔۔۔۔ کروشو نے کہا۔

"جناب میں بیگم راجندر ہی بول رہی ہوں"۔۔۔۔ دوسری طرف سے بیگم راجندر کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"کرنل فریدی صاحب کو تو آپ جانتی ہی ہوں گی بیگم راجندر"۔

کروشو نے کہا۔

"جی ہاں اچھی طرح جانتی ہوں۔ وہ ابھی تھوڑی دیر پہلے کوٹھی سے گئے ہیں۔" ـــــ بیگم راجندر نے جواب دیا اور کروشو بیگم راجندر کا جواب سن کر بے اختیار چونک پڑا۔

"اوہ میں نے اس لئے فون کیا تھا کہ انہوں نے آنا تھا اور تلاشی لینی تھی۔" ـــــ کروشو نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"جی وہ تلاشی لے کر جا چکے ہیں۔" ـــــ بیگم راجندر نے جواب دیا۔

"اوہ ٹھیک ہے، لیکن انہوں نے ابھی تک مجھے رپورٹ کیوں نہیں دی۔ کیا فارمولا انہیں مل گیا ہے۔" ـــــ کروشو نے کہا۔

"جی نہیں ـــــ فارمولا تو نہیں ملا البتہ کسی لاکر کی چابی ملی ہے حالانکہ ڈاکٹر صاحب کے نام کوئی لاکر نہیں تھا۔ لاکر میرے نام پر ہے اور اس کی چابی بھی میرے پاس ہے۔ میں نے وہ چابی بھی کرنل فریدی کو دکھائی ہے۔" ـــــ بیگم راجندر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اس چابی کے ساتھ بنک کا ٹوکن تو موجود ہو گا۔" ـــــ کروشو نے کہا۔

"جی نہیں ـــــ خالی چابی ہے۔ اسی لئے کرنل صاحب بھی پریشان تھے کہ یہ کس لاکر کی چابی ہو سکتی ہے۔" ـــــ بیگم

راجندر نے کہا۔

"تو کیا آپ سے ڈاکٹر صاحب نے علیحدہ لاکر کا ذکر نہیں کیا تھا۔" کروشو نے کہا۔

"جی نہیں ـــــ اور نہ ہی ڈاکٹر صاحب ایسے آدمی تھے کہ علیحدہ جا کر لاکر لیتے رہیں۔ یقیناً وہ چابی کسی اور کی ہو گی۔ ـــــ کرنل صاحب کہہ رہے تھے کہ وہ خود ہی تلاش کر لیں گے۔" ـــــ بیگم راجندر نے کہا۔

"او۔ کے شکریہ۔" ـــــ کروشو نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"اس کا مطلب ہے کہ اب کوٹھی کی تلاشی لینی فضول ہے۔ اگر وہاں فارمولا ہوتا تو کرنل فریدی جیسا آدمی لازماً اسے تلاش کر لیتا۔ اور لاکر کی چابی سامنے آنے کے بعد یہ بات طے ہو گئی کہ ڈاکٹر راجندر نے کسی خطرے سے بچنے کے پیش نظر فارمولا کسی خفیہ لاکر میں رکھا ہوا ہے جس کا علم سوائے ڈاکٹر راجندر کے اور کسی کو نہیں ہے اور ڈاکٹر راجندر مر چکا ہے۔ اس لئے اب دو ہی صورتیں ہو سکتی ہیں کہ پورے دارالحکومت کے بینکوں کے لاکرز کھلوا کر دیکھے جائیں جو ظاہر ہے کروشو کے لئے تو قطعی ناممکن تھا البتہ یہ کام کرنل فریدی آسانی سے کرا سکتا تھا اور اگر وہ لاکر نہ بھی کھلوائے تو وہ چابی کو ہر بنک میں بھجوا کر معلوم کر سکتا تھا کہ یہ چابی کس بنک کے لاکر کی ہو سکتی ہے کیونکہ کروشو جانتا تھا کہ ہر بنک میں موجود لاکرز بالکل اسی طرح علیحدہ نوعیت کے بنائے جاتے

ہیں جس طرح ہر تالا اندرونی ساخت کے لحاظ سے دوسرے سے
علیحدہ ہوتا ہے تاکہ ایک تالے کی چابی دوسرے کو نہ لگ سکے۔
اسی طرح ایک لاکر کی چابی کسی اور بنک کے لاکر کو نہیں لگ سکتی
ایک بار بنک کا علم ہو جائے تو پھر آسانی سے لاکر تلاش کیا
جاسکتا ہے چنانچہ اس نے ایک اور ہی فیصلہ کیا اور پھر وہ
فون بوتھ سے نکل کر جانکی بار کے اندر جانے کی بجائے واپس
باہر کی طرف چل پڑا۔ چند لمحوں بعد وہ ٹیکسی میں بیٹھا الیکٹرونک
مارکیٹ کی طرف بڑھا جا رہا تھا۔ وہ اب کرنل فریدی کی رہائش گاہ
میں ہونے والی تمام بات چیت ریکارڈ کرنا چاہتا تھا اور اس
کے لئے ظاہر ہے سپیشل قسم کے ڈکٹا فون کی ضرورت تھی اور
کروشو ان معاملات کا ماہر تھا۔ اسے معلوم تھا کہ کون کون سے عام
الیکٹرونک آلات خرید کر سپر قسم کا انتہائی طاقتور ڈکٹا فون تیار
کر سکتا ہے۔ الیکٹرونک مارکیٹ میں اپنے مطلب کی خریداری کرنے
کے بعد وہ واپس ہوٹل آگیا۔ اور پھر کمرہ بند کر کے اس نے ڈکٹا
فون کی تیاری شروع کر دی۔ دو گھنٹوں تک مسلسل مصروف رہنے
کے بعد وہ ایک مخصوص قسم کا ڈکٹا فون تیار کرنے میں کامیاب
ہو گیا۔ اس کی رینج بھی بے حد وسیع تھی اور اس کی ساخت بھی بس
ایک عام بٹن جیسی ہی تھی۔ اس کے ساتھ ہی اس نے اس کا
ریسیور بھی تیار کیا تھا جس میں ڈکٹا فون سے آنے والی آوازیں
ریکارڈ بھی کی جاسکتی تھیں۔ ڈکٹا فون اور ریسیور جیب میں ڈال
کر وہ ہوٹل سے نکلا اور پھر ٹیکسی میں بیٹھ کر وہ اس سڑک کے

پہلے چوک پر پہنچ کر ٹیکسی سے اتر گیا جس پر کرنل فریدی کی کوٹھی
تھی۔ چوک سے پیدل چلتا ہوا آگے بڑھتا گیا۔ اس کے ہاتھ میں
وہ ڈکٹا فون تھا اور ہاتھ کوٹ کی جیب میں تھا۔ کرنل فریدی کی
کوٹھی کے بڑے سے پھاٹک کے سامنے سے گزرتے ہوئے اس
نے ادھر ادھر دیکھا۔ دوسرے لمحے اس کا ہاتھ کوٹ کی جیب
سے باہر آیا اور اس نے بازو کو اس طرح فضا میں گھمایا ——— جیسے
بازو میں اچانک درد پیدا ہو جانے کی وجہ سے کوئی شخص بازو کو جھٹکا
دے کر گھماتا ہے۔ دوسرے لمحے اس کی مٹھی میں موجود چھوٹا سا
ڈکٹا فون فضا میں اڑتا ہوا کوٹھی کے اندر کہیں جا گرا اور کروشو اطمینان
سے آگے بڑھتا گیا۔ کچھ دور جا کر اس کی نظریں روڈ پر موجود ایک
درمیانے درجہ کے ہوٹل پر پڑیں تو وہ اس کے ین گیٹ کی طرف
بڑھ گیا۔ اور کچھ دیر بعد وہ اسی ہوٹل میں اپنے لئے ایک کمرہ ریزرو
کروا چکا تھا۔ جو کمرہ اس نے ریزرو کروایا تھا اس کا عقبی حصہ کرنل
فریدی کی کوٹھی کی طرف تھا۔ اس کمرے میں پہنچ کر کروشو نے
عقبی طرف موجود کھڑکی کھولی اور پھر کوٹ کی اندرونی جیب میں
موجود ڈکٹا فون کا ریسیور نکال کر اس نے اسے آن کیا اور پھر
اسے ایک سائیڈ پر موجود وارڈروب کے نیچے اس خانے میں اندر
کی طرف رکھ دیا جہاں جوتے رکھنے کا خانہ تھا۔ اس میں دو دو گھنٹوں
کی دو ٹیپیں موجود تھیں جو یکے بعد دیگرے خود بخود چل پڑتیں۔
اس طرح چار گھنٹے تک کرنل فریدی کی کوٹھی میں پیدا ہونے والی ہر
قسم کی آوازوں کا ریکارڈ اس تک پہنچ سکتا تھا۔ ریسیور رکھ کر

وہ مڑا اور پھر کمرے کو تالا لگا کر وہ ہال میں سے ہوتا ہوا گیٹ سے باہر آ گیا۔ ایک بار پھر ٹیکسی اسے ہوٹل رین بو کی طرف لئے جا رہی تھی۔ اب اس کے لئے جانکی بار جانا فضول تھا اس لئے اس نے ہوٹل میں جا کر چار گھنٹوں تک آرام کرنے کا فیصلہ کیا تھا تا کہ چار گھنٹوں بعد وہ یہاں واپس آ کر ٹیپ سنے۔ اس طرح اس کا خیال تھا کہ اسے یقیناً اس بات کا علم ہو جاتا کہ کرنل فریدی نے اس چابی سے لاکر کا سراغ لگایا ہے یا نہیں۔

کرنل فریدی زیرو فورس کے ہیڈ کوارٹر میں اپنے خاص کمرے میں بیٹھا ہوا تھا کہ میز پر رکھے ہوئے انٹرکام کی گھنٹی بج اٹھی۔ کرنل فریدی نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

" نمبر الیون سر " ——— انٹرکام رسیور سے ہیڈ کوارٹر انچارج نمبر الیون کی آواز سنائی دی۔

" یس ۔ کیا رپورٹ ہے " ——— کرنل فریدی نے سخت لہجے میں پوچھا۔

" باس دارالحکومت کے ان سارے بنکوں سے معلوم کر لیا گیا ہے جن میں لاکرز سسٹم موجود ہے، یہ چابی یہاں کے کسی لاکر کی نہیں ہے " ——— نمبر الیون نے جواب دیا۔

" کوئی بنک رہ تو نہیں گیا " ——— کرنل فریدی نے ہونٹ چباتے ہوئے پوچھا۔

"نو سر ـــ آٹھ مین برانچوں میں لاکر سسٹم ہے اور ان آٹھوں کو نہ صرف چیک کیا گیا ہے بلکہ ہر بنک کی مخصوص ساخت کی چابیوں کو بھی اس چابی کے ساتھ ملا کر بھی دیکھا گیا ہے۔ یہ ان سب سے مختلف ہے۔" ـــ نمبر الیون نے جواب دیا۔

"ایسا کرو کہ اپنے آدمی بھجوا کر ریلوے اور ایئر پورٹ پر جو امانت باکسز مسافروں کے لئے ہوتے ہیں ان کی بھی چیکنگ کرا لو، ہو سکتا ہے یہ چابی کسی امانت باکس کی ہی نہ ہو۔" ـــ کرنل فریدی نے کہا۔

"یس سر ـــ میں ابھی چیک کرا لیتا ہوں۔" ـــ نمبر الیون نے جواب دیا۔

"نور پور میں رہائشی غیر ملکی کا کیا ہوا۔" ـــ کرنل فریدی نے پوچھا۔

"وہ ڈارک روم میں پہنچ چکا ہے اور ٹامی کی نگرانی کے دوران یہ رپورٹ بھی ملی ہے کہ ٹامی جانگی کے اسسٹنٹ مارٹن کی مدد سے ڈاکٹر راجندر کی کوٹھی کی تلاشی لینے کا پروگرام بنا رہے ہیں۔ وہ رات کو یہ کام کرنا چاہتے ہیں۔" ـــ نمبر الیون نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے ـــ ان کی نگرانی جاری رکھو۔ اگر وہ کوٹھی کی تلاشی لیں تو انہیں لینے دی جائے لیکن واپسی کے بعد اس ٹامی کو ہیڈ کوارٹر پہنچ جانا چاہیے۔" ـــ کرنل فریدی نے

کہا اور رسیور رکھ کر وہ کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔ تھوڑی دیر بعد وہ اپنے دفتر سے نکل کر ڈارک روم میں پہنچ چکا تھا وہاں ایک لمبا تڑنگا اور سخت چہرے والا غیر ملکی کرسی پر بیہوش پڑا ہوا تھا۔ لوہے کی مضبوط کرسی میں اس کا جسم راڈز میں پھنسا ہوا تھا۔

"اسے ہوش میں لے آؤ نمبر سکس۔" ـــ کرنل فریدی نے کرسی گھسیٹ کر اس کے سامنے بیٹھتے ہوئے وہاں موجود نمبر سکس سے کہا اور نمبر سکس تیزی سے اس غیر ملکی کی طرف بڑھا۔ دوسرے لمحے اس نے اس کے چہرے پر زور دار تھپڑوں کی بارش کر دی۔ دسویں یا بارہویں تھپڑ پر غیر ملکی کے جسم میں حرکت پیدا ہوئی اور کرنل فریدی کے اشارے پر نمبر سکس پیچھے ہٹ گیا۔ چند لمحوں بعد غیر ملکی کی آنکھیں ایک جھٹکے سے کھلیں اور وہ حیرت سے اِدھر اُدھر دیکھنے لگا۔ کرنل فریدی خاموش بیٹھا اسے دیکھ رہا تھا۔ پھر غیر ملکی کی تیز نظریں کرنل فریدی پر جم گئیں۔ اس کی آنکھوں میں حیرت کے ساتھ ساتھ شدید الجھن کے تاثرات نمایاں تھے۔

"مجھے پہچانتے ہو۔" ـــ کرنل فریدی کا لہجہ بے حد سرد تھا۔

"نہیں ـــ تم کون ہو اور مجھے یہاں کیوں لا کر اس طرح باندھا گیا ہے۔" ـــ غیر ملکی نے ہونٹ چباتے ہوئے قدرے سخت لہجے میں کہا۔ اس کا لہجہ بتا رہا تھا کہ وہ اب

حیرت کے پہلے جھٹکے سے نکل آیا ہے۔

" میرا نام کرنل فریدی ہے اور تم اس وقت میری تحویل میں ہو "۔۔۔۔ کرنل فریدی نے اسی طرح سرد لہجے میں کہا۔

" ہوگا تمہارا نام کرنل فریدی ۔۔۔ لیکن تم مجھے یہاں کیوں لے آئے ہو "۔۔۔۔ اس آدمی کا لہجہ پہلے سے زیادہ سخت ہوگیا۔ اب وہ پوری طرح سنبھل گیا تھا۔

" تم نے ڈاکٹر راجندر کے اسسٹنٹ رمیش کو ٹامی کے ذریعے بلا کر اسے وہاں گولی مار کر ہلاک کر دیا اور اب ٹامی جانگی بار کے مالک جانگی کے اسسٹنٹ مارٹن کے ساتھ رات کو ڈاکٹر راجندر کی کوٹھی کی تلاشی لینا چاہتا ہے حالانکہ میں اس کی تلاشی پہلے ہی لے چکا ہوں اور وہ فارمولا جس کی تلاشی میں تم آئے ہو وہاں موجود نہیں ہے۔ تم میرے تین سوالوں کے جواب دے دو۔ ایک تو یہ کہ تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ اصل فارمولا ابھی تک ڈاکٹر راجندر کی لیبارٹری میں ہے۔ دوسرا یہ کہ تم نے رمیش کو گولی کیوں ماری اور تیسرا یہ کہ تمہارا تعلق ایکریمیا کی کس ایجنسی سے ہے "۔۔۔۔ کرنل فریدی نے اسی طرح سرد اور سپاٹ لہجے میں کہا۔

" کیسا فارمولا ۔۔۔ کون ڈاکٹر راجندر اور کون رمیش ۔۔۔ میں تو ایک سیاح ہوں۔ میرے کاغذات درست ہیں اور مجھے ایکریمین سفارت خانے کا تحفظ حاصل ہے۔ تمہارے ملک کو میرے اس طرح اغوا کرنے پر بھگتنا پڑے گا "۔۔۔۔ غیر ملکی

کا لہجہ بے حد سخت ہوگیا اور کرنل فریدی بے اختیار مسکرا دیا۔

" گڈ شو ۔۔۔ اس کا مطلب ہے کہ تم خاصے تربیت یافتہ آدمی ہو اور تم جیسے تربیت یافتہ افراد سے اپنے مطلب کی باتیں اگلوانا میری ہابی ہے نمبر سکس "۔۔۔۔ کرنل فریدی نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور آخر میں وہ ساتھ کھڑے اپنے آدمی سے مخاطب ہوگیا۔

" یس سر "۔۔۔۔ نمبر سکس نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

" آر۔ پی سانپ کا کیج لے آؤ "۔۔۔۔ کرنل فریدی نے تحکمانہ لہجے میں کہا اور نمبر سکس تیزی سے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

" میں تمہیں اس سانپ کے بارے میں کچھ تفصیلات بتا دوں یہ دنیا کا نادر سانپ ہے۔ اس کا زہر بڑے عجیب انداز میں انسانی جسم پر اثر کرتا ہے۔ اس کا اثر پیر کی انگلیوں کے پوروں سے شروع ہوتا ہے اور سب سے پہلے پیر کی انگلیاں گلنا شروع ہو جاتی ہیں۔ انگلیوں سے پیر اور پھر پنڈلیاں۔ پھر رانیں گل جاتی ہیں۔ تکلیف کا اندازہ تجربے کے دوران تمہیں خود ہی ہو جائے گا لیکن تم اس دوران مر نہ سکو گے بلکہ زندہ رہو گے۔ اس کے بعد ہاتھوں کی انگلیاں گلنا شروع ہو جائیں گی۔ پھر ہتھیلیوں کے بعد کلائیوں اور آخر میں پورے بازو گل جائیں گے۔ تم پھر بھی زندہ رہو گے۔ تمہارا درمیانہ جسم اسی طرح صحیح سالم رہے گا۔ جب بازو گل جائیں گے تو پھر اس

زہر کے اثرات سر کے بالوں پر نمودار ہوں گے۔ سر کے سارے بال یکلخت جھڑ کر نیچے گر پڑیں گے۔ پھر ناک اور کان گلنا شروع ہو جائیں گے۔ چہرے کی ساری کھال گل جائے گی صرف ہڈیاں باقی رہ جائیں گی اور بس اس کے بعد زہر کا اثر ختم ہو جائے گا۔ پھر تمہارے اس بھیانک سے جسم کو میں یہاں سے اٹھوا کر کسی بھی فٹ پاتھ پر پھنکوا دوں گا۔ تم دیکھ بھی رہے ہو گے، سن بھی رہے ہو گے لیکن نہ بول سکو گے کیونکہ زبان گل چکی ہو گی، نہ حرکت کر سکو گے۔ تمہارے جسم پر مکھیاں بھنبھنائی رہیں گی لیکن بازو نہ ہونے کی وجہ سے تم انہیں ہٹا نہ سکو گے۔ پھر آوارہ کتے تمہیں سڑکوں پر گھسیٹتے پھریں گے لیکن اصل بات یہ ہے کہ مرو گے تم پھر بھی نہیں۔" ـــــــ کرنل فریدی نے اس طرح مزے لے کر یہ ہولناک تفصیلات بتانی شروع کر دیں جیسے انہیں انسانی عذاب کی بجائے اس سانپ کے زہر پر ریسرچ سے زیادہ دلچسپی ہو۔

"خواہ مخواہ کی باتیں کر کے مجھ پر رعب ڈالنے کی کوشش نہ کرو۔ اگر تمہارا یہ خیال ہے کہ سانپ کا زہر مجھ پر اثر کرے گا تو یہ سن لو کہ ہمارے خون میں ایسی ادویات پہلے ہی پہنچا دی جاتی ہیں کہ جن کے بعد سانپ کا زہر تو کیا دنیا کا قاتل سے قاتل زہر ہم پر اثر انداز نہیں ہو سکتا بلکہ تم دیکھنا جیسے ہی یہ سانپ مجھے کاٹے گا، میری بجائے تمہارا یہ نادر و نایاب سانپ ہی ہلاک ہو جائے گا۔" ـــــــ غیر ملکی نے سخت لہجے

میں کہا اور کرنل فریدی مسکرا دیا۔

"تو تمہارا تعلق ایکریمیا کی رسٹی ایجنسی سے ہے، گڈ ـــ ایک بات تو تم نے بتا ہی دی۔" ـــــــ کرنل فریدی نے کہا۔

"اوہ تمہیں کیسے معلوم ہوا۔" ـــــــ غیر ملکی نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"مجھے معلوم ہے کہ صرف رسٹی ایجنسی کے افراد کو ایسے زہر پلائے جاتے ہیں کیونکہ رسٹی ایجنسی کے افراد زیادہ تر افریقہ کے خوفناک جنگلوں کے اندر مخصوص مشن سرانجام دیتے ہیں۔ ان علاقوں میں خوفناک سانپوں کی کثرت ہوتی ہے لیکن تمہیں ابھی تک آر۔ پی کے زہر کے بارے میں درست طور پر علم نہیں ہے۔ یہ بالکل منفرد انداز کا سانپ ہے۔" ـــــــ کرنل فریدی نے کہا۔ اسی لمحے نمبر سکس اندر داخل ہوا۔ اس کے ہاتھ میں شیشے کا ایک باکس تھا جس کے اوپر باریک باریک سوراخ بنے ہوئے تھے۔ اس کے اندر گہرے نیلے رنگ کا ایک سانپ موجود تھا جس کے جسم پر پیلے رنگ کے انتہائی خوبصورت دائرے بنے ہوئے تھے۔ دیکھنے میں یہ سانپ بےحد خوبصورت لگ رہا تھا۔ کرنل فریدی نے باکس کا ایک کونہ دبایا تو اس کا ڈھکن ایک جھٹکے سے کھل گیا۔ دوسرے لمحے کرنل فریدی نے ہاتھ اندر ڈالا اور بڑے ماہرانہ انداز میں اس نے سانپ کو گردن سے پکڑ کر باہر کھینچ لیا۔ سانپ کی آنکھیں گہری سرخ تھیں جیسے سرخ رنگ کے تیز بلب جل رہے ہوں اور اس

کی زبان بار بار باہر کو لپک رہی تھی۔ کرنل فریدی نے دوسرا
ہاتھ بڑے پیار بھرے انداز میں سانپ کے جسم پر اس طرح
پھیرا جیسے کوئی بچہ پالتو جانور کے جسم پر ہاتھ پھیرتا ہے۔

" دیکھا کس قدر خوبصورت سانپ ہے اور یہ بھی سن
لو کہ پوری دنیا میں صرف چند ہی افراد ہیں جن کے پاس یہ
سانپ ہے۔ میں نے بھی یہ سانپ قاہرہ کے ایک سانپوں کے
ماہر سے خریدا تھا۔ اس وقت یہ بچہ تھا اور تم شاید یقین نہ کرو
کہ اس کی قیمت کے عوض میں نے اسے دس کلو خالص سونا
تول کر دیا تھا" ـــــ کرنل فریدی نے اس طرح کہا جیسے بڑے
فخریہ انداز میں اپنا کوئی کارنامہ غیر ملکی کو سنا رہا ہو۔

" دیا ہوگا ـــ بڑے بڑے پاگل دنیا میں پڑے ہیں"ـــــ
غیر ملکی نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر ذرہ
برابر بھی خوف کے اثرات موجود نہ تھے۔ وہ واقعی انتہائی
مضبوط ترین اعصاب کا مالک تھا۔

" گڈ شو ـــ تمہارے اعصاب خاصے مضبوط ہیں اور میرے
لئے یہ تجربہ اس وجہ سے اور بھی زیادہ دلچسپ ہو جائے گا۔
آج سے پہلے جب بھی میں نے کسی انسان پر اس کا تجربہ
کیا ہے۔ وہ اسے دیکھ کر خوفزدہ ہو گیا تھا اس لئے صحیح لطف
نہ آسکا تھا۔ تم چونکہ رسٹی ایجنٹ ہو اس لئے تمہارے ذہن میں
یہ بات موجود ہے کہ تم پر کسی سانپ کا زہر اثر نہیں کر سکتا،
اس لئے بھی تم مطمئن ہو۔ اس طرح واقعی یہ ایک انوکھا تجربہ

ہوگا۔ مجھے اس سے آر۔ پی کے زہر کے اثرات کی ریسرچ
میں کافی مدد ملے گی"ـــــ کرنل فریدی نے چٹخارے
لیتے ہوئے کہا۔

اس کے انداز سے معلوم ہوتا تھا کہ اب اسے اصل معلومات
سے کوئی دلچسپی نہ رہی ہو بلکہ وہ اب سانپ کے زہر کے اثرات
پر انوکھے انداز میں ریسرچ کرنے کا لطف لے رہا ہو۔

" جو تمہارا جی چاہے کرتے رہو"ـــــ غیر ملکی نے اسی طرح
سخت لہجے میں کہا اور کرنل فریدی نے سانپ کو اس غیر ملکی
کے قریب فرش پر ایک مخصوص انداز میں چھوڑ دیا۔ اس کے
ساتھ ہی اس کے منہ سے ایک مخصوص انداز کی سیٹی کی آواز
سنائی دی اور سانپ تیزی سے غیر ملکی کی ٹانگ پر چڑھ کر
اوپر کو رینگنے لگا۔ سیٹی کی آواز جیسے جیسے تیز ہوتی جا رہی تھی
سانپ کی اوپر چڑھنے کی رفتار بھی تیز ہوتی جا رہی تھی۔ یوں
لگتا تھا جیسے سانپ سیٹی کی آواز پر ہلا ہوا ہو۔ غیر ملکی ہونٹ
بھینچے خاموش بیٹھا ہوا تھا۔ چند لمحوں بعد سانپ اس کی کرسی
کے بازو پر بندھے ہوئے ہاتھ پر جھپٹا اور غیر ملکی کے منہ سے
بے اختیار سسکاری سی نکلی۔ کرنل فریدی کا ہاتھ بجلی کی سی
تیزی سے حرکت میں آیا۔ اس نے بڑے ماہرانہ انداز میں سانپ
کو گردن سے پکڑا اور پھر اسے واپس باکس میں ڈال کر اس
نے ڈھکنا بند کر دیا۔

" اسے لے جاؤ اور جمشید سے کہنا اسے مخصوص خوراک

دے دے؛ ------ کرنل فریدی نے نمبر سکس سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس باس"۔ ------ نمبر سکس نمبر نے سانپ والا باکس اٹھایا اور مڑ کر کمرے سے باہر نکل گیا۔ غیر ملکی کی کلائی پر سانپ کے کاٹے کا نشان اب صاف دکھائی دے رہا تھا۔

"کیا محسوس ہو رہا ہے"۔ ------ کرنل فریدی نے مسکراتے ہوئے بڑے دوستانہ لہجے میں غیر ملکی سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"کیا محسوس ہوتا ہے"۔ ------ غیر ملکی نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"کم از کم تمہیں یہ تو تجربہ ہو گیا ہو گا کہ رسٹی ایجنٹ کو کاٹنے کے باوجود سانپ مرا نہیں ہے ورنہ تو سانپ دوسرے لمحے مردہ ہو جاتا۔ اس سے تم سمجھ سکتے ہو کہ یہ سانپ عام سانپوں کی طرح کا نہیں ہے"۔ ------ کرنل فریدی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کچھ بھی ہو ------ بہرحال تم مجھ سے کچھ معلوم نہیں کر سکو گے یہ بات طے ہے"۔ ------ غیر ملکی نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"صرف دو منٹ اور ٹھہر جاؤ' اس کے بعد بات ہو گی"۔ ------ کرنل فریدی نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر واقعی دو منٹ بعد غیر ملکی کے چہرے پر یکلخت شدید ترین تکلیف کے آثار نمودار ہونے لگے۔ اسی لمحے نمبر سکس اندر داخل ہوا۔

"نمبر سکس ------ ان صاحب کے بوٹ اور جرابیں اتار دو تاکہ

ان کے پیروں کی انگلیاں گلنے کی صحیح صورتحال میں چیک کر سکوں"۔ ------ کرنل فریدی نے نمبر سکس سے مخاطب ہو کر کہا۔

"تت تت تم ------ مجھ سے کچھ معلوم نہ کر سکو گے ------ کچھ نہیں"۔ یکلخت غیر ملکی نے ہذیانی انداز میں چیختے ہوئے کہا۔

"ارے ارے ابھی تو تم مطمئن بیٹھے ہوئے تھے۔ اب کیا ہو رہا ہے ------ ابھی تو آغاز ہے"۔ ------ کرنل فریدی نے بڑے طنزیہ انداز میں ہنستے ہوئے کہا۔

نمبر سکس نے انتہائی پھرتی سے اس کے بوٹ اور جرابیں اتار دی تھیں۔ اب اس کے دونوں پیر صاف دکھائی دے رہے تھے اور پھر غیر ملکی نے تیز تیز سانس لینے شروع کر دیئے۔ اب وہ ساتھ ساتھ کراہ بھی رہا تھا۔ اس کا چہرہ تیزی سے مسخ ہوتا جا رہا تھا اور آنکھیں پھیلتی جا رہی تھیں اور پھر اس کے حلق سے بے اختیار چیخیں نکلنے لگیں۔ چیخیں لمحہ بہ لمحہ بلند ہوتی جا رہی تھیں جیسے کسی ریڈیو کا والیوم خود بخود کھلتا جا رہا ہو۔

"حوصلہ کرو مسٹر ------ تم تو مضبوط اعصاب کے مالک ہو"۔ ------ کرنل فریدی نے مسکراتے ہوئے کہا لیکن دوسرے لمحے اس غیر ملکی کے حلق سے بے اختیار گالیوں کا ایک طوفان سا نکلنے لگا۔ وہ چیخنے کے ساتھ ساتھ کرنل فریدی کو بڑی فحش گالیاں دیتا جا رہا تھا لیکن کرنل فریدی مطمئن انداز میں بیٹھا تھا۔ اسے معلوم تھا کہ یہ بھی انسانی نفسیات کا خاصا ہے کہ جب تکلیف حد سے بڑھنے لگے تو پھر اخلاقیات کا مضبوط خول ٹوٹنے لگتا ہے اور

آدمی کی اصلیت سامنے آنے لگتی ہے۔ اسی لمحے واقعی غیر ملکی
کے پیروں کی ساری انگلیاں گلنا شروع ہو گئیں اور ان میں
سے زرد رنگ کے قطرے فرش پر ٹپکنے لگے۔ اب ہال کمرہ اس
غیر ملکی کی چیخوں سے گونج رہا تھا۔

"دیکھو — اپنے پیروں کی انگلیوں کو دیکھو۔ انہوں نے گلنا
شروع کر دیا ہے — ویری گڈ — اس کا مطلب ہے اب
صحیح معنوں میں زہر نے کام شروع کر دیا ہے" — کرنل
فریدی نے اس طرح خوش ہوتے ہوئے کہا جیسے کسی سائنسدان
کا کوئی انوکھا تجربہ کامیاب ہونا شروع ہو جائے تو وہ خوش
ہونے لگتا ہے۔

"بب بب بند کرو فار گاڈ سیک بند کرو۔ بچا لو مجھے، میں
سب کچھ سچ بتا دوں گا — بچا لو" — یکلخت غیر ملکی نے
ہذیانی انداز میں چیختے ہوئے کہا۔

"بتانا شروع کر دو مسٹر — میرے پاس اتنا وقت نہیں
ہے کہ میں پہلے تمہیں ٹھیک کروں پھر تم سے پوچھوں۔ جب
تم سب کچھ بتا دو گے تو میں زہر کا سرکٹ توڑ دوں گا، ورنہ نہیں۔
ابھی عارضی طور پر میں اسے معطل کر دیتا ہوں" — کرنل
فریدی نے کہا اور ہاتھ بڑھا کر اس کی ناک چٹکی سے بند
کر دی۔

"مم مم — میں بتاتا ہوں۔ میں رسٹی گروپ کا ایجنٹ نمبر
تھری ہوں۔ ڈاکٹر راجندر کا فارمولا یہاں پہنچا تو وہ کوڈ میں

تھا۔ جس ماہر نے اسے ڈی کوڈ کیا وہ ایکریمین ایجنٹ تھا۔
اس سے اطلاع ہمیں مل گئی پھر یہ بھی اطلاع مل گئی کہ وہ اصل
فارمولا نہ تھا۔ میں اور ٹامی تفریح کے لئے یہاں کافرستان آئے
ہوئے تھے چنانچہ ہمیں یہ مشن سونپا گیا کہ ہم اصل فارمولا حاصل
کر کے ایکریمیا بھجوا دیں۔ جانکی بار کا مارٹن نامی شخص میرا پرانا دوست
ہے چنانچہ اس کی مدد سے ہم نے ڈاکٹر راجندر کی کوٹھی کی تلاشی
لی لیکن وہاں سے کچھ نہ مل سکا۔ پھر ٹامی نے ڈاکٹر کے اسسٹنٹ
رمیش سے دوستی بڑھائی اور وہ اسے ساتھ لے کر نور پور میرے
اڈے پر آیا۔ رمیش کو بھی معلوم نہ تھا کہ فارمولا کہاں ہے مگر
رمیش نے بتایا کہ ڈاکٹر راجندر پاکیشیا کے کسی ڈاکٹر سرداور سے
ملنے گئے تھے اور فارمولا ساتھ لے گئے تھے۔ ڈاکٹر کی ذاتی فون
ڈائری میں ڈاکٹر سرداور کا نمبر موجود تھا۔ رمیش نے فون پر ڈاکٹر
سرداور سے بات کی، ڈاکٹر سرداور نے بتایا کہ انہیں فارمولے کا
علم نہیں ہے۔ البتہ ان سے یہ اشارہ مل گیا کہ ڈاکٹر راجندر پاکیشیا
میں کسی لاکر کی بات کر رہے تھے۔ اس پر ہم سمجھ گئے کہ ڈاکٹر
راجندر نے فارمولا پاکیشیا کے کسی بنک لاکر میں رکھ دیا ہوگا۔
چنانچہ رمیش کو گولی مار دی گئی اور ٹامی نے اب مارٹن کے ذریعے
رات کو کوٹھی کی تلاشی لینی تھی تاکہ اس لاکر کی چابی اور ٹوکن
حاصل کیا جا سکے، بس یہی بات ہے" — غیر ملکی نے
ناک بند ہونے کی وجہ سے غوں غوں جیسی آواز میں تفصیل یہ
بتاتے ہوئے کہا۔ ناک بند ہونے سے اس کا مسخ شدہ چہرہ یہاں

تیزی سے نارمل ہو گیا تھا جیسے اس کے جسم میں موجود خوفناک
تکلیف کا خاتمہ ہو گیا ہو۔

"تمہارا نام" ——— کرنل فریدی نے پوچھا۔

"میرا نام رچرڈ ہے" ——— غیر ملکی نے جواب دیا۔

"تم یہ فارمولا کس کے حوالے کرتے ——— اپنے چیف یا کسی
اور کے" ——— کرنل فریدی نے پوچھا۔

"نہیں ——— ہمیں کہا گیا تھا کہ ہم یہ فارمولا حاصل کر کے
ایکریمین سفیر کے حوالے کر دیں" ——— رچرڈ نے جواب
دیا۔

"ٹامی بھی رسٹی ایجنٹ ہے" ——— کرنل فریدی نے
پوچھا۔

"ہاں وہ میرا اسسٹنٹ ہے" ——— رچرڈ نے کہا۔

"او۔ کے مسٹر رچرڈ ——— تھینک یو" ——— کرنل فریدی
نے کہا اور اس کی ناک چھوڑ دی۔ رچرڈ کی حالت دوبارہ تبدیل
ہونے لگی۔

"اگر تم یہ باتیں پہلے بتا دیتے تو شاید میں تمہیں زندہ چھوڑ
دیتا لیکن اب آر۔ پی کے کاٹنے کے بعد اس کے زہر کے
سرکل کو عارضی طور پر معطل تو کیا جا سکتا ہے مکمل طور پر ختم
نہیں کیا جا سکتا لیکن چونکہ تم نے سب کچھ بتا دیا ہے اس لئے
تمہاری یہی امداد کر سکتا ہوں کہ تمہیں ہولناک اور عبرتناک انجام
سے دوچار ہونے سے بچا کر تمہاری موت کو آسان بنا دوں"

کرنل فریدی نے خشک لہجے میں کہا۔ رچرڈ کے حلق سے ایک
بار پھر چیخیں بلند ہونے لگی تھیں۔ کرنل فریدی نے جیب سے
ریوالور نکالا اور دوسرے لمحے دھماکے کے ساتھ ہی گولی
کرسی پر بیٹھے رچرڈ کے دل میں گھس گئی۔ اس کے جسم نے
دو تین بار زوردار جھٹکے کھائے اور پھر وہ ساکت ہو گیا۔

"نمبر سکس ——— اس کی لاش کو احتیاط سے اٹھا کر برقی
بھٹی میں ڈال دو۔ یہ انتہائی زہریلا ہو چکا ہے اور جمشید سے کہنا
کہ وہ فرش اور کرسی کو مخصوص کیمیکلز سے صاف کر دے" ———
کرنل فریدی نے کہا اور اٹھ کر بلیک روم کے دروازے کی
طرف بڑھ گیا۔ ایک نیا انکشاف ہوا تھا کہ یہ چابی کافرستان کی
کی بجائے پاکیشیا کے کسی بنک لاکر کی تھی اور وہ اب اس
سلسلے میں کام کرنا چاہتا تھا۔

دفتر میں آکر اس نے ابھی انٹرکام کی طرف ہاتھ بڑھایا ہی
تھا کہ گھنٹی بج اٹھی۔

"ہارڈ سٹون" ——— کرنل فریدی نے رسیور اٹھاتے
ہوئے کہا۔

"نمبر الیون بول رہا ہوں جناب ——— امانت باکسز بھی
چیک کر لئے گئے ہیں۔ یہ چابی ان باکسز کی بھی نہیں ہے"
رسیور سے نمبر الیون کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"ٹھیک ہے، وہ چابی مجھے بھجوا دو۔ اس غیر ملکی سے یہ
اشارہ مل گیا ہے کہ یہ چابی پاکیشیا کے کسی لاکر کی ہے۔ یہاں

کی نہیں ہے اور سنو ٹامی ایکریمیا کی ایک سپیشل ایجنسی رٹی کا ایجنٹ ہے۔ اسے اور اس کے ساتھی جانکی بار کے مارٹن دونوں کو گولیوں سے اڑا دو۔" ——— کرنل فریدی نے تیز لہجے میں کہا۔

"یس باس!" ——— نمبر الیون نے کہا اور کرنل فریدی نے رلیسیور رکھ دیا۔ وہ اب سوچ رہا تھا کہ کیا وہ لاکر کی تلاش میں عمران کی مدد حاصل کرے۔ یا اسے اپنے طور پر تلاش کرے کیونکہ اگر واقعی فارمولا صرف اس کے ملک کے لئے فائدہ مند ہوا تو پھر عمران خواہ مخواہ اس کے حصول کی ضد کرے گا اور ایک نیا چکر شروع ہو جائے گا۔ ابھی وہ اسی سوچ بچار میں تھا کہ کمرے کے دروازے پر دستک کی آواز سنائی دی۔

"یس کم اِن!" ——— کرنل فریدی نے چونک کر کہا۔ دوسرے لمحے دروازہ کھلا اور ایک نوجوان اندر داخل ہوا۔ اس نے کرنل فریدی کو سلام کر کے ہاتھ میں پکڑی ہوئی چابی میز پر رکھ دی اور پھر واپس چلا گیا۔ کرنل فریدی نے چابی اٹھائی اور پھر اسے غور سے دیکھنے لگا۔ وہ اس پر کسی ایسے نشان کو تلاش کر رہا تھا جس سے کسی خاص ملک کی نشاندہی ہو سکتی لیکن چابی پر کسی قسم کا معمولی سا نشان بھی موجود نہ تھا۔ کرنل فریدی نے طویل سانس لیتے ہوئے چابی جیب میں ڈالی اور پھر اٹھ کر دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اب وہ کوٹھی پہنچ کر اس بارے میں کوئی حتمی فیصلہ کرنا چاہتا تھا۔

کروشو سامنے ڈکٹا فون کا رلیسیور رکھے خاموش بیٹھا ہوا تھا۔ رلیسیور میں سے نکلنے والی آوازیں اس کے کانوں تک پہنچ رہی تھیں لیکن کوئی آواز بھی کرنل فریدی کی نہ تھی۔ سب ملازمین کی آوازیں تھیں۔ البتہ ایک آواز ایسی سنائی دی تھی جس نے کروشو کو چونکایا تھا لیکن پھر ملازم کے اسے کیپٹن کہنے پر وہ سمجھ گیا کہ یہ کرنل فریدی کے اسسٹنٹ کیپٹن حمید کی آواز ہے۔ وہ ملازم کو کوئی ہدایت دے رہا تھا۔ کروشو نے ایک بار پھر آنکھیں بند کر لیں۔ ٹیپ مسلسل چل رہا تھا اور کروشو اب واقعی بور ہو چکا تھا۔ گذشتہ دو گھنٹوں سے وہ یہ ٹیپ سن رہا تھا لیکن شاید کرنل فریدی نے کوٹھی میں نہ آنے کی قسم کھا لی تھی۔

"حمید کہاں ہے!" ——— اچانک ایک بھاری اور سخت

آواز سنائی دی۔ اور کروشو بے اختیار چونک کر سیدھا ہو گیا۔ اس کے چہرے پر چمک آ گئی تھی۔

"وہ باہر گئے ہیں جناب۔" ——— ملازم کی سہمی ہوئی آواز سنائی دی۔

"ہونہہ!" ——— پہلی آواز دوبارہ سنائی دی اور پھر ہلکے ہلکے قدموں کی آواز سنائی دیتی رہی۔ اس کے بعد کرسی گھسیٹنے اور اس پر کسی کے بیٹھنے کی آواز سنائی دی۔ پھر ایسی آواز آنے لگی جیسے نمبر ڈائل کئے جا رہے ہوں۔ کروشو کا اپنا تیار کردہ ڈکٹا فون واقعی انتہائی کامیابی سے کام کر رہا تھا۔ وہ ڈکٹا فون ٹین تو نجانے کوٹھی کے کس حصے میں تھا اور یہ فون اس سے نجانے کتنے فاصلے سے کیا جا رہا تھا لیکن اس کے باوجود ہلکی سے ہلکی آواز بھی اس طرح سنائی دے رہی تھی جیسے ڈکٹا فون اس فون کے اندر نصب ہو۔

"سلیمان بول رہا ہوں۔" ——— ایک مدھم سی آواز سنائی دی۔

"سلیمان، میں کرنل فریدی بول رہا ہوں ـــ کافرستان سے۔ عمران موجود ہے۔" ——— کرنل فریدی کی آواز سنائی دی۔

"اوہ کرنل صاحب آپ ـــ عمران صاحب ابھی مسجد گئے ہیں افطاری کا وقت ہونے والا ہے۔ وہ مغرب کی نماز کے بعد ہی آئیں گے۔" ——— سلیمان کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"اوہ اچھا ٹھیک ہے ـــ وہ آئے تو اسے کہنا کہ مجھے فون

کرے ایک ضروری بات کرنی ہے۔" ——— کرنل فریدی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رسیور رکھے جانے کی آواز سنائی دی۔

"پاکیشیا اور کافرستان میں آدھے گھنٹے کا فرق ہے اس لئے یہاں افطاری سے پہلے ہی اس کا فون آ جائے گا۔" ——— کرنل فریدی کی بڑبڑاتی ہوئی آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی قدموں کی آواز ابھری۔

"ہونہہ تو کرنل فریدی پاکیشیا میں علی عمران کو فون کر رہا تھا۔" کروشو نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔ وہ علی عمران کے بارے میں بھی جانتا تھا۔ اس کی فائل بھی اس نے پڑھ رکھی تھی اور فائل کے مطابق پاکیشیا کا علی عمران بھی کرنل فریدی سے کم مشہور نہ تھا۔ وہ بیٹھا انتظار کرتا رہا پھر تقریباً بیس منٹ بعد ٹیلیفون کی گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دی۔

"فریدی سپیکنگ۔" ——— کرنل فریدی کی آواز سنائی دی۔

"ابھی آپ کے ہاں تو افطاری کا وقت نہیں ہوا ہو گا۔ کیا بات ہے کیا روزہ بہت لگ رہا ہے کہ آپ نے کرنل کا لفظ کھا لیا ہے۔ ویسے آج تک میں نے کسی عالم سے یہ مسئلہ نہیں پوچھا کہ روزے کے دوران لفظ کھانے سے بھی روزہ ٹوٹتا ہے یا نہیں۔" ——— ایک چہکتی ہوئی آواز سنائی دی۔

"میرا خیال ہے مسجد میں کچھ زیادہ ہی کھا لیا ہے تم نے۔" ـــ

کرنل فریدی کی آواز سنائی دی۔ لہجے سے صاف محسوس ہو رہا تھا کہ کرنل فریدی مسکراتے ہوئے بات کر رہا ہے۔

"کیا کروں آغا سلیمان پاشا اپنی افطاری میں اس قدر مصروف ہوتا ہے کہ پہلے افطاری کرتا ہے، پھر افطاری ڈنر کرتا ہے اور پھر سحری بریک فاسٹ کی تیاری میں مصروف ہوتا ہے اور مجھے خالی افطاری کے انتظار میں ہی نیند آجاتی ہے اور سحری کے وقت بھی وہ مجھے اس وقت اٹھاتا ہے جب سحری بریک فاسٹ میں ٹھنڈی چائے کا ایک کپ باقی رہ جاتا ہے۔ اس لئے جناب مسجد کا ہی سہارا لینا پڑتا ہے۔ اللہ بھلا کرے محلے والوں کا ہم جیسے غریب روزہ داروں کا بھی خیال رکھ ہی لیتے ہیں:" —— عمران کی چہکتی ہوئی آواز سنائی دی۔

"عمران — میں نے ایک ضروری بات کے لئے فون کیا ہے اور چونکہ مجھے افطاری مل جاتی ہے اور اس کا وقت بھی اب قریب ہے اس لئے پہلے میری بات سُن لو — ڈاکٹر راجندر کا جو فارمولا کروشو لے گیا تھا وہ اصل فارمولا نہ تھا بلکہ ڈاکٹر راجندر کے ان تجربات کی یادداشتیں تھیں جو وہ فارمولے کے بعد کرتا رہتا تھا۔ میں باچان گیا تھا اور میں نے تقریباً اس کروشو کو تلاش کر ہی لیا تھا کہ مجھے یہ اطلاع ملی تو میں واپس آگیا۔ یہاں آکر میں نے خود ڈاکٹر راجندر کی لیبارٹری کی تلاشی لی۔ فارمولا تو نہ ملا البتہ ایک خفیہ خانے سے ایسی چابی مل گئی جو کسی لاکر کی لگتی ہے لیکن بیگم راجندر کا کہنا تھا کہ ڈاکٹر صاحب کا کوئی لاکر نہیں ہے۔

ایک لاکر ہے جو بیگم کے نام پر ہے اور اس کی چابی ان کے پاس موجود تھی۔ بہرحال میں نے کافرستان دارالحکومت کے سب وہ بنک چیک کرائے جن میں لاکر سسٹم تھا لیکن وہ چابی کسی بنک کے لاکر کی نہ تھی۔ اس کے بعد میں نے ریلوے اور ایئرپورٹ کے امانت باکسز بھی چیک کرائے لیکن وہاں بھی ناکامی ہوئی۔ اس دوران مجھے اطلاع ملی کہ ڈاکٹر راجندر کے اسسٹنٹ اور ان کے منہ بولے بیٹے رمیش کو ایک ایکریمی کار میں بٹھا کر مضافاتی قصبے نور پور لے گیا ہے۔ مزید تحقیقات پر پتہ چلا کہ وہاں ایک غیر ملکی پہلے سے موجود تھا اور انہوں نے رمیش کو گولی مار کر ہلاک کر دیا ہے۔ رمیش کی وجہ سے سلسلہ اس فارمولے تک جاتا تھا اس لئے میں چونک پڑا اور پھر میں نے اس غیر ملکی کو اغوا کرایا۔ اس پر تشدد ہوا تو معلوم ہوا کہ وہ ایکریمیا کی سپیشل ایجنسی رسٹی کا ایجنٹ ہے اور باچانی حکومت نے ڈاکٹر راجندر کا کوڈ فارمولا جس ماہر کو ڈی کوڈ کرنے کے لئے دیا تھا وہ ایکریمین ایجنٹ تھا اس نے اس فارمولے کی تفصیلات ایکریمیا بھجوا دیں۔ پھر انہیں یہ بھی معلوم ہو گیا کہ اصل فارمولا وہاں نہیں ہے چنانچہ وہ اور اس کا اسسٹنٹ یہاں فارمولا حاصل کرنے میرے باچان سے واپس پہنچنے سے پہلے انہوں نے ڈاکٹر راجندر کی تلاشی لی لیکن فارمولا انہیں نہ مل سکا۔ چنانچہ انہوں نے رمیش پر ڈورے ڈالے بقول ان کے رمیش بھی اس فارمولے سے واقف نہ تھا لیکن اس نے یہ بتا دیا کہ ڈاکٹر راجندر فارمولا لے کر پاکیشیا سرداور

سے ملنے گئے تھے. چنانچہ رمیش کے ذریعے انہوں نے ڈاکٹر
سرداور سے بات کی لیکن ڈاکٹر سرداور کو فارمولے کا علم نہ
تھا البتہ انہوں نے بتایا کہ ڈاکٹر راجندر نے کہا تھا کہ وہ پاکیشیا
میں کوئی لاکر لے رہے ہیں. اس سے یہ بات واضح ہوگئی کہ جو چابی
مجھے ملی ہے وہ پاکیشیا کے کسی بنک کے لاکر کی ہے اور یقیناً
وہ فارمولا اسی لاکر میں ہوگا. اب تم بتاؤ کہ کیا تم اس سلسلے میں
کوئی تعاون کرنا چاہتے ہو یا میں اپنے طور پر اس لاکر کو
تلاش کروں. لیکن یہ بات پہلے سن لو کہ اگر یہ فارمولا صرف
کافرستان کے لئے فائدہ مند ہوا تو پھر تم اس فارمولے کے
حصول کی ضد نہ کروگے. دوسری صورت میں میں وعدہ پر پابند
رہوں گا" ——— کرنل فریدی نے تیز تیز لہجے میں پوری تفصیل
بتاتے ہوئے کہا.

"مجھے آپ کے وعدے پر مکمل اعتماد ہے کرنل صاحب،
اور آپ دیکھیں گے کہ فارمولا بالکل ویسا ہی ہوگا جیسے میں نے
بتایا ہے. بہر حال آپ وہ چابی مجھے بھجوا دیں، میں اس لاکر
کو تلاش کرکے فارمولا آپ کو بھجوا دوں گا. وعدہ رہا کہ میں
اس کی کاپی نہ کراؤں گا" ——— عمران کی سنجیدہ آواز سنائی
دی.

"او. کے ——— میں کل کسی آدمی کے ہاتھ چابی بھجوا دوں گا.
خدا حافظ" ——— کرنل فریدی کی آواز سنائی دی اور اس
کے ساتھ ہی رسیور رکھنے کی آواز آئی اور کروشو نے ہاتھ

بڑھا کر ٹیپ آف کر دیا. اس کے چہرے پر جوش کے تاثرات
نمایاں تھے. وہ کچھ دیر تک بیٹھا سوچتا رہا پھر اس نے جلدی
سے ہاتھ بڑھایا اور میز پر رکھے ہوئے ٹیلی فون کا رسیور اٹھا لیا.

"یس سر" ——— دوسری طرف سے ہوٹل کے ایکسچینج
آپریٹر کی آواز سنائی دی.

"باچان ایک نمبر ملا دیجئے" ——— کروشو نے کہا اور
ساتھ ہی باچان کا ایک نمبر بتاتے ہوئے رسیور رکھ دیا. چند
لمحوں بعد گھنٹی بجی اور کروشو نے ہاتھ بڑھا کر دوبارہ رسیور
اٹھا لیا.

"باچان بات کیجئے" ——— آپریٹر کی آواز سنائی دی.
اور اس کے ساتھ ہی کلک کی آواز سنائی دی.

"یس ہوٹل رائل" ——— دوسری طرف سے بولنے
والے کے لہجے میں ہلکی سی کرختگی تھی.

"ناکو بول رہا ہوں کافرستان سے ——— کرسٹل سے بات کرائیے"
کروشو نے تیز لہجے میں کہا.

"اوہ یس سر" ——— دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر
چند لمحوں بعد کرسٹل کی آواز ابھری.

"کرسٹل بول رہا ہوں ناکو ——— خیریت ہے" ——— کرسٹل
کے لہجے میں حیرت تھی.

"کرسٹل پاکیشیا کے دارالحکومت میں ایک اہم کاروباری
سودے کا مسئلہ سامنے آگیا ہے. کوئی ٹپ ہو تو بتا دو، لیکن

"ٹپ فائنل ہو کیونکہ سودا کافی بڑا ہے۔" ——— کروشو نے کہا۔

"ہاں ہے ——— لانگ بیچ روڈ پر بقری سٹار کلب ہے، اس کے مالک کارلس سے مل لینا۔ میں اسے فون کر دیتا ہوں اسے ڈبل ٹپ سمجھو۔ صرف اپنا نام اسے بتا دینا۔ وہ تمہارا ہر قسم کا مسئلہ حل کر دے گا۔" ——— دوسری طرف سے کہا گیا۔

"او۔ کے ——— تھینک یو۔" ——— کروشو نے کہا، اور رسیور رکھ کر وہ اٹھا اور پھر اس نے اپنا سامان سمیٹنا شروع کر دیا۔ وہ اب فوری طور پر پاکیشیا جانا چاہتا تھا۔ اسے معلوم تھا کہ رات کو پاکیشیا کے لئے کوئی نہ کوئی فلائٹ مل جائے گی۔ اس کا پروگرام تھا کہ وہ وہاں جا کر اس کارلس کی مدد سے اس عمران کی مکمل نگرانی کرے گا اور پھر جیسے ہی عمران وہ فارمولا حاصل کرے گا وہ اس سے فارمولا حاصل کر لے گا، کیونکہ اب اس کے ذہن کے مطابق فارمولا حاصل کرنے کا آسان راستہ یہی تھا ورنہ دوسری صورت میں وہ پہلے چابی حاصل کر پھر پاکیشیا کے دارالحکومت کے سارے بنک چھانتا۔ پھر لاکر کا پتہ کرتا اور ظاہر ہے لاکر وہ قانونی طور پر نہ کھول سکتا تھا اس لئے اسے اور کوئی چکر چلانا پڑتا اور اس ساری بھاگ دوڑ سے یہی بہتر تھا کہ وہ عمران کی نگرانی کرے اور جب وہ فارمولا حاصل کر لے تو وہ اس پر جھپٹ پڑے۔

ظاہر ہے اسے عمران یا کرنل فریدی کو یہ تو علم نہ تھا کہ کروشو ان کے درمیان ہونے والی ساری بات چیت سن چکا ہے۔ اس لئے وہ ان کی بے خبری سے فائدہ اٹھاتے ہوئے آسانی سے فارمولا حاصل کر سکتا ہے۔ پاکیشیا جانے کے لئے اسے مزید کسی تردد کی ضرورت نہ تھی کیونکہ اس کے پاس سیاحت کا انٹرنیشنل پاسپورٹ تھا اور اس پاسپورٹ کے حامل شخص کے لئے خصوصی ویزے کی ضرورت نہ رہتی تھی۔

عمران نے کار نیشنل بنک کی مین برانچ کی سائیڈ میں
بنی ہوئی پارکنگ میں روکی اور پھر کار سے اتر کر اس نے
اسے لاک کیا اور تیز تیز قدم اٹھاتا بنک کی عمارت کی طرف
بڑھ گیا۔ بنک چونکہ ایک مصروف ترین بازار میں واقع تھا اس
لئے وہاں لوگوں کا خاصا ہجوم تھا۔ عمران تیز تیز قدم اٹھاتا بنک
کے مین گیٹ میں داخل ہوا اور پھر سیدھا جنرل منیجر کے کمرے
کی طرف بڑھ گیا۔ جنرل منیجر کے مخصوص کیبن کے باہر بیٹھی ہوئی
لیڈی سیکرٹری کے سامنے اس نے اپنا کارڈ رکھ دیا۔
" اوہ آپ ٹھیک ہے — تشریف لے جائیے، صاحب آپ
کے منتظر ہیں " —— لیڈی سیکرٹری نے کارڈ دیکھتے ہی
چونک کر کہا اور عمران سر ہلاتا ہوا کیبن کے دروازے کی
طرف بڑھ گیا۔ کرنل فریدی کا آدمی چابی صبح فلیٹ پر ہی

دے گیا تھا اور عمران نے چابی سر سلطان کو پہنچا دی تھی تاکہ وہ
سرکاری طور پر معلوم کر سکیں کہ یہ چابی کس بنک کے لاکر کی ہے
اور ابھی تھوڑی دیر پہلے سر سلطان کا چپراسی اسے فلیٹ میں آکر
چابی بھی دے گیا تھا اور ساتھ ہی سر سلطان کا پیغام بھی کہ یہ چابی
نیشنل بنک کی مین برانچ کے سپیشل لاکر کی ہے۔ عمران نے ٹیلیفون
پر سر سلطان سے بات کی تاکہ وہ جنرل منیجر کو کہہ کر لاکر کھلوانے اور
وہاں سے کاغذات لینے کے احکامات دے دیں اور پھر سر
سلطان کے واپس فون پر کہ جنرل منیجر کو احکامات دے دیئے گئے ہیں
وہ یہاں بنک میں آیا تھا۔
" علی عمران " —— کیبن میں داخل ہوتے ہی عمران نے
سنجیدہ لہجے میں بڑی سی میز کے پیچھے ادھیڑ عمر آدمی سے مخاطب
ہو کر کہا۔
" اوہ یس سر — تشریف لائیے۔ سر سلطان کے احکامات
مجھے موصول ہو چکے ہیں " —— جنرل منیجر نے اٹھ کر انتہائی
مودبانہ لہجے میں کہا اور عمران اس سے مصافحہ کر کے صوفے پر
بیٹھ گیا۔ جنرل منیجر نے انٹرکام رسیور اٹھا کر رضوی صاحب کو
بھیجنے کے لئے کہا اور چند لمحوں بعد ایک ادھیڑ عمر آدمی اندر
داخل ہوا۔
" رضوی صاحب —— عمران صاحب کی سپیشل لاکر تک رہنمائی
کیجئے اور سپیشل لاکر سے یہ جو کچھ بھی لینا چاہیں انہیں لینے
دیجئے۔ کسی دستخط وغیرہ کی ضرورت نہیں۔ یہ وزارت خارجہ کے

آدمی ہیں۔ اور سیکرٹری وزارت خارجہ کے خصوصی احکامات اُنہی کے سلسلے میں ہیں۔“ ——— جنرل مینجر نے آنے والے سے مخاطب ہو کر کہا۔

”یس سر — آئیے سر۔“ ——— رضوی صاحب نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا۔

”شکریہ۔“ ——— عمران نے کہا اور پھر رضوی کے ساتھ چلتا ہوا وہ جنرل مینجر کے دفتر سے باہر آ گیا چونکہ اس وقت وہ سر سلطان کا خاص نمائندہ بنا ہوا تھا اس لئے مجبوراً اس نے اپنے آپ پر سنجیدگی کا خول چڑھا رکھا تھا کیونکہ وہ جانتا تھا کہ سر سلطان ایسے معاملات میں بے حد پکّی واقع ہوئے ہیں۔ اور عمران کے مذاق سے ان کی وزارت کے رعب داب میں فرق پڑ سکتا تھا۔

رضوی نے کسی کلرک کو بلایا اور پھر اس سے سپیشل لاکر کی چابیاں طلب کیں۔ چابیاں آنے کے بعد وہ عمران کو ساتھ لے کر بنک کے ایک سائیڈ میں بنے ہوئے کمرے میں گیا۔ وہاں ایک دیوار میں لوہے کا ایک دروازہ موجود تھا۔ ایسا دروازہ جیسے تجوریوں کا ہوتا ہے۔ رضوی نے اس کے کی ہول میں یکے بعد دیگرے تین چابیاں ڈال کر مخصوص انداز میں گھمائیں اور پھر دروازہ کو دھکیل کر کھول دیا۔

”تشریف لے جائیے جناب — اندر سپیشل لاکر موجود ہے۔ اس کی چابی تو آپ کے پاس ہو گی۔“ ——— رضوی

نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

”جی ہاں۔“ ——— عمران نے کہا اور اندر داخل ہو گیا جبکہ رضوی باہر ہی رہا۔ وہ اس لاکر والے کمرے میں داخل نہ ہوا تھا۔ یہاں ایک طرف دیوار میں ویسا ہی دروازہ بنا ہوا تھا۔ عمران نے جیب سے چابی نکالی اور اس کے کی ہول میں ڈال کر اسے گھمایا تو کھٹاک کی آواز سنائی دی اور عمران نے دروازے کو کھینچا تو وہ کھل گیا۔ اب اندر واقعی ایک جہازی سائز کا لاکر نظر آ رہا تھا۔ لیکن اتنے بڑے لاکر میں صرف ایک لفافہ پڑا ہوا تھا۔ عمران نے لفافہ اٹھایا اور اسے کھولا تو اس کے اندر واقعی فارمولے کے کاغذات موجود تھے۔ عمران انہیں دیکھنے لگا۔ گو یہ کاغذات کوڈ میں تھے لیکن عمران یہ کوڈ آسانی سے پڑھ سکتا تھا۔ تھوڑی سی تفصیل دیکھتے ہی وہ سمجھ گیا کہ یہ واقعی ڈاکٹر راجندر کے ہاتھ کا لکھا ہوا بلائنک رینز کا خصوصی فارمولا ہے جس کی وجہ سے نباتاتی خلیات کی توانائی بڑھائی جا سکتی تھی۔ عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کاغذات دوبارہ لفافے میں ڈالے اور پھر لفافہ کوٹ کی اندرونی جیب میں ڈال کر اس نے لاکر بند کیا اور واپس بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا جہاں رضوی موجود تھا۔

”شکریہ رضوی صاحب۔“ ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا وہ بنک کے بیرونی دروازے کی طرف بڑھنے لگا۔ تھوڑی دیر بعد وہ بنک کے گیٹ سے نکل کر پارکنگ کی طرف بڑھا جا رہا تھا۔ بنک کا مین گیٹ سڑک پر تھا جب کہ

پارکنگ ایک سائیڈ پر بنی ہوئی تھی اس لئے فٹ پاتھ پر مو
ہجوم سے گزرتے ہوئے وہ آگے بڑھا ہی تھا کہ اچانک ک
نے پیچھے سے اسے زوردار دھکا دیا اور عمران اچھل کر سامنے
آنے والے ایک آدمی سے ٹکرایا اور پھر اسے ساتھ لیتا ہوا دو
پر موجود دوسرے آدمی سے جا ٹکرایا۔ دونوں آدمیوں کے حلق
بے اختیار چیخیں سی نکل گئیں لیکن عمران سنبھل گیا تھا۔ اس
نیچے گرنے سے بچ گیا تھا۔

"کیا ہوا — کیا ہوا" —— اردگرد لوگوں نے چیختے ہو
کہا۔

"کسی نے مجھے اچانک دھکا دیا ہے" —— عمران
تیزی سے مڑ کر دیکھا لیکن وہاں سب عام سے لوگ تھے' ا
سب حیرت سے کھڑے اسے دیکھ رہے تھے۔ ان میں سے ک
بھی ایسا آدمی نہ تھا جو مشکوک ہوتا۔ ہجوم چونکہ بڑھتا جا رہا تھ
قسم قسم کے سوالات شروع ہو گئے تھے اس لئے عمران ان
جان چھڑا کر تیزی سے آگے بڑھا' پھر جیسے ہی وہ پارکنگ ایر
میں داخل ہوا اچانک اس کے ذہن میں جیسے کسی بچھو نے ڈ
مارا اور اس کا ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے کوٹ کی اندرونی ج
کی طرف گیا اور دوسرے لمحے اس کے منہ سے ایک طویل س
نکل گیا۔ جیب سے فارمولے والا لفافہ غائب تھا۔ اب عمران کو د
لگنے کی وجہ سمجھ میں آ گئی تھی۔ یہ یقیناً کسی ماہر جیب تراش
کام تھا۔ اس نے مخصوص انداز میں عمران کو دھکا دیا اور پھ

نیچے گرتے ہوئے عمران کے کوٹ کی جیب سے لفافہ پار کر لیا
گیا۔ کوٹ کے بٹن چونکہ کھلے ہوئے تھے اس لئے کام آسانی
سے مکمل ہو گیا۔ عمران کے چونکہ ذہن کے کسی بعید ترین گوشے
میں بھی یہ بات نہ تھی کہ اس طرح بھی فارمولا اڑایا جا سکتا ہے
اس لئے وہ جیب تراش اپنے کام میں کامیاب ہو گیا۔ عمران کے
ہونٹ بے اختیار بھنچ گئے۔ بڑے بڑے جغادری مجرموں اور سیکرٹ
ایجنٹوں کے ہاتھوں مار نہ کھانے والا عمران آج ایک جیب تراش
کے ہاتھوں مار کھا گیا تھا۔ وہ تیزی سے کار کی طرف لپکا اور پھر
تھوڑی دیر بعد اس کی کار تیزی سے سڑک پر دوڑتی ہوئی سٹی
پولیس اسٹیشن کی طرف اڑی جا رہی تھی جو وہاں سے تھوڑے ہی
فاصلے پر تھا۔ سٹی پولیس اسٹیشن کی عمارت میں کار روک کر وہ اترا
ہی تھا کہ ایک کمرے سے اسے انسپکٹر شاہد نکلتا ہوا نظر
آیا۔ انسپکٹر شاہد سے وہ بخوبی واقف تھا۔ وہ پہلے فیاض کا ماتحت
تھا پھر اسے پولیس میں شفٹ کر دیا گیا تھا۔

"عمران صاحب آپ اور یہاں — خیریت" —— انسپکٹر
شاہد نے عمران کو دیکھتے ہی انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"شریف آدمی ہوں اس لئے تھانے آنا ہی پڑتا ہے —
بدمعاش ہوتا تو تھانے والے میرے گھر پر حاضری دیتے" ——
عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور انسپکٹر شاہد بے اختیار ہنس
پڑا۔

"آئیے آئیے — آپ جیسے شریف آدمیوں کے لئے تو

تھانہ بنایا گیا ہے۔" ——— انسپکٹر شاہد نے ہنستے ہوئے کہا
اور پھر عمران کو لے کر دوبارہ اسی کمرے میں آگیا جو شاہد کا
دفتر تھا۔

"یہاں کے انچارج تم ہو؟" ——— عمران نے سنجیدہ لہجے
میں کہا۔

"جی ہاں — آپ کا خادم فرمایئے؟" ——— انسپکٹر شاہد نے
بھی سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

"ابھی نیشنل بنک سے باہر نکلتے ہی میرے ساتھ ایک
واردات ہو گئی ہے۔ میری جیب میں اہم ترین کاغذات کا ایک
لفافہ تھا کہ اچانک کسی نے مجھے دھکا دیا اور پھر جب میں
سنبھلا تو وہ لفافہ غائب تھا۔ مجھے چونکہ ایسی واردات کی قطعی
توقع نہ تھی اس لئے ایسا ہو گیا اور اب وہ لفافہ میں نے فوری
برآمد کرنا ہے یہ یقیناً کسی ماہر جیب تراش کا کام ہے اور اب تم بتاؤ
گے کہ اس علاقے میں جیب تراشوں کے کون کون سے گروہ
کام کرتے ہیں؟" ——— عمران نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے
کہا۔

"لفافہ آپ کی کوٹ کی کونسی جیب میں تھا؟" ——— انسپکٹر
شاہد نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں پوچھا۔

"کوٹ کی اندرونی جیب میں ——— لیکن کوٹ کے بٹن کھلے
ہوئے تھے؟" ——— عمران نے جواب دیا اور انسپکٹر شاہد نے
سر ہلاتے ہوئے میز پر رکھی گھنٹی پر ہاتھ مارا۔ دوسرے لمحے

ایک سپاہی اندر داخل ہوا۔

"سب انسپکٹر اسلم کو بلاؤ؟" ——— انسپکٹر شاہد نے کہا اور
سپاہی سر ہلاتا ہوا باہر نکل گیا۔

"یہ یقیناً کسی جیب تراش گروہ کی واردات ہے۔ آپ بنک
سے نکلے ہوں گے اور لفافہ خاصا موٹا ہو گا اس لئے انہوں نے آپ
کو موٹی اسامی سمجھا اور واردات کر گزرے۔ سب انسپکٹر اسلم اس
علاقے کا پرانا آدمی ہے اور ان جیب تراشوں کے بارے میں اسے
مکمل معلومات حاصل ہیں، ابھی معلوم ہو جائے گا؟" ——— انسپکٹر
شاہد نے کہا۔

اور عمران نے بھی اثبات میں سر ہلا دیا۔ انسپکٹر شاہد کا تجزیہ
درست تھا اور عمران کا بھی یہی خیال تھا کہ جیب تراشوں نے
کاغذوں سے بھرے ہوئے اس لفافے کو نوٹوں والا لفافہ سمجھ کر
اڑایا ہو گا۔ چند لمحوں بعد ایک ادھیڑ عمر سب انسپکٹر اندر داخل ہوا
اور اس نے انسپکٹر شاہد کو سلام کیا۔

"انسپکٹر اسلم ان سے ملو، یہ ڈائریکٹر جنرل سنٹرل انٹیلی جنس
سر رحمٰن کے صاحبزادے علی عمران ہیں؟" ——— انسپکٹر شاہد
نے عمران کا تعارف کرواتے ہوئے کہا اور سب انسپکٹر اسلم نے سر
رحمٰن کا عہدہ اور نام سنتے ہی بوکھلا کر عمران کو باقاعدہ سیلوٹ کر دیا۔
عمران مسکرا دیا، ظاہر ہے پولیس والوں کی نظر میں عمران کی اپنی کیا
حیثیت ہو سکتی تھی۔ ان کے لئے تو سر رحمٰن کا عہدہ ہی صحیح تعارف
تھا اور پھر انسپکٹر شاہد نے عمران کے ساتھ ہونے والی واردات کی

تفصیل بتا دی۔

"اوہ عمران صاحب ۔۔۔ یہ لازماً بشیرے پہلوان کے گروہ کی واردات ہے۔ وہی اس علاقے میں وارداتیں کرتا ہے اور ان کا طریقہ کار بھی بالکل ایسا ہی ہے۔ میں معلوم کرتا ہوں جناب، بے فکر رہیں، ابھی آپ کا لفافہ مل جائے گا" ۔۔۔ سب انسپکٹر اسلم نے کہا اور تیزی سے دفتر سے باہر نکل گیا۔

"کمال ہے ۔۔۔ پولیس کو اس قدر معلومات حاصل ہوتی ہیں، اس کے باوجود بھی وارداتیں ہوتی ہیں" ۔۔۔ عمران نے حیران ہو کر کہا۔

"بس یہی بات نہ پوچھئے عمران صاحب ۔۔۔ میں تو اپنا تبادلہ پولیس میں کرا کر پچھتا رہا ہوں۔ وہاں انٹیلی جنس میں تو صرف فیاض صاحب کو برداشت کرنا پڑتا تھا۔ یہاں تو اوپر سے نیچے تک فیاض صاحب بھرے ہوئے ہیں" ۔۔۔ انسپکٹر شاہد نے بڑے لطیف پیرائے میں اصل بات کر دی اور عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

پھر تقریباً ایک گھنٹے بعد سب انسپکٹر اسلم واپس آیا تو اس کے چہرے پر زلزلے کے آثار نمایاں تھے۔

"جناب بڑی خوفناک واردات ہو گئی ہے۔ عمران صاحب کی جیب سے لفافہ مائیکل جیب تراش اور اس کے ساتھیوں نے اڑایا تھا۔ وہ تین تھے، لفافہ لے کر وہ جیسے ہی ایلگن روڈ کی تیسری گلی میں پہنچے ان تینوں کو گولی مار کر ہلاک کر دیا گیا اور لفافہ

غائب ہے۔ گولی مارنے والے کا پتہ نہیں چل سکا۔ میں نے پوری تفتیش کی ہے۔ ان کے چوتھے ساتھی کو میں ساتھ لے آیا ہوں جو ان کے پیچھے تھا۔ لفافہ اس کے سامنے نکالا گیا ہے اور وہ ان کے پیچھے ایلگن روڈ گیا لیکن یہ ان سے کافی پیچھے تھا تاکہ ٹکٹکی باندھ سکے۔ جناب ٹکٹکی باندھنا ان جیب تراشوں کی مخصوص اصطلاح ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ نگرانی کرنا کہ کوئی واردات کرنے والوں کے پیچھے تو نہیں۔ یہ ایلگن روڈ کی تیسری گلی کے قریب پہنچا ہی تھا کہ گلی سے فائرنگ کی آوازیں اور انسانی چیخیں سنائی دیں۔ جب یہ دوڑ کر وہاں گیا تو وہ تینوں زمین پر پڑے تڑپ رہے تھے اور لفافہ غائب تھا" ۔۔۔ سب انسپکٹر اسلم نے تیز تیز لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا اور عمران کے ہونٹ بھینچ گئے۔ اس کا مطلب ہے کہ یہ عام جیب تراشی کی واردات نہ تھی بلکہ لفافہ اڑانے کے لئے باقاعدہ منصوبہ بندی کی گئی تھی۔

"آ جاؤ اندر ٹینو" ۔۔۔ سب انسپکٹر نے بات ختم کرتے ہی دروازے کی طرف دیکھتے ہوئے زور سے کہا اور دوسرے لمحے ایک دبلا پتلا سا نوجوان اندر داخل ہوا۔ وہ بری طرح سہما ہوا تھا۔

"تمہارا نام ٹینو ہے" ۔۔۔ عمران نے سخت لہجے میں پوچھا۔

"جی صاحب" ۔۔۔ ٹینو نے سہمے ہوئے لہجے میں جواب دیا۔

"اس گروہ کا لیڈر کون تھا؟" ——— عمران نے

"مائیکل جناب ——— اس کے ساتھ پیٹر اور بشیرا تھا۔"
ٹینو نے جواب دیا۔

"تم کس وقت بنک کے سامنے پہنچے تھے؟" ———
نے پوچھا۔

"جناب ——— جب آپ بنک پہنچے تھے تو ہم وہاں مو
تھے۔ بشیرے نے آپ کے متعلق اشارہ کیا تھا پھر پیٹر آ
کے پیچھے بنک میں گیا تھا اور آپ کے ساتھ ہی باہر آیا
اس نے مائیکل کو بتایا کہ لفافہ آپ کے کوٹ کی اندر وا
جیب میں ہے۔ اس پر بشیرے نے آپ کو دھکا دیا۔ پیٹر
سائیڈ پر آپ کو سنبھالا اور مائیکل نے لفافہ نکالا اور پھ
جب آپ کار کی طرف گئے تو ہم ایگن روڈ کی طرف چلے
میں پیچھے تھا۔ پھر کسی نے ان تینوں کو گلی میں گولی مار دی
جب میں پہنچا تو وہ تینوں تڑپ رہے تھے اور لفافہ موجو
نہ تھا۔" ——— ٹینو نے جواب دیا۔

"تمہیں کس نے یہ واردات کرنے کے لئے کہا تھا؟" ———
عمران نے پوچھا۔

"جناب بشیرا اسامی دار ہے، وہی شکار تاڑتا تھا۔ ا
نے کہا تھا۔ میں اور مائیکل بس اسٹینڈ پر کھڑے تھے
بشیرا آیا۔ اس نے مائیکل سے بات کی اور پھر ہم سب وہا
بنک کے سامنے آگئے۔ پھر آپ کی کار آئی۔ بشیرا ہم سے ہ

کھڑا تھا۔ اس نے اشارہ کیا۔" ——— ٹینو نے جواب دیتے ہوئے
کہا۔

"سنو ٹینو ——— میری بات غور سے سنو، اس لفافے میں انتہائی
اہم سرکاری کاغذات تھے اور ہم نے لفافہ ہر صورت میں برآمد کرنا
ہے، سمجھے۔ میں تمہارے ساتھ ایک رعایت کر سکتا ہوں کہ اگر تم
بتا دو کہ وہ لفافہ کون لے گیا ہے تو یہ تمہارے لئے بہتر ہوگا، ورنہ
یاد رکھو پستول ڈال کر ان تینوں کا قتل تم پر ڈال دوں گا اور تمہیں ہر
صورت میں پھانسی ہو جائے گی۔ اس لئے بہتر یہی ہے کہ لفافے کے
بارے میں جو کچھ بتا سکتے ہو بتا دو اگر تم نے کوئی خاص بات بتا دی
تو میں تمہیں چھوڑ بھی دوں گا۔" ——— انسپکٹر شاہد نے غراتے ہوئے
لہجے میں کہا۔

"ج ج جناب ——— جب میں بشیرے کے پاس پہنچا جو ابھی
زندہ تھا تو بشیرے نے تڑپتے ہوئے مجھے کہا کہ انہیں گولی کارلس
کے آدمی کامرے نے ماری ہے اور لفافہ بھی وہی لے گیا ہے۔"
ٹینو نے ہاتھ جوڑ کر گھگھیاتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"کارلس ——— یہ کون ہے۔" ——— انسپکٹر شاہد نے سب
انسپکٹر اسلم کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

"کارلس لانگ بیچ روڈ پر تھری سٹار کلب کا مالک ہے، بہت
مشہور آدمی ہے جناب۔ اس کے ہاتھ بے حد لمبے ہیں۔" ———
سب انسپکٹر اسلم نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے ——— اگر وہ ملوث ہے تو میں اس سے خود

ہی وصول کرلوں گا ___ تعاون کا شکریہ" ___ عمران نے
تیزی سے اُٹھتے ہوئے کہا اور پھر کسی سے بات کئے بغیر وہ تقریباً
دوڑنے کے سے انداز میں انسپکٹر شاہد کے کمرے سے نکلا اور
دوڑتا ہوا ایک طرف کھڑی اپنی کار کی طرف بڑھ گیا۔

"شکریہ کارلس ___ تم نے واقعی حق ادا کر دیا ہے" ___
کروشو نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کارلس کے ہاتھ سے
لفافہ لیتے ہوئے کہا۔ وہ اس وقت نغری سٹار کلب کے نیچے بنے
ہوئے مخصوص تہہ خانے میں موجود تھے۔ لفافہ ابھی کارلس کا کوئی
آدمی آکر دے گیا تھا۔ پاکیشیا آتے ہی کروشو نے کارلس سے رابطہ
قائم کیا اور پھر اس نے کارلس کو جب ساری تفصیل بتائی تو کارلس
نے کام کرنے کی حامی بھرلی۔ کارلس کے آدمیوں نے رات کو ہی
عمران کے فلیٹ کے باہر ٹیلی فون کے کھمبے پر چڑھ کر اس کا فون
ٹیپ کرنے کے انتظامات کر لئے تھے اور جب فون کے ذریعے
انہیں معلوم ہو گیا کہ لاکر نیشنل بنک کی مین برانچ میں ہے اور
عمران خود نیشنل بنک جا رہا ہے تو کارلس نے واقعی بڑا سادہ

لیکن فول پروف منصوبہ تیار کیا اور پھر اس کے آدمیوں نے
واقعی انتہائی حیرت انگیز کامیابی سے اسے مکمل کرلیا۔ اس کے
لئے اس نے ایک ماہر جیب تراش گروپ کو ہائر کرلیا تھا لیکن
جب انہوں نے واردات مکمل کر لی تو کارلس کے آدمیوں نے
اس گروپ کو گولیوں سے اڑا کر وہ لفافہ اڑا لیا۔ اس طرح اس
گروپ کا خاتمہ ہو جانے سے وہ بھی محفوظ ہو گئے تھے اور کام بھی
ہو گیا تھا۔ کروشو اس دوران کارلس کے ساتھ ہی رہا تھا لیکن کارلس
کو باقاعدہ فون پر اطلاعات دی جا رہی تھیں اور اب وہ اہم ترین
فارمولا کارلس تک پہنچ کر کروشو کی جیب میں پہنچ گیا تھا۔

"کوئی بات نہیں جناب ناکو۔ کرسٹل کے لئے تو میری جان
بھی حاضر ہے۔ یہ تو معمولی بات تھی" ___ کارلس نے
مسکراتے ہوئے کہا۔

"تم نے جس ذہانت سے منصوبہ بندی کی ہے اس سے تو
پتہ چلتا ہے کہ تم پہلے بھی ایسے کاموں میں ملوث رہے ہو" ___
کروشو نے کہا۔

"آپ کو شاید علم نہیں مگر کرسٹل جانتا ہے کہ میں پہلے
ایک سپیشل ایجنسی سے متعلق رہا ہوں لیکن پھر ایک حادثے میں
میرا ایک ہاتھ کٹ گیا تو میں نے ایجنسی چھوڑ دی۔ اس کے بعد میں
کافی عرصہ جاپان میں رہا ہوں پھر یہاں پاکیشیا میں آگیا۔ یہاں منشیات
کی سمگلنگ کا بڑا سکوپ ہے۔ اس لئے یہاں میں اس دھندے
سے منسلک ہوں اور میرا کاروبار خاصا اچھا جا رہا ہے" ___

کارلس نے جواب دیا اور کروشو نے سر ہلا دیا۔

"او۔ کے، اب مجھے اجازت ــــ میں نے واپسی کا بھی پروگ
بنانا ہے"۔ ــــ کروشو نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"آپ نے بتایا تو نہیں کہ آپ کہاں ٹھہرے ہوئے ہیں ا
روانگی کے لئے کوئی مسئلہ ہو تو مجھے بتایئے"۔ ــــ کارلس نے
بھی اُٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

"میں رات کو پہنچا تھا اور سیدھا تمہارے پاس آ گیا تھا او
اب یہاں سے سیدھا ملک سے باہر جاؤں گا۔ روانگی کا انتظام
میں نے پہلے ہی کر رکھا ہے، اس لئے شکریہ"۔ ــــ کروشو
نے کہا اور پھر کارلس سے مصافحہ کر کے وہ بیرونی دروازے
طرف مڑ گیا۔

تھوڑی دیر بعد وہ کیفے سے نکل کر اس طرف بڑھتا گیا جہ
ٹیکسی سٹینڈ تھا۔ اس نے اپنی مخصوص محتاط فطرت کے تحت
کارلس کو بھی نہ بتایا تھا کہ وہ ایئر پورٹ سے اتر کر پہلے ہو
شہزاد میں ٹھہرا تھا اور پھر وہاں سے وہ تھری سٹار کلب پہنچا
اس کا سامان بھی وہیں موجود تھا لیکن ہوٹل سے نکل کر اس
ایک پبلک لیٹرین میں ماسک میک اپ کر لیا تھا۔ اس لئے ج
وہ کارلس سے ملا تو بالکل مختلف میک اپ میں تھا۔ ٹیکسی ڈرا
کو اس نے مین مارکیٹ جانے کے لئے کہا تھا کیونکہ وہاں پہ
وہ ایک بار پھر اپنا حلیہ بدل لینا چاہتا تھا تاکہ کارلس سے
اس کا تعلق ہر طرح سے ختم ہو جائے۔ مارکیٹ چوک پر ا

نے ٹیکسی چھوڑ دی اور تیز تیز قدم اٹھاتا وہ مارکیٹ میں موجود رش
میں شامل ہو گیا۔ کروشو نے ایک ڈیپارٹمنٹل سٹور سے ریڈی
میڈ سوٹ خریدا اور پھر اس کا بیگ اٹھائے وہ ایک ڈیپارٹمنٹل
سٹور میں داخل ہوا۔ یہاں بھی اس نے معمولی سی خریداری
کی اور پھر سٹور کے باتھ روم میں جا کر اس نے نہ صرف
اپنا ماسک اتار دیا بلکہ اپنا موجودہ لباس اتار کر نیا خریدا ہوا
لباس پہن لیا، اب نہ صرف اس کا حلیہ مکمل طور پر بدل چکا
تھا بلکہ لباس بھی پہلے کی نسبت یکسر تبدیل ہو گیا تھا۔ فارمولے
والا لفافہ اس نے حفاظت سے کوٹ کی اندرونی جیب
میں رکھا لباس کی جیبوں میں موجود تمام سامان بھی وہ نئے
کوٹ میں منتقل کر چکا تھا پھر اس نے اترا ہوا لباس
اور ماسک کو شاپنگ بیگ میں رکھا اور بیگ اٹھائے وہ
باتھ روم سے باہر آ گیا۔ سٹور میں اس قدر رش تھا کہ
اسے یقین تھا کہ کسی نے اس کی طرف توجہ نہ کی ہو گی۔
سٹور سے نکل کر وہ اسی طرح پیدل چلتا ہوا مارکیٹ میں
آگے بڑھتا رہا۔ کافی آگے آ کر اس نے ٹیکسی ہائر کی اور ہوٹل
شہزاد کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ اپنے کمرے میں پہنچ
چکا تھا۔ اس نے شاپنگ بیگ کہیں پھینکا نہ تھا بلکہ ساتھ لے
آیا تھا۔ اسے معلوم تھا کہ عمران اب پاگلوں کی طرح پورے شہر
میں لفافے کو تلاش کرتا پھر رہا ہو گا۔ گو اسے یقین تھا کہ عمران
اگر کسی بھی طرح کارلس تک پہنچ بھی گیا تب بھی وہ کسی طرح اس

تک نہ پہنچ سکے گا لیکن وہ جانتا تھا کہ اگر یہ ماسک یا لباس اس کے ہاتھ لگ گیا تو پھر وہ اسے لازماً ڈھونڈھ نکالے گا۔ اس لئے وہ اس شاپنگ بیگ کو ساتھ لے آیا تھا۔ اس نے کمرے میں پہنچتے ہی دروازہ بند کیا اور پھر باتھ روم میں آ کر اس نے وہ لباس اور ماسک دونوں کو لائٹر سے آگ لگا کر راکھ میں تبدیل کر دیا۔ راکھ کو فلش میں بہا کر وہ اب پوری طرح مطمئن ہو چکا تھا۔ اب اس لفافے کو پاکیشیا سے نکال کر لے جانے کا مسئلہ تھا لیکن کروسٹو کسی بھی کام میں جلدی کرنا نہیں چاہتا تھا۔ اس نے لفافہ کمرے کے فرش پر بچھے ہوئے قالین کے ایک کونے کے نیچے رکھا اور پھر کمرے سے باہر آ گیا۔ تھوڑی دیر وہ ٹیکسی میں بیٹھ کر اس مارکیٹ تک پہنچ گیا تھا جہاں جدید کیمرے فروخت کرنے والی بڑی بڑی دکانیں تھیں۔ ان دکانوں پر گھومنے کے بعد آخر کار وہ ایک ایسا کیمرہ خریدنے میں کامیاب ہو گیا جس سے ان کاغذات کی مائیکرو فلم تیار کی جا سکتی تھی۔ اور پھر مارکیٹ میں گھومنے پھرنے کے بعد وہ دوبارہ اپنے ہوٹل کی طرف روانہ ہو گیا۔ اب وہ پوری طرح مطمئن تھا کہ فارمولے کی مائیکرو فلم انتہائی آسانی کے ساتھ پاکیشیا سے نکالنے میں کامیاب ہو جائے گا۔

عمران نے کار تھانے کی حدود سے باہر نکالی اور پھر وہ اسے خاصی تیز رفتاری سے چلاتا ہوا لانگ بیچ کی طرف بڑھ گیا۔ جب رش والے ایریے سے اس کی کار کھلے ایریے میں آئی تو اس نے ڈیش بورڈ کے نیچے ہاتھ ڈال کر اندازے سے ٹائیگر کی فریکوئنسی ایڈجسٹ کرنی شروع کر دی۔

" ہیلو، ہیلو عمران کالنگ اوور"۔۔۔۔ فریکوئنسی ایڈجسٹ کر کے عمران نے کال کرنی شروع کر دی۔

" ٹائیگر بول رہا ہوں باس، اوور"۔۔۔۔ چند لمحوں بعد ٹائیگر کی آواز رسیور سے برآمد ہوئی۔

" ٹائیگر تم اس وقت کہاں ہو، اوور"۔۔۔۔ عمران نے تیز لہجے میں پوچھا۔

" میں فائیو سٹار کلب میں ہوں باس، اوور"۔۔۔۔ دوسری

طرف سے ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" فور لانگ بیچ پر ہتھری سٹار کلب پہنچو۔ میں وہیں جا رہا ہوں۔ ایک اہم مسئلہ درپیش ہے اور ہم نے ضروری کارروائی کرنی ہے۔ اوور "۔۔۔۔۔ عمران نے تیز تیز لہجے میں کہا۔

" یس باس۔ اوور "۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے ٹائیگر نے جواب دیا اور عمران نے اوور اینڈ آل کہہ کر ٹرانسمیٹر آف کر دیا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کار کی رفتار اور بھی تیز کر دی۔ کارلس کا نام آنے سے پہلے وہ یہی سمجھ رہا تھا کہ یہ واردات جیب تراش گروہ نے صرف وزنی لفافہ اور اسے بنک سے نکلتے دیکھ کر کی ہے لیکن سب انسپکٹر اسلم کے بیان سے کہ ان تینوں جیب تراشوں کو گلی میں گولی مار دی گئی ہے اور پھر ٹیلتو کے بیان سے کارلس کے سامنے آجانے سے صورت حال یکسر بدل گئی تھی۔ کارلس کے بارے میں وہ اتنا جانتا تھا کہ کارلس منشیات کے دھندے سے منسلک ہے لیکن یہ واردات اگر کارلس کے ذریعے ہوئی ہے تو اس کا مطلب ہے کہ کارلس صرف منشیات کے دھندے سے منسلک نہیں ہے بلکہ اس کا ذہن تربیت یافتہ ایجنٹوں کے طور پر کام کرتا ہے کیونکہ اس واردات کی منصوبہ بندی جس انداز میں کی گئی تھی اس سے ظاہر ہوتا تھا کہ سارا سیٹ اپ انتہائی ذہانت سے ترتیب دیا گیا ہے۔ اب اسے یقین تھا کہ انہوں نے لازماً اس کے فلیٹ کا فون ٹیپ کیا ہوگا اور اس کی مدد سے انہیں سر سلطان کے ساتھ ہونے والی

تمام گفتگو کا ساتھ ساتھ علم ہوتا رہا۔ اس کے ساتھ ہی وہ عمران کی نگرانی بھی کرتے رہے چنانچہ جب عمران لفافہ لے کر باہر آیا تو انہوں نے واردات کر دی۔ اگر واردات کا انداز ویسا ہی ہوتا جیسے عام مجرم یا ایجنٹ کرتے ہیں تو وہ یقیناً اپنے مقصد میں کبھی کامیاب نہ ہو پاتے کیونکہ اس صورت حال میں عمران کی ناک فوراً ہی خطرے کی بو سونگھ لیتی اور پھر لاشعوری ردعمل کے طور پر وہ حرکت میں آجاتا لیکن جیب تراشوں والے قصے کا تو اسے تصور بھی نہ تھا اور ویسے بھی اس کے ذہن میں یہ امکان بھی نہ تھا کہ فارمولا حاصل کرنے کے لئے ایسی سازش بھی یہاں پاکیشیا میں ہو سکتی ہے اور اب کار چلانے کے ساتھ ساتھ وہ یہی سوچ رہا تھا کہ کارلس کو کیسے معلوم ہوا ہوگا کہ کرنل فریدی نے اسے چابی بھیجی ہے اور اس نے فارمولا حاصل کرنا ہے۔ بہر حال وہ اب ہر قیمت میں یہ فارمولا حاصل کرنے کا فیصلہ کر چکا تھا کیونکہ اس طرح فارمولے کا ہاتھ سے نکل جانا اس کے لئے ایک بہت بڑا چیلنج تھا۔ وہ ظاہر ہے کسی صورت بھی کرنل فریدی کو مطمئن نہ کر سکتا تھا۔ کرنل فریدی نے لامحالہ یہی سمجھنا تھا کہ عمران کی نیت خراب ہوگئی ہے اور وہ بہانہ بنا رہا ہے۔ وہ سوچ رہا تھا کہ اگر کرنل فریدی کی جگہ وہ ہوتا تو وہ بھی یہی سوچتا۔ اس لئے فارمولا ہر صورت میں واپس ہونا چاہیے۔ لانگ بیچ روڈ چونکہ شہر کے مغربی کونے میں تھی اس لئے وہاں تک پہنچتے پہنچتے اسے ایک گھنٹہ لگ گیا۔ اُسے

معلوم تھا کہ ٹائیگر اس سے پہلے وہاں پہنچ چکا ہو گا کیونکہ
سٹار کلب جہاں ٹائیگر نے کال ریسیو کی تھی لانگ بیچ سے
قریب تھا۔ تھوڑی سٹار کلب کی عمارت کے کمپاؤنڈ میں اس
نے کار موڑی اور پھر اسے ایک طرف پارکنگ میں لے گیا۔ پارکنگ
میں کاروں کا خاصا رش تھا۔ عمران نے کار ایک خالی جگہ
پارک کی اور پھر دروازہ کھول کر جیسے ہی نیچے اترا ایک طرف
سے ٹائیگر قدم بڑھاتا اس کی طرف آ گیا۔ ٹائیگر کے چہرے
پر اس وقت عام سا ریڈی میڈ میک اپ تھا اس لئے عمران
اسے دیکھتے ہی پہچان گیا تھا۔

"کیا مسئلہ ہے، باس"۔۔۔ ٹائیگر نے
قریب آ کر قدرے تجسس بھرے لہجے میں پوچھا اور عمران
نے کلب کی مین عمارت تک پہنچتے پہنچتے اسے مختصر طور پر
ساری واردات کے بارے میں تفصیل بتا دی۔

"کامرے واقعی کارلس کا خاص آدمی ہے اور کارلس
بھی کسی زمانے میں کسی سپیشل ایجنسی سے متعلق رہا ہے لیکن
آج سے پہلے کارلس نے کبھی ایسے معاملات میں حصہ نہیں لیا
وہ صرف اپنی فیلڈ منشیات تک ہی محدود رہتا ہے"۔۔۔
ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تم بس مجھے فوری طور پر کارلس تک پہنچا دو۔ اس
کے بعد میں اس سے سب کچھ اگلوا لوں گا"۔۔۔ عمران نے
درشت لہجے میں کہا اور ٹائیگر نے سر ہلا دیا۔

"کارلس سے کہو کوبرے کے آدمی آئے ہیں۔ ایک
اہم معاملے پر بات کرنی ہے"۔۔۔ ٹائیگر نے ہال کے
اندر داخل ہو کر کاؤنٹر کے قریب جا کر سخت لہجے میں کہا۔

"کوبرے کے آدمی۔۔۔ اوہ اچھا"۔۔۔ کاؤنٹر مین
نے کوبرے کا نام سنتے ہی قدرے پریشان سے لہجے میں
کہا اور جلدی سے کاؤنٹر کے نیچے ہاتھ ڈال کر اس نے ایک
ریسیور اٹھا کر کانوں سے لگا دیا۔

"باس۔۔۔ کوبرے کے دو آدمی آئے ہیں، فوری طور پر
آپ سے ملنا چاہتے ہیں۔ وہ کہہ رہے ہیں کسی اہم معاملے پر
بات کرنی ہے"۔۔۔ کاؤنٹر مین نے کہا۔

"ٹھیک ہے باس"۔۔۔ دوسری طرف سے بات
سن کر کاؤنٹر مین نے کہا اور ریسیور رکھ کر اس نے ایک
سائیڈ پر کھڑے ایک نوجوان کو بلایا۔

"انہیں نیچے باس کے خاص دفتر میں لے جاؤ۔ یہ کوبرے
کے آدمی ہیں"۔۔۔ کاؤنٹر مین نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔۔۔ آئیے جناب"۔۔۔ اس نوجوان نے
کہا اور پھر اس کی رہنمائی میں وہ ایک راہداری سے گزر کر ایک
خفیہ لفٹ کے ذریعے کلب کے نیچے ایک بڑے تہہ خانے
میں پہنچ گئے جہاں انتہائی زور شور سے جوا جاری تھا۔ ایک
طرف ایک اور راہداری تھی۔ اس کے اختتام پر ایک دروازہ
تھا۔ نوجوان نے اس دروازے پر آہستہ سے دستک دی۔

"کون ہے؟" ــــ اندر سے ایک غراتی ہوئی آواز سنائی دی۔

"باس ــ کوبرے کے آدمی آئے ہیں۔" ــــ اس نوجوان نے سہمے لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے۔" ــــ اندر سے جواب دیا گیا اور نوجوان سر ہلاتا ہوا تیزی سے واپس مڑ گیا۔ چند لمحوں بعد دروازہ خودکار طریقے سے کھل گیا اور عمران اور ٹائیگر دونوں کمرے میں داخل ہوئے۔ دروازہ ان کے پیچھے خودکار انداز میں بند ہو گیا۔ یہ ایک خاصا بڑا کمرہ تھا جس کے آخری کونے میں ایک بڑی میز کے پیچھے ایک چھریرے بدن کا بظاہر ادھیڑ عمر لیکن جوانوں جیسی صحت کا مالک آدمی بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے بائیں ہاتھ پر دستانہ تھا جبکہ دایاں ہاتھ بغیر دستانے کے تھا۔ اس کی تیز نظریں ان دونوں پر جمی ہوئی تھیں۔

"بیٹھیں ــ کیا پیغام ہے کوبرے کا ــ اور وہ خود کیوں نہیں آیا۔" ــــ اس آدمی نے اپنی کرسی سے اٹھے بغیر انتہائی سخت لہجے میں عمران اور ٹائیگر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"تمہارا نام کارلس ہے۔" ــــ عمران نے میز کے قریب پہنچتے ہوئے انتہائی سرد لہجے میں کہا اور اس کا لہجہ سن کر ہی ٹائیگر کو احساس ہو گیا کہ اب اس کارلس کی ایک ہڈی بھی سلامت نہ رہے گی۔

"ہاں کیوں۔" ــــ کارلس نے حیرت بھرے لہجے میں

میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کامرے تمہارا آدمی ہے۔" ــــ عمران نے اسی طرح سرد لہجے میں کہا۔

"ہاں ــ مگر تم کیا کہنا چاہتے ہو۔" ــــ کارلس کے چہرے کے تاثرات بدلنے لگے تھے۔

"وہ لفافہ کہاں ہے جو تمہارے آدمی کامرے نے جیب تراشوں کو گولی مار کر حاصل کیا تھا۔" ــــ عمران کا لہجہ پہلے سے بھی زیادہ سرد ہو گیا تھا۔

"لفافہ ــ کونسا لفافہ۔" ــــ کارلس نے بری طرح چونکتے ہوئے کہا۔ اس کے ساتھ ہی اس کا ہاتھ تیزی سے اپنی جیب کی طرف رینگا لیکن دوسرے لمحے وہ بری طرح چیختا ہوا میز پر سے گھسٹ کر ایک جھٹکے سے میز کی دوسری طرف قالین پر آگرا۔

"ٹائیگر ــ دروازے کا خیال رکھنا' میں ابھی اس کی روح سے لفافہ برآمد کرتا ہوں۔" ــــ عمران نے غراتے ہوئے کہا اور ٹائیگر بجلی کی سی تیزی سے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ کارلس نیچے گرتے ہی بجلی کی سی تیزی سے اچھلا اور اس نے واقعی انتہائی ماہرانہ انداز میں اچھلتے ہوئے عمران پر حملہ کرنے کی کوشش کی لیکن دوسرے لمحے وہ بری طرح چیختا ہوا کسی ربڑ کی گیند کی طرح اچھل کر سائیڈ کی دیوار سے جا ٹکرایا۔ عمران کی لات پوری قوت سے اس کی پسلیوں

پر پڑی تھی۔ دیوار سے ٹکرا کر وہ تیزی سے واپس آیا، مگر دوسرے لمحے کمرہ اس کے حلق سے نکلنے والی ایک اور چیخ سے گونج اُٹھا۔ عمران کی لات ایک بار پھر گھومی تھی اور کارلس کا جسم ایک بار پھر زوردار دھماکے سے اچھل کر دیوار سے جا ٹکرایا پھر تو جیسے کمرہ ——— کارلس کی چیخوں اور اس کے دیوار سے ٹکرانے کے دھماکوں سے گونج اٹھا۔ عمران کی لات کسی مشین کی سی تیزی سے حرکت کر رہی تھی اور کارلس جیسے ہی دیوار سے ٹکرا کر پلٹتا ایک بار پھر لات کی بھرپور ضرب کھا کر دیوار سے جا ٹکراتا۔ عمران کی لات اس قدر برق رفتاری سے حرکت کر رہی تھی کہ کارلس کو سنبھلنے کا موقع ہی نہ مل رہا تھا۔ دروازے کے سامنے کھڑے ہوئے ٹائیگر کو بالکل ایسے محسوس ہو رہا تھا جیسے کوئی فٹ بال کا ماہر کھلاڑی فٹ بال کو انتہائی برق رفتاری سے اور مہارت سے ککوں کے ذریعے دیوار پر مارنے کی پریکٹس کر رہا ہو۔ عمران کی آنکھوں سے شعلے نکل رہے تھے اور چہرے پر شدید غصے کے تاثرات نمایاں تھے۔

"بولو ——— کہاں ہے وہ لفافہ ——— ورنہ۔" ——— عمران نے بھوکے بھیڑیئے کی طرح غراتے ہوئے کہا۔

"نن ناکو کے پاس ——— ناکو کے پاس۔" ——— کارلس نے ڈوبتے ہوئے لہجے میں کہا اور اس بار جب اسے ضرب لگی تو اس کے حلق سے چیخ بھی نہ نکلی اور اس کا جسم ڈھیلا

ہو کر فرش پر گر گیا۔ عمران آگے بڑھا اور اس نے بیہوش کارلس کو گردن سے پکڑ کر ایک صوفے پر اچھال کر بٹھا دیا۔ دوسرے لمحے کمرہ زوردار تھپڑ کی آواز سے گونج اٹھا اور اس کے ساتھ ہی کارلس ایک زوردار چیخ مار کر ہوش میں آ گیا اور اس کا پورا جسم خون آلود ہو رہا تھا۔ شرٹ جگہ جگہ سے بوٹ کی ضربوں سے پھٹ گئی تھی۔ عمران کے زوردار تھپڑ سے اس کا گال بھی پھٹ گیا تھا۔

"کون ناکو ——— جلدی بتاؤ۔" ——— عمران نے اس کے دوسرے گال پر زوردار تھپڑ مارتے ہوئے کہا۔

"کرسٹل کا آدمی ناکو ——— کرسٹل کا آدمی ناکو۔" ——— کارلس نے ہذیانی انداز میں کہا اور ایک بار پھر بے پناہ تکلیف کی وجہ سے بیہوش ہو گیا۔ عمران نے ایک بار پھر اس کے چہرے پر زوردار تھپڑ مارا۔

"مت مارو ——— مجھے مت مارو۔ میں بتاتا ہوں ——— میں بتاتا ہوں۔" ——— کارلس نے ہوش میں آتے ہی ہذیانی انداز میں چیختے ہوئے کہا۔

"بتاؤ ورنہ . . . . . ." ——— عمران کا لہجہ اسی طرح سرد تھا۔

"باچان سے کرسٹل نے مجھے فون کیا کہ اس کا خاص آدمی ناکو کافرستان سے یہاں آ رہا ہے۔ میں اس کی بھرپور مدد کروں کرسٹل کے ساتھ میرے کاروباری تعلقات ہیں۔ اس لئے میں

سنے حامی بھر لی۔ ناکو رات کو یہاں میرے پاس آیا۔ اس نے بتایا کہ یہاں ایک آدمی علی عمران کے پاس کافرستان سے کسی لاکر کی چابی آئی ہے اور اس نے اس لاکر میں سے کوئی فارمولا حاصل کرنا ہے اور ناکو کو وہی فارمولا چاہیے تھا۔ ناکو نے یہ بھی بتایا کہ یہ علی عمران بہت خطرناک آدمی ہے، سیکرٹ ایجنٹ ہے۔ اگر اسے ذرا سا بھی شبہ پڑ گیا تو پھر فارمولا کسی صورت نہ ملے گا۔ اس نے اس کا پتہ بھی بتا دیا کہ وہ کنگ روڈ کے ایک فلیٹ میں اکیلا اپنے باورچی کے ساتھ رہتا ہے۔ اس پر میں نے منصوبہ بندی کی۔ کامرے میرا خاص آدمی ہے۔ اس نے اس عمران کے فلیٹ کے باہر بجلی کے کھمبے پر چڑھ کر رات کو ہی اس عمران کا ٹیلی فون ٹیپ کرنے کا آلہ لگا دیا۔ ادھر کامرے کی مدد سے ہم نے جیب تراشوں کے ایک مشہور گروپ کو انگیج کیا تاکہ اس عمران کو کسی قسم کا شبہ نہ ہو سکے۔ پھر پلاننگ کے تحت کامرے عمران کے فلیٹ کے سامنے موجود رہا۔ وہ ٹیلی فون پر ہونے والی بات چیت سنتا رہا۔ اس سے اسے پتہ چل گیا کہ عمران نے کسی سر رحمٰن کی مدد سے لاکر کا پتہ چلا لیا ہے اور یہ لاکر نیشنل بنک کی مین برانچ میں ہے چنانچہ اس نے جیب تراشوں کے اس گروپ کو نیشنل بنک کی مین برانچ کے باہر پہنچنے کا کہہ دیا۔ پھر وہ عمران کا تعاقب کرتا ہوا وہاں آیا اور اس نے گروپ کے ایک آدمی کو عمران دکھا دیا۔ گروپ کا آدمی عمران کے ساتھ اندر گیا۔ عمران نے ایک سپیشل لاکر کھلوا کر اس میں سے ایک

لفافہ حاصل کیا۔ پھر جیسے ہی وہ باہر آیا جیب تراشوں نے اپنے مخصوص انداز میں واردات کر کے وہ لفافہ اس سے حاصل کیا۔ طے شدہ پروگرام کے تحت وہ وہاں سے ایگن روڈ کی ایک گلی میں آئے جہاں انہوں نے کامرے کو لفافہ دے کر رقم لینی تھی۔ کامرے اس دوران پہلے ہی وہاں پہنچ گیا تھا۔ لیکن ہمارا منصوبہ اور تھا چنانچہ اس منصوبے کے تحت کامرے نے انہیں گولی مار کر ہلاک کیا اور لفافہ لے کر سیدھا یہاں آ گیا۔ یہاں ناکو موجود تھا۔ میں نے لفافہ اسے دیا اور وہ اسے لے کر چلا گیا"۔۔۔۔ کارلس نے رک رک کر کراہتے ہوئے پوری تفصیل بتا دی۔

"کہاں گیا ہے وہ ناکو"۔۔۔۔ عمران نے ہونٹ بھینچتے ہوئے پوچھا۔

"وہ کہہ رہا تھا کہ اس نے واپسی کا پروگرام پہلے ہی طے کر لیا ہے اور یہاں سے فوری طور پر ایئر پورٹ جائے گا اور وہاں سے ملک سے باہر۔۔۔ اسے گئے ہوئے ایک گھنٹہ ہو گیا ہے"۔۔۔۔ کارلس نے جواب دیا۔

"اس کا حلیہ قدوقامت اور خاص طور پر کوئی ایسی نشانی بتاؤ جس کی مدد سے اسے دور سے پہچانا جا سکے"۔۔۔۔ عمران نے جیب سے ریوالور نکال کر اس کی نال کارلس کی پیشانی کے عین درمیان رکھتے ہوئے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

"مجھے مت مارو ـــــ میں بتا دیتا ہوں۔ میں نے سچ بتایا ہے ـــــ مجھے مت مارو" ـــــ کارلس نے ہذیانی انداز میں کہا۔

"نشانی اور حلیہ بتاؤ ـــــ جلدی، ورنہ میں فائر کر دوں گا۔ دوسری صورت میں ـــــ تمہیں زندہ چھوڑا جا سکتا ہے" ـــــ عمران نے انتہائی کرخت لہجے میں کہا اور جواب میں کارلس نے جلدی جلدی ناکو کا حلیہ اور قدوقامت بتانے کے ساتھ ساتھ یہ بھی بتا دیا کہ ناکو کی خاص نشانی یہ ہے کہ اس کے دائیں ہاتھ کا انگوٹھا بہت چھوٹا ہے۔

"وہ کہاں ٹھہرا تھا ـــــ جلدی بتاؤ۔ یہ خاص نشانی تو کروشو کی ہے" ـــــ عمران نے چونک کر کہا۔

"مجھے نہیں معلوم ـــــ میں نے پوچھا تھا۔ اس نے بتایا تھا کہ وہ ایئرپورٹ سے سیدھا میرے پاس آیا ہے حالانکہ اس کے پاس کوئی سامان نہ تھا" ـــــ کارلس نے جواب دیا اور عمران نے یکلخت ٹریگر دبا دیا۔ ہلکے سے دھماکے کے ساتھ ہی کارلس کی کھوپڑی کے پرزے اڑ گئے۔ عمران ٹریگر دبا کر تیزی سے پیچھے ہٹا اور اس نے آگے بڑھ کر میز پر رکھے ہوئے ٹیلیفون کو اپنی طرف کھسکایا اور پھر اس کے نیچے موجود ایکسٹینشن کا بٹن آف کر کے اسے ڈائریکٹ کیا اور پھر تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"ایکسٹو" ـــــ رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے

ایکسٹو کی آواز سنائی دی۔

"عمران بول رہا ہوں جناب ـــــ اہم فارمولے پر مبنی ایک لفافہ ایک جاپانی ایجنٹ کروشو حاصل کر کے ملک سے فرار ہو رہا ہے۔ ایئرپورٹ ریلوے اسٹیشن اور بس اڈوں پر چیکنگ ضروری ہے۔ حلیہ اور قدوقامت بتا دیتا ہوں" ـــــ عمران نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"بتاؤ" ـــــ دوسری طرف سے ایکسٹو نے سخت لہجے میں کہا اور عمران نے حلیہ اور قدوقامت بتانے کے ساتھ ساتھ کروشو کی مخصوص نشانی بھی بتا دی۔

"ٹھیک ہے ـــــ اور کچھ" ـــــ دوسری طرف سے ایکسٹو کی ویسے ہی سرد آواز سنائی دی۔

"شکریہ جناب" ـــــ عمران نے کہا اور رلیسیور رکھ دیا۔

"آؤ ٹائیگر، اب اپنے طور پر بھی چیک کر لیں" ـــــ عمران نے تیزی سے دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے کہا اور ٹائیگر نے سر ہلا دیا۔ کمرے سے نکل کر تھوڑی دیر بعد وہ پارکنگ میں پہنچ چکے تھے۔

"تم چھوٹے چھوٹے ہوٹل چیک کرو میں بڑے بڑے ہوٹل چیک کرتا ہوں۔ کوئی مشکوک آدمی نظر آئے تو مجھے ٹرانسمیٹر پر رپورٹ کر دینا" ـــــ عمران نے کہا اور جلدی سے اپنی کار کا دروازہ کھول کر اس میں بیٹھ گیا۔ ٹائیگر سر

ہلاتا ہوا دوسری طرف مڑ گیا۔

عمران کار دوڑاتا ہوا سیدھا فیصل کالونی کی طرف بڑھنے لگا۔ اس کے ذہن میں ایک خاکہ تھا، اس ناکو کو ڈھونڈھنے کا۔

فیصل کالونی دارالحکومت کا وہ علاقہ تھا جہاں متوسط طبقے کے افراد کی رہائش تھی۔ وہاں ایک ٹیکسی ڈرائیور فضل رہتا تھا۔ فضل پہلے عام سا جرائم پیشہ تھا لیکن پھر وہ عمران سے ٹکرا گیا اور عمران نے اس کے اندر نیکی کے آثار محسوس کرتے ہوئے اسے جرائم کی دنیا سے نکال کر ایک ٹیکسی لے دی اور تب سے فضل ٹیکسی چلاتا تھا۔ عمران کو معلوم تھا کہ فضل اپنی ٹیکسی رات کو ایئرپورٹ پر لگاتا ہے اور پھر صبح دس بجے تک کام کر کے باقی دن آرام کرتا ہے۔ اس لئے اسے یقین تھا کہ فضل سے وہ اس ناکو یا کروشو کے بارے میں کوئی نہ کوئی کلیو حاصل کر لے گا۔ تھوڑی دیر بعد اس کی کار فیصل کالونی کی ناپختہ اور دھول اڑاتی ہوئی گلیوں میں سے گزرتی ہوئی ایک چوک پر پہنچ گئی۔ عمران نے کار ایک سائیڈ پر روکی اور پھر اسے لاک کر کے وہ ایک گلی میں چلتا ہوا آگے بڑھ گیا۔

تھوڑی دیر بعد وہ ایک بند دروازے پر دستک دے رہا تھا چند لمحوں بعد دروازہ کھلا اور ایک ادھیڑ عمر آدمی باہر نکلا۔

" ارے عمران صاحب — آپ اور یہاں "۔ —— آنے والا عمران کو دیکھ کر اس بری طرح اچھلا جیسے اس کے پیروں

تلے بم پھٹ پڑا ہو۔

" بیٹھک کا دروازہ کھولو فضل، مجھے ایک ضروری بات کرنی ہے "۔ —— عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

" جی اچھا "۔ —— فضل نے جلدی سے کہا اور واپس دروازے میں غائب ہو گیا۔ چند لمحوں بعد سائیڈ کا دروازہ کھلا اور عمران اندر داخل ہو گیا۔

یہ ایک چھوٹی سی بیٹھک تھی جس میں ایک میز اور چند کرسیاں تھیں۔

" کسی تکلف کی ضرورت نہیں، میں بے حد جلدی میں ہوں اور کام بھی ایمرجنسی ہے "۔ —— عمران نے ایک کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

" جی فرمائیے "۔ —— فضل نے بھی انتہائی سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

" تم رات کو ایئرپورٹ پر ٹیکسی لگاتے ہو "۔ —— عمران نے پوچھا۔

" جی ہاں "۔ —— فضل نے جواب دیا۔

" کافرستان سے رات کو کتنی فلائیٹس آتی ہیں "۔ —— عمران نے پوچھا۔

" دو فلائیٹس — ایک آٹھ بجے، دوسری رات ایک بجے "۔ فضل نے جواب دیا۔

" اب غور سے میری بات سننا۔ رات کو کافرستان کی کسی

فلائٹ سے ایک آدمی آیا ہے۔ میں نے اسے ٹریس کرنا ہے میں تمہیں اس کا حلیہ قدوقامت اور خاص نشانی بتا دیتا ہوں ہوسکتا ہے وہ آدمی میک اپ میں ہو لیکن بہرحال قدوقامت سے اور خاص نشانی سے شاید تمہیں یاد آجائے"۔۔۔۔۔ عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کارلس کا بتایا ہوا حلیہ، قدوقامت اور خاص نشانی بتا دی۔

"جی ہاں ۔۔۔ یہ صاحب مجھے یاد ہے۔ ایک بجے والی فلائٹ سے آئے تھے۔ مجھے اس لئے یاد ہے کہ اس کی وجہ سے میرے اور بشیرے کے درمیان جھگڑا بھی ہوا تھا کیونکہ بشیرے نے اصول سے ہٹ کر اسے پک کرلیا تھا حالانکہ اس وقت نمبر میری ٹیکسی کا تھا۔ پھر اس مسافر نے خود ہی مجھے ڈانٹ دیا اور بشیرے کی ٹیکسی میں بیٹھ کر چلا گیا۔ حلیہ تو اس کا اور تھا لیکن میں نے اس کے انگوٹھے کو دیکھا تھا۔ اس وجہ سے کہ جھگڑے کے وقت اس نے وہی ہاتھ میرے سینے پر رکھ کر مجھے پیچھے دھکیلا تھا"۔۔۔۔۔ فضل نے جواب دیا۔

"بشیرا کہاں ہوگا"۔۔۔۔۔ عمران نے پوچھا۔

"وہ بھی یہیں قریب ہی رہتا ہے۔ رات کو ہی ٹیکسی لگاتا ہے"۔۔۔۔۔ فضل نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اسے یہاں بلا سکتے ہو یا اس کے پاس جانا ہوگا"۔۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"میں بلا لاتا ہوں جناب"۔۔۔۔۔ فضل نے کرسی سے

اُٹھتے ہوئے کہا۔

"تمہارا جھگڑا جو ہوا ہے، کہیں وہ آنے سے انکار نہ کر دے اس لئے میں خود ہی چلتا ہوں"۔۔۔۔۔ عمران نے اُٹھتے ہوئے کہا۔

"اوہ نہیں عمران صاحب ۔۔۔ یہ معمولی بات ہے۔ ہم ٹیکسی ڈرائیوروں میں مسافروں کے لئے ایسے جھگڑے ہوتے رہتے ہیں۔ وہ میرا اچھا دوست ہے، میں ابھی لے آتا ہوں"۔۔۔۔۔ فضل نے کہا اور تیزی سے بیٹھک سے باہر چلا گیا۔ عمران خاموش بیٹھا بیٹھک کی حالت کو دیکھتا رہا۔ بیٹھک کی حالت سے معلوم ہو رہا تھا کہ فضل کی معاشی پوزیشن کچھ زیادہ اچھی نہیں ہے۔ تھوڑی دیر بعد فضل واپس آیا تو اس کے ساتھ ایک دوسرا آدمی تھا۔

"سلام صاحب ۔۔۔ فضل نے مجھے آپ کے متعلق بتایا ہے۔ میں کیا خدمت کر سکتا ہوں"۔۔۔۔۔ آنے والے نے جو بشیرا تھا مؤدبانہ انداز میں سلام کرتے ہوئے کہا۔

"اس مسافر کو جس کے لئے تم نے فضل سے جھگڑا کیا تھا کہاں چھوڑا تھا"۔۔۔۔۔ عمران نے پوچھا۔

"ہوٹل شہزاد میں جناب"۔۔۔۔۔ بشیرے نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے، شکریہ ۔۔۔ یہ لو تمہارا انعام"۔۔۔۔۔ عمران نے جیب سے سو کا ایک نوٹ نکال کر بشیرے کے ہاتھ پر

رکھتے ہوئے کہا۔

" اوہ جناب، مگر ۔۔۔" ــــــ بشیرے نے تذبذب سے بھجے میں کہا۔

" رکھ لو ــــ شکریہ " ــــ عمران نے کہا اور بشیرا سلام کرتا ہوا تیزی سے بیٹھک سے باہر نکل گیا۔ اس کے چہرے پر مسرت کے آثار نمایاں تھے۔

" تمہارا کام ٹھیک نہیں چل رہا شاید " ــــ عمران نے بشیرے کے جانے کے بعد فضل سے مخاطب ہو کر کہا۔

" جناب اللہ کا شکر ہے، گزارا ہو رہا ہے۔ ٹیکسی کا ایکسیڈنٹ ہو گیا تھا اس لئے کافی رقم لگانی پڑی۔ بہر حال اللہ کا بڑا کرم ہے۔ رزق حلال مل رہا ہے اور اس میں بڑی برکت ہے " ــــ فضل نے کہا تو عمران نے کوٹ کی اندرونی جیب سے بڑے نوٹوں کی ایک بڑی گڈی نکالی اور فضل کے ہاتھ پر رکھ دی۔

" فکر نہ کرو، یہ بھی رزق حلال ہے۔ پرانی ٹیکسی بیچ کر نئی لے لینا۔ کام اچھا چل پڑے گا، خدا حافظ " ــــ عمران نے کہا اور پھر تیزی سے بیٹھک سے باہر آ گیا۔ فضل شاید جواب میں کچھ کہتا لیکن عمران کے پاس اس کی بات سننے کا وقت ہی نہ تھا۔ تھوڑی دیر بعد اس کی کار فضل کالونی سے نکل کر انتہائی تیز رفتاری سے ہوٹل شہزاد کی طرف بڑھی جا رہی تھی۔ تقریباً آدھے گھنٹے کی ڈرائیونگ کے بعد وہ ہوٹل شہزاد کی پارکنگ میں

کار روک چکا تھا۔ کار سے اتر کر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا ہوٹل کی مین عمارت کی طرف بڑھنے لگا۔ ابھی وہ برآمدے میں پہنچا تھا کہ مین گیٹ سے ٹائیگر باہر نکلا۔

" اوہ عمران صاحب، میں نے معلوم کر لیا ہے ہمارا مطلوبہ آدمی اس ہوٹل کے کمرہ نمبر بارہ تیسری منزل میں ٹھہرا ہوا ہے۔ یہاں اس کا نام البرٹ ہے۔ ایکریمین پاسپورٹ پر آیا ہوا ہے " ــــ ٹائیگر نے عمران کو دیکھتے ہی کہا۔

" کیسے معلوم کیا " ــــ عمران نے چونک کر پوچھا۔

" میں نے ہوٹلوں کے سامنے رات کو پک کرنے والے ٹیکسی ڈرائیوروں کو چیک کیا ہے۔ یہ ٹیکسی ڈرائیور ہماری ہی لائن کے آدمی ہوتے ہیں اور خاص طور پر غیر ملکیوں کو پک کرتے ہیں تاکہ انہیں عیاشی کے اڈوں پر لے جائیں اور ان سے بھاری رقوم وصول کر سکیں۔ یہ لوگ چند ہی ہوتے ہیں اس لئے میں نے انہیں چیک کر لیا پھر پتہ چلا کہ اس قد و قامت کے آدمی کو رات دو بجے ہوٹل شہزاد سے ایک ٹیکسی ڈرائیور نے پک کر کے تھری سٹار کلب پہنچایا تھا۔ اس ٹیکسی ڈرائیور سے اس کا جو حلیہ معلوم ہوا وہ کارلس کے بتائے ہوئے حلیے سے مختلف تھا۔ میں نے یہاں آ کر اس حلیے کی مدد سے چیکنگ کی تو رات کے ایک سپروائزر سے جو ڈبل ڈیوٹی کر رہا تھا معلوم ہو گیا کہ اس کا نام البرٹ ہے اور وہ تیسری منزل کے کمرہ نمبر بارہ میں مقیم ہے لیکن اس وقت کمرے میں موجود نہیں ہے۔ البتہ کمرہ ابھی اس نے چھوڑا

ہیں اور اس کا سامان بھی اندر موجود ہے۔" —— ٹائیگر نے پوری تفصیل بتا دی۔

"گڈ شو —— تم نے دوسرے زاویے سے چیک کیا جبکہ میں نے ایک اور زاویے سے یہاں کا پتہ معلوم کیا۔ بہر حال آؤ اس کا کمرہ چیک کر لیتے ہیں۔" —— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور وہ دونوں آگے پیچھے چلتے ہوئے ہوٹل کے ہال میں داخل ہو گئے۔ تھوڑی دیر بعد وہ تیسری منزل پر کمرہ نمبر تین کے سامنے موجود تھے۔ عمران نے جیب سے ماسٹر کی نکالی اور تالا کھول کر دروازے کو دھکیلا اور دونوں اندر داخل ہو گئے۔ عمران کے کہنے پر ٹائیگر نے دروازہ بند کر دیا، اور کٹاک کی آواز کے ساتھ ہی آٹومیٹک لاک دوبارہ لگ گیا۔ عمران تیز نظروں سے کمرے کا جائزہ لینے میں مصروف تھا کہ اچانک باہر راہداری میں تیز تیز قدموں کی آواز ابھری اور پھر دروازے کے سامنے آ کر رک گئی۔

عمران نے ٹائیگر کو اشارہ کیا اور وہ دونوں فرش پر بچھے ہوئے قالین پر تیزی سے چلتے ہوئے ایک دیوار کے ساتھ موجود صوفہ سیٹ کے پیچھے ہو کر بیٹھ گئے۔ دوسرے لمحے دروازہ کھلنے کی آواز سنائی دی اور پھر انہیں دروازے کی سائیڈ پر موجود باتھ روم کا دروازہ کھلنے کی آواز سنائی دی لیکن پھر دروازہ بند ہو گیا۔

"کمال ہے —— مجھے کیوں ایسا محسوس ہو رہا ہے جیسے

کمرے میں کوئی موجود ہو۔" —— ایک بڑبڑاتی ہوئی سی آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی کمرے کا بیرونی دروازہ تیزی سے کھلا اور پھر ایک دھماکے سے بند ہو گیا۔ آنے والا واپس چلا گیا تھا۔ ٹائیگر نے سر اٹھانے کے لئے حرکت کی ہی تھی کہ عمران نے ہاتھ دبا کر اسے حرکت کرنے سے منع کر دیا۔ کیونکہ عمران جانتا تھا کہ آنے والا انہیں سامنے لانے کے لئے یا اپنا شک مکمل طور پر ختم کرنے کے لئے ڈاج دے رہا ہے اس نے یقیناً کی ہول سے آنکھ لگا رکھی ہو گی تاکہ اگر کوئی واقعی کمرے میں موجود ہو تو یہ سمجھ کر آنے والا واپس چلا گیا ہے، سامنے آ جائے اور عمران کا خیال درست نکلا۔ چند منٹ بعد کمرے کا دروازہ ایک بار پھر کھلنے کی آواز سنائی دی۔

"میرا بھی دماغ خراب ہو گیا ہے شاید۔" —— وہی آواز دوبارہ سنائی دی لیکن اس بار اس کے لہجے میں اطمینان کی جھلکیاں نمایاں تھیں جیسے اسے اب یقین ہو گیا ہو کہ اس کا شک غلط تھا اور عمران مسکرا دیا۔

کروشو نے کمرے میں پہنچ کر سب سے پہلے قالین کے نیچے موجود فارمولا باہر نکالا اور پھر اس مخصوص کیمرے کی مدد سے اس نے اس کی مائیکرو فلم تیار کر کے کاغذات اور لفافہ کو باتھ روم میں لے جا کر اپنے لباس کی طرح آگ لگا دی۔ جب کاغذات اور لفافہ جل کر راکھ ہو گئے تو اس نے راکھ کو فلش میں بہایا اور پھر مائیکرو فلم جیب میں ڈال کر وہ ایک بار پھر ہوٹل سے باہر نکلا۔ اس بار اس کی ٹیکسی کا رخ جنرل پوسٹ آفس کی طرف تھا۔ اس نے مائیکرو فلم کو جاپان بھیجنے کا ایک اور طریقہ سوچا تھا۔ تھوڑی دیر بعد وہ جنرل پوسٹ آفس پہنچ گیا۔ پوسٹ آفس کے باہر مارکیٹ تھی اور اس مارکیٹ کے درمیان سے پوسٹ آفس کا پھاٹک تھا۔ کروشو ان دکانوں میں گھومتا رہا اور پھر تھوڑی دیر بعد اس نے سٹیشنری کی ایک

دکان سے ایک جدید قسم کا پنسل باکس خرید لیا۔ پنسل باکس خرید کر وہ دکان سے باہر آیا اور پھر ایک طرف رک کر اس نے پنسل باکس کے اس حصے میں جس میں پنسل تراشنے کے لئے پنسل شارپنر موجود تھا۔ اس نے فکسڈ شارپنر زبردستی علیحدہ کر لیا۔ مائیکرو فلم کا سائز بالکل اسی پنسل تراش جتنا ہی تھا۔ اس نے جیب سے مائیکرو فلم نکالی اور اسے پنسل تراش کی جگہ پوری طرح فٹ کر کے اس نے نہ صرف اس کا خانہ بند کر دیا بلکہ اس کا وہ سسٹم بھی توڑ دیا جس سے یہ خانہ کھلتا تھا۔ یہ سسٹم علیحدہ بٹن کی صورت میں تھا جس کی مدد سے خانہ کھلتا اور بند ہوتا تھا۔ اب سوائے اس خانے کو توڑ کر مائیکرو فلم نکالنے کا اور کوئی ذریعہ نہ رہا تھا اور توڑے بغیر کسی کو معلوم بھی نہ ہو سکتا تھا کہ اس کے اندر پنسل تراش ہے یا مائیکرو فلم۔ پنسل تراش اس نے جیب میں ڈالا اور ایک بار پھر اسی سٹیشنری کی دکان کی طرف بڑھ گیا۔

"کیا اس کی ایسی پیکنگ ہو سکتی ہے کہ میں اسے ایکریمیا میں اپنے ایک بھتیجے کو گفٹ بذریعہ ڈاک بھجوا سکوں"۔۔۔ کروشو نے کاؤنٹرمین کے قریب جا کر کہا۔

"جی ہاں ۔۔۔ کیوں نہیں"۔۔۔ کاؤنٹرمین نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر تھوڑی دیر بعد گتے کے ایک باکس میں پنسل باکس کو رکھ کر اسے ٹیپس لگا کر پوری طرح بند کر دیا گیا۔ البتہ ایک سائیڈ سے کچھ حصے کے گتے کو بلیڈ سے کاٹ دیا گیا۔ اس کٹے ہوئے حصے میں سے پنسل باکس نظر آ رہا تھا۔

"یہ کیوں کاٹا ہے "۔۔۔۔۔۔ کروشو نے حیران ہو کر پوچھ
"جناب یہ قانوناً ضروری ہے تاکہ ڈاکخانے والوں کو معلوم ہو سکے کہ کیا چیز بھیجی جا رہی ہے ورنہ وہ اس پوری پیکنگ کھول کر چیک کریں گے "۔۔۔۔۔۔ کاؤنٹر مین نے جواب دیا اور کروشو نے سر ہلا دیا پھر پیک پارسل لے کر وہ پوسٹ آفس گیا اور اس نے وہاں اس پر اپنے ہیڈ کوارٹر کا مخصوص پتہ لکھ کر اسے گفٹ پارسل کے طور پر بک کرا دیا۔ رسید لے کر وہ آ کاؤنٹر سے ہٹا اور ایک طرف جا کر اس نے وہ رسید پھاڑ کر اس کے پرزے ہوا میں اڑا دیئے۔ اس طرح اب کسی کو بھی معلوم نہ ہو سکے گا کہ اس قدر اہم ترین فارمولا کہاں پہنچایا گیا ہے۔ اب وہ پوری طرح مطمئن تھا۔ اسے معلوم تھا کہ دوسرے روز یہ گفٹ پارسل اس کے ہیڈ کوارٹر حفاظت سے پہنچ جائے گا۔ اس کے بعد وہ اس کاؤنٹر کی طرف چل پڑا جدھر سے فارن کالز کی جاتی تھیں۔ اس نے پاچان فون کرنے کی پیمنٹ کی اور اپنے ہیڈ کوا کا نمبر بتا دیا۔ جب کال مل گئی تو کاؤنٹر مین نے اسے فون بوتھ میں جانے کا اشارہ کیا۔ کروشو نے فون بوتھ میں پہنچ کر رسیور اٹھا لیا۔

"بات کیجئے "۔۔۔۔۔۔ ایک آواز سنائی دی۔

"ہیلو ہیلو ٹاس سپیکنگ "۔۔۔۔۔۔ کروشو نے تیز لہجے میں کہا۔

"یس ایچو بول رہا ہوں باس "۔۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے

آواز سنائی دی۔

"ایچو، میں پاکیشیا سے بول رہا ہوں۔ ابھی میں نے ہیڈ کوارٹر کے پتے پر پاکیشیا سے بذریعہ ڈاک ایک گفٹ پارسل بھجوایا ہے اسے میرے آنے تک پوری طرح حفاظت سے رکھنا "۔۔۔۔۔۔ کروشو نے کہا۔

"اوہ ٹھیک ہے جناب "۔۔۔۔۔۔ ایچو نے جواب دیتے ہوئے کہا اور کروشو نے رسیور رکھا اور پھر فون بوتھ سے باہر آ گیا۔ اب اس کے چہرے پر گہرے اطمینان کے تاثرات نمایاں تھے وہ اپنے مشن میں آخرکار کامیاب ہو ہی گیا تھا۔ تھوڑی دیر بعد وہ ٹیکسی میں بیٹھا ہوٹل شہزاد کی طرف جا رہا تھا۔ اب وہ اطمینان سے یہاں سے کسی بھی فلائٹ کے ذریعے جا سکتا تھا اور چاہے جتنی بھی چیکنگ کی جاتی فارمولا اب کسی کو نہ مل سکتا تھا۔ ہوٹل کے گیٹ پر ٹیکسی سے اتر کر وہ اطمینان بھرے انداز میں چلتا ہوا لفٹ کی طرف بڑھا اور چند لمحوں بعد وہ اپنے کمرے کے سامنے موجود تھا۔ اس نے تالا کھولا اور دروازہ کھول کر جیسے ہی اندر داخل ہوا بے اختیار ٹھٹھک کر رک گیا۔ اسے یوں محسوس ہوا جیسے کمرے میں کوئی اجنبی آدمی ہو لیکن کمرہ خالی تھا۔ اس نے انتہائی پھرتی سے باتھ روم کا دروازہ کھولا لیکن باتھ روم بھی خالی پڑا ہوا تھا۔ کمرے کی ہر چیز بالکل ویسے ہی تھی جیسے وہ چھوڑ کر گیا تھا لیکن اس کے باوجود اسے محسوس ہو رہا تھا کہ کمرے میں کوئی موجود ہے۔

"کمال ہے مجھے ایسا کیوں محسوس ہو رہا ہے جیسے کوئی کمرے میں

موجود ہو:" ——— اس نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ دوسرے لمحے اس نے ایک بار پھر بیرونی دروازہ کھولا اور کمرے سے باہر نکل کر اس نے دروازے کو زور سے بند کیا اور پھر راہداری میں کسی کو نہ پا کر اس نے جھک کر کی ہول سے آنکھ لگا دی۔ پورا کمرہ اس کی نظروں کے سامنے تھا۔ اس کا خیال تھا کہ اس طرح اگر کوئی اندر ہو گا تو لازماً یہ سوچ کر سامنے آجائے گا کہ وہ چلا گیا ہے لیکن جب دو تین منٹوں تک کوئی سامنے نہ آیا تو اس نے دروازہ کھولا اور پھر اندر داخل ہو گیا۔

"میرا بھی دماغ خراب ہو گیا ہے شاید" ——— کروشو نے اندر آکر دروازہ بند کرتے ہوئے کہا اور پھر قدم بڑھاتا وہ ایک آرام کرسی پر جیسے ڈھیر سا ہو گیا۔ فارمولے کو روانہ کر دینے کے بعد اسے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے اس کے کاندھوں سے کوئی بڑا وزن اتر گیا ہو۔ اس نے کرسی کی پشت سے سر لگا کر آنکھیں بند کر لیں لیکن دوسرے لمحے ہلکا سا کھٹکا سن کر اس نے چونک کر آنکھیں کھولیں اور اس کی آنکھیں حیرت سے پھیلتی چلی گئیں کیونکہ اس کے سامنے ہاتھوں میں ریوالور تھامے دو مقامی افراد موجود تھے۔ جن میں سے ایک کی شکل اسے کچھ شناسا سی لگ رہی تھی۔

"آرام سے بیٹھے رہو کروشو ——— حرکت تمہارے لئے نقصان دہ بھی ہو سکتی ہے" ——— شناسا شکل والے نے خشک لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی دوسرا آدمی بجلی کی سی تیزی سے اس کے عقب میں آ گیا۔

"کون ہو تم" ——— کروشو نے بڑی مشکل سے اپنے آپ کو سنبھالتے ہوئے کہا۔ اس کے ذہن میں اپنا نام سن کر دھماکے سے

ہو رہے تھے۔

"مجھے علی عمران کہتے ہیں جس سے تم نے کارلس کی مدد سے فارمولا حاصل کیا تھا" ——— شناسا شکل والے نے قریب آتے ہوئے کہا اور علی عمران کا نام سن کر کروشو کے ذہن میں ایک خوفناک دھماکہ ہوا۔ وہ اب پہچان گیا تھا کہ یہ واقعی عمران ہے کیونکہ اس کی فائل میں وہ اسی کا فوٹو دیکھ چکا تھا۔

"کارلس ——— فارمولا ——— کیا مطلب۔ تمہیں غلط فہمی ہوئی ہے مسٹر، میرا نام کروشو نہیں البرٹ ہے" ——— کروشو نے ہونٹ بھینچتے ہوئے اور اپنے آپ کو سنبھالتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے، اگر ہمیں غلط فہمی ہوئی ہے تو ہم معذرت کر لیں گے اٹھ کر کھڑے ہو جاؤ تاکہ تمہاری جیب میں موجود فارمولا میرا ساتھی نکال سکے" ——— عمران نے خشک لہجے میں کہا۔

"بیشک چیک کر لو، میرا کسی فارمولے سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ کروشو نے ایک جھٹکے سے اٹھتے ہوئے کہا مگر دوسرے لمحے اس کے عقب میں موجود آدمی نے اس کے کوٹ کا کالر پکڑا اور ایک جھٹکے سے اسے نیچے کر دیا۔ اب اس کا کوٹ، اس کے آدھے بازوؤں تک اتر آیا تھا اور اس طرح نہ ہی وہ کاندھوں کو جھٹکا دے کر کوٹ اد نچا کر سکتا تھا اور نہ ہی اس کے بازو حرکت کر سکتے تھے۔

"یہ لو ——— ہتھکڑی لگا دو ——— یہ صاحب ٹاس کراس ایجنسی کے اکلوتے ایجنٹ ہیں۔ مخصوص نشانی سے میں پہلے ہی سمجھ گیا تھا کہ ناکو کے روپ میں کروشو ہے" ——— عمران

نے اپنی بیلٹ کی سائیڈ سے کلپ ہتھکڑی نکال کر اپنے ساتھی کو دیتے ہوئے کہا۔

" میں کہتا ہوں تمہیں غلط فہمی ہوئی ہے۔ میرا نام البرٹ ہے اور میں سیاح ہوں "۔۔۔۔ کروشو نے غصیلے لہجے میں کہا لیکن وہ اپنے بازوں کو عقب میں جانے اور پھر کلائیوں میں ہتھکڑی لگنے کے عمل کو نہ روک سکا کیونکہ کوٹ نیچے ہو جانے کی وجہ سے وہ بے بس تھا۔ ہتھکڑی لگانے کے بعد عقب میں موجود آدمی نے اس کا کوٹ اونچا کر دیا۔

" اس کی تلاشی لو' لیکن ذرا اچھی طرح لینا یہ بڑے ذہین مشہور ہیں "۔۔۔۔ عمران نے اپنے ساتھی سے کہا اور اس کے ساتھی نے بڑی پھرتی سے اس کی تلاشی لینا شروع کر دی۔ چند لمحوں بعد اس کی جیبوں میں موجود سامان وہ سامنے میز پر رکھ چکا تھا۔ جس میں پرس، کاغذات، سگریٹ لائٹر اور وہ پنسل تراش بھی موجود تھا جس کی جگہ کروشو نے مائیکرو فلم پنسل باکس میں ڈالی تھی۔ پنسل تراش کو دیکھ کر کروشو کے ہونٹ بھینچ گئے کیونکہ اس نے اسے لاشعوری طور پر باکس سے نکال کر جیب میں ڈال لیا تھا اور اب وہ سوچ رہا تھا کہ یہ اس سے حماقت ہوئی ہے۔ اسے رسید پھاڑنے کے ساتھ ساتھ اسے بھی پھینک دینا چاہیے تھا۔

"پنسل تراش ۔۔۔ اس کی موجودگی کا کیا مطلب"۔۔۔۔ عمران نے میز پر سے پنسل تراش اٹھا کر اسے غور سے

دیکھتے ہوئے کہا۔

" یہ مجھے فٹ پاتھ پر پڑا ہوا دکھائی دیا تھا' میں نے اٹھا کر جیب میں ڈال لیا"۔۔۔۔ کروشو نے کہا اور عمران نے سر ہلاتے ہوئے پنسل تراش کو وہیں میز پر رکھ دیا۔

" ٹائیگر ۔۔ کمرے کی تلاشی لو ۔۔ فارمولا لازماً یہاں موجود ہوگا"۔۔۔۔ عمران نے اپنے ساتھی سے مخاطب ہو کر کہا اور ٹائیگر نے تلاشی لینی شروع کر دی۔

" کیا میں بیٹھ سکتا ہوں"۔۔۔۔ کروشو نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

" ہاں بیٹھ جاؤ"۔۔۔۔ عمران نے کہا اور کروشو خاموشی سے کرسی پر بیٹھ گیا۔ بہرحال وہ اپنی جگہ مطمئن تھا کہ فارمولا انہیں اب کسی صورت نہیں مل سکتا لیکن اس کے ساتھ ساتھ وہ حیران بھی تھا کہ یہ لوگ اس تک پہنچ کیسے گئے حالانکہ اپنی طرف سے اس نے کوئی ایسا کلیو نہ چھوڑا تھا جس سے اس تک کوئی پہنچ سکتا۔

" عمران صاحب ۔۔ یہ کیمرہ دیکھیں بالکل نیا ہے"۔۔۔۔ ٹائیگر نے الماری کے نیچے والے خانے سے وہی کیمرہ اٹھا کر عمران کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا جو کروشو نے مقامی مارکیٹ سے خریدا تھا اور اس کی مدد سے کاغذات کی مائیکرو فلم بنائی تھی۔

" اوہ یہ تو مائیکرو فلم بنانے والا کیمرہ ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ تم نے اس فارمولے کی مائیکرو فلم تیار کر کے کاغذات

ضائع کر دیئے ہیں۔ پہلے کافرستان میں بھی چیف سیکرٹری کے روپ میں تم نے یہی کام کیا تھا ــــ ٹھیک ہے ــــ اب مائیکرو فلم تلاش کرنی ہو گی"ــــ عمران نے کیمرے کو دیکھ کر اسے میز پر رکھتے ہوئے کہا۔

"یہ کیمرہ میرے ایک دوست نے تحفے میں دیا ہے"ــــ کروشو نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"اچھا ــــ میں سمجھا کہ شاید یہ بھی اس پنسل تراش کی طرح تمہیں سڑک پر پڑا ہوا ملا ہو گا"ــــ عمران نے طنزیہ لہجے میں کہا اور کروشو نے ہونٹ بھینچ لیے۔

تھوڑی دیر بعد ٹائیگر نے ناکامی کا اعلان کر دیا۔ اس نے واقعی انتہائی مہارت سے تلاشی لی تھی۔ وارڈ روب میں موجود کپڑے بھی پھاڑ دیئے تھے۔ بیڈ کا گدا، سرہانہ، چادریں پھاڑ کر چیک کی تھیں۔ فرش پر موجود قالین کو چاروں کونوں سے ہٹا دیا تھا۔ ردی کی ٹوکری چیک کر لی تھی حتیٰ کہ باتھ روم کی فلش ٹینکی بھی اس نے چیک کی تھی لیکن ظاہر ہے مائیکرو فلم وہاں موجود ہوتی تو ملتی۔

"اب تم شرافت سے بتا دو کروشو کہ مائیکرو فلم کہاں ہے"۔ عمران نے اس بار انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

"میں کہہ رہا ہوں کہ تمہیں غلط فہمی ہوئی ہے مسٹر، میرا کسی مائیکرو فلم اور فارمولے سے کوئی تعلق نہیں ہے"ــــ کروشو نے اس بار سخت لہجے میں کہا۔ عمران اسے بڑی سخت نظروں

سے گھور رہا تھا۔

"ہونہہ، تو اب تم سے اگلوانا ہی پڑے گا"ــــ عمران کا لہجہ اور زیادہ سرد ہو گیا۔

"جب میرے پاس ہو گی تو اگلواؤ گے۔ خواہ مخواہ میرے سر ہو رہے ہو"ــــ کروشو نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا وہ سمجھ گیا تھا کہ اب یہ عمران اس پر تشدد کرے گا لیکن وہ بھی ذہنی طور پر یہ فیصلہ کر چکا تھا کہ ہر قسم کے تشدد کا مقابلہ کرے گا۔ جب فارمولا دستیاب نہ ہو گا تو پھر وہ لوگ اس کا کیا بگاڑ سکیں گے۔

"تمہاری آنکھیں بتا رہی ہیں کہ تم نے تشدد برداشت کرنے کا فیصلہ کر لیا ہے اور میں جانتا ہوں کہ تم انتہائی تربیت یافتہ ایجنٹ ہو۔ اسی لئے عام تشدد کا تم پر اثر بھی نہ ہو گا لیکن فارمولا میں نے ہر صورت میں واپس حاصل کرنا ہے۔ یہ بات ذہن میں رکھ لو"ــــ عمران کا لہجہ انتہائی سرد ہو گیا۔

"جو بات میں نے ایک بار کہہ دی وہ سچ ہے۔ تم جس طرح چاہے اس کی تصدیق کر لو۔ میرے کاغذات چیک کرا لو، جس طرح تمہاری تسلی ہوتی ہے کر لو، یہ حقیقت ہے کہ تم نے غلط آدمی پر ہاتھ ڈالا ہے"ــــ کروشو نے فیصلہ کن لہجے میں کہا اور عمران جو اسے غور سے دیکھ رہا تھا نے اس کا فقرہ ختم ہوتے ہی ہاتھ میں پکڑا ہوا ریوالور سیدھا کیا اور پھر اسے کروشو کی پیشانی سے لگا دیا۔

"او۔ کے مسٹر ۔۔۔ اگر واقعی مجھے غلط فہمی ہوئی ہے تو پھر میں اس غلط فہمی کو مکمل کر لیتا ہوں ورنہ پہلے میرا خیال یہی تھا کہ میں فارمولا لے کر تمہیں چھوڑ دوں گا کیونکہ یہ فارمولا میرے ملک کی ملکیت نہیں ہے اس کا تعلق کافرستان سے ہے۔ اس لئے میں نے تو صرف امانت دار کے طور پر فارمولا کافرستان بھیجنا تھا اور بس ۔۔۔ مجھے تم سے یا کسی اور سے کوئی غرض نہ تھی لیکن اب جبکہ تم اسے غلط فہمی کہہ رہے ہو تو ٹھیک ہے غلط فہمی ہی سہی"۔۔۔ عمران نے سرد لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ٹریگر پر انگلی کو حرکت دی۔

"رک جاؤ ۔۔۔ رک جاؤ ۔۔۔ مجھے مت مارو۔ تم خواہ مخواہ ظلم کر رہے ہو"۔۔۔ عمران کے انتہائی سرد لہجے پر کروشو نے بے اختیار گھبراتے ہوئے کہا۔

"ہاں یا نہ میں بات کرو مسٹر ۔۔۔ ورنہ ۔۔۔۔"۔۔۔ عمران کا لہجہ اور بھی سرد ہوتا گیا۔

"ٹھہرو ۔۔۔ ٹھہرو ۔۔۔ رک جاؤ ۔۔۔ فارمولا واقعی میرے پاس ہے ۔۔۔ رک جاؤ"۔۔۔ کروشو نے تیز لہجے میں کہا اور عمران نے ریوالور ہٹا لیا۔ کروشو کو عمران کا لہجہ سن کر ہی یقین ہو گیا تھا کہ وہ گولی مار دے گا۔ اس لئے اس نے جان بوجھ کر یہ فقرہ کہہ دیا تھا۔

"چلو ایک بات تم نے تسلیم کر لی ۔۔۔ اب بولو کہاں ہے

فارمولا"۔۔۔ عمران نے ریوالور ہٹاتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

"کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ تم مجھ سے اس فارمولے کا سودا کر لو"۔۔۔ کروشو نے کہا۔ اس کے ذہن میں اس وقت دو باتیں تھیں۔ ایک تو یہ کہ زیادہ سے زیادہ وقت حاصل کرے تاکہ جنرل پوسٹ آفس سے فارن ڈاک روانہ ہو جائے اس نے پوسٹ آفس سے پہلے ہی معلوم کر لیا تھا کہ سپیشل ارجنٹ فارن ڈاک پاچان لے جانے والی فلائٹ دو گھنٹے بعد روانہ ہو جائے گی اور اس کے خیال کے مطابق اسے وہ پیکٹ بک کئے ڈیڑھ گھنٹہ گزر چکا تھا۔ اس لئے اگر وہ آدھا گھنٹہ مزید گزار لے تو پھر فارمولا پاکیشیا کی حدود سے نکل جائے گا، دوسری بات یہ کہ وقت حاصل کر کے وہ اپنے آپ کو اس سچوئیشن سے نکال لینے کا بھی کوئی نہ کوئی طریقہ تلاش کر ہی لے گا۔

"سودا بھی ہو سکتا ہے لیکن اس کے لئے فارمولے کی موجودگی ضروری ہے"۔۔۔ عمران نے سرد لہجے میں کہا اسی لمحے کروشو کے ذہن میں ایک نئی بات آئی تو وہ بے اختیار مسکرا دیا۔ اس نے عمران کی فائل میں پڑھا تھا کہ عمران انتہائی ذہین آدمی ہے چنانچہ اس نے مزید وقت لینے کی غرض سے عمران کی ذہانت کو چیلنج کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ اسے انسانی نفسیات کا علم تھا کہ اگر کسی ذہین آدمی کو ذہانت کا چیلنج

دے دیا جائے تو پھر وہ لازماً اپنی ذہانت ثابت کرنے کے
لئے لمبے سوچ بچار کے چکر میں پڑ جاتا ہے اور کروشو اب
عمران کو اسی چکر میں ڈالنا چاہتا تھا۔

"او۔ کے مسٹر عمران ۔۔۔۔ تم نے جس طرح مجھے تلاش
کیا ہے اس سے یہ بات ثابت ہو جاتی ہے کہ تم انتہائی ذہین
آدمی ہو حالانکہ میں نے اپنے طور پر پوری کوشش کی تھی کہ
تم میرا کلیو کسی طرح حاصل نہ کر سکو لیکن تمہارا اس قدر جلد
براہِ راست مجھ تک پہنچ جانا یہی ثابت کرتا ہے کہ تم میری
توقع سے کہیں زیادہ ذہین ہو تو مسٹر علی عمران میں تمہاری ذہانت
کو چیلنج کرتا ہوں۔ اگر تم اپنی ذہانت کے بل بوتے پر فارمولا
تلاش کر لو تو فارمولا تمہارا' میرے ساتھ جو چاہے سلوک
کرنا لیکن اگر تم ذہانت کے بل بوتے پر فارمولا تلاش نہ
کر سکے تو پھر اس فارمولے پر تمہارا کوئی حق نہیں ہے۔ ویسے
بھی مجھے قتل کر دینے کے بعد تمہیں کسی طرح بھی فارمولا نہیں
مل سکتا۔ یہ بات طے سمجھو" ۔۔۔۔ کروشو نے باقاعدہ چیلنج
کرتے ہوئے کہا اور عمران مسکرا دیا۔

"اب میں یہی کہہ سکتا ہوں کہ تمہیں غلط فہمی ہوئی ہے۔
اگر میں ذہین ہوتا تو اس طرح دھکے نہ کھاتا پھرتا۔ بھائی تم
مجھے احمق ہی سمجھ لو۔ میں ذہانت کے چکر میں کبھی نہیں پڑا اور
سنو مزید وقت ضائع کرنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ بولو کہاں
ہے فارمولا" ۔۔۔۔ عمران نے فقرے کا پہلا حصہ تو مسکراتے

ہوئے کہا مگر فقرے کے آخر تک پہنچتے پہنچتے اس کا لہجہ
سرد ہو گیا۔

"او۔ کے ٹھیک ہے ۔۔۔ مار دو گولی مجھے۔ ایک احمق
اس سے زیادہ کر بھی کیا سکتا ہے" ۔۔۔۔ کروشو نے منہ
بناتے ہوئے کہا۔

"باس' یہ واقعی وقت ضائع کرنا چاہتا ہے۔ اس کا مطلب
ہے کہ وقت کی اس فارمولے کی برآمدگی میں کوئی اہمیت موجود
ہے" ۔۔۔۔ عمران کے ساتھی ٹائیگر نے کہا۔

"تم اندازہ لگا سکتے ہو ٹائیگر کہ اس نے فارمولا کہاں رکھا
ہوگا یا پہنچایا ہوگا" ۔۔۔۔ عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے
کہا۔

"میرا خیال ہے باس اس نے فارمولا اپنے سفارتخانے
میں پہنچا دیا ہوگا تاکہ اسے سفارتی بیگ کے ذریعے ملک سے
باہر نکال دیا جائے" ۔۔۔۔ ٹائیگر نے جواب دیتے
ہوئے کہا۔

"نہیں ۔۔۔ اگر یہ سفارت خانے جاتا تو پھر لازماً اس
کی کلائی پر چیکڈ کی مہر موجود ہوتی۔ جدید حفاظتی انتظامات
کے تحت سفارتخانے کے اندر جانے والے ہر شخص کو مکمل طور پر
چیک کیا جاتا ہے اور اس کی کلائی پر سفارت خانے کی
مہر لگائی جاتی ہے تاکہ سفارت خانے کے افراد کو یقین ہو
سکے کہ آنے والے کو واقعی مکمل طور پر چیک کر کے بھیجا گیا

ہے اور یہاں سے جاپانی سفارت خانے کے راستے میں کوئی ایسی سڑک نہیں ہے جہاں کوئی سکول ہو اور بچے اپنا پنسل تراش گرا سکیں اور پنسل تراش اگر واقعی سڑک پر پڑا ہوا تھا تو ظاہر ہے اول تو اسے ٹیکسی میں بیٹھے بیٹھے نظر ہی نہ آتا اور اگر نظر آجاتا تو یہ ٹیکسی روک کر اسے نہ اٹھاتا۔ اس پنسل تراش کی موجودگی کا مطلب ہے کہ یہ ایسی سڑک پر پیدل چلتا رہا ہے جہاں کوئی سکول موجود ہے اور سکول بھی پرائمری"۔۔۔۔ عمران نے کہا اور کروشو عمران کے اس تجزیے پر بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔ اسے عمران کے اس تجزیے پر واقعی ذہنی طور پر بے حد لطف آرہا تھا اور پہلے تو وہ یہ سوچ کر پریشان ہو رہا تھا کہ اس نے پنسل تراش پھینک کیوں نہیں دیا لیکن اب وہ سوچ رہا تھا کہ پنسل تراش کی موجودگی اسے فائدہ دے رہی ہے۔ عمران کا ذہن پنسل تراش میں الجھا ہوا تھا اور کروشو کو یقین تھا کہ اس معمولی پنسل تراش سے وہ کبھی بھی صحیح نتیجے تک نہ پہنچ سکے گا۔ اس طرح فارمولا جاپان حفاظت سے پہنچ جائے گا اور جب فارمولا نہ ملے گا تو لازماً عمران کو اسے چھوڑنا پڑے گا یا وہ خود ہی کوئی ترکیب کر کے اس کی گرفت سے نکل جائے گا۔ ویسے عمران نہ چاہنے کے باوجود خود ہی ذہانت کے چکر میں الجھ گیا تھا۔

"اس پنسل تراش کی موجودگی نے مجھے الجھن میں ڈال دیا ہے"۔۔۔۔ عمران نے میز پر رکھا ہوا پنسل تراش اٹھاتے ہوئے کہا اور پھر اسے غور سے دیکھنے لگا۔

"الجھن میں پڑنے کی کیا ضرورت ہے، میری طرف سے تحفے کے طور پر رکھ لو"۔۔۔۔ کروشو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تحفے میں رکھ لوں ۔۔۔ اوہ، اوہ میں سمجھ گیا"۔۔۔۔ عمران نے بری طرح اچھلتے ہوئے کہا اور کروشو اس کے اس طرح اچھلنے پر بے اختیار چونک پڑا۔

"کیا سمجھ گئے ہو"۔۔۔۔ کروشو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا لیکن عمران نے اس کی بات کا کوئی جواب دینے کی بجائے جلدی سے ایک طرف پڑے ہوئے ٹیلی فون کا رسیور اٹھا لیا۔ اس کے چہرے پر جوش کے آثار نمایاں تھے۔

"یس سر"۔۔۔۔ رسیور اٹھاتے ہی دوسری طرف سے ہوٹل ایکسچینج کے آپریٹر کی آواز سنائی دی۔

"جنرل پوسٹ آفس میں پوسٹ ماسٹر سے بات کراؤ"۔۔۔ عمران نے تیز لہجے میں کہا۔ اس کے ساتھ ہی وہ کروشو کی طرف بھی دیکھ رہا تھا اور جنرل پوسٹ آفس کا سن کر کروشو کو یوں محسوس ہوا جیسے کسی نے اس کے سر پر بم مار دیا ہو۔

"کیا مطلب ۔۔۔ یہ پوسٹ آفس کو فون کیوں کر رہے ہو" کروشو نے انتہائی بے چین لہجے میں کہا۔

"اب کیوں فکر کرتے ہو مسٹر کروشو ۔۔۔ اب تو تم نے پنسل تراش مجھے تحفے میں دے ہی دیا ہے"۔۔۔۔

عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" ہیلو پی۔ اے ٹو پوسٹ ماسٹر جنرل سپیکنگ "۔۔۔۔ چند لمحوں بعد ایک آواز رسیور پر سنائی دی۔

" پوسٹ ماسٹر جنرل سے بات کرائیں۔ میں اسسٹنٹ ڈائرکٹر جنرل سنٹرل انٹیلی جنس علی عمران بول رہا ہوں "۔۔۔۔ عمران نے سخت لہجے میں کہا۔

" یس سر "۔۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

" یس سر ۔۔۔ میں پوسٹ ماسٹر جنرل کبیر احمد خاں بول رہا ہوں "۔۔۔۔ چند لمحوں بعد رسیور پر ایک بھاری آواز سنائی دی۔

" سپیشل فارن ڈاک چلی تو نہیں گئی ۔۔۔ باچان جانے والی ڈاک "۔۔۔۔ عمران نے تیز لہجے میں پوچھا۔

" باچان جانے والی ڈاک بس جا ہی رہی ہے ۔۔۔ ایک دو منٹ بعد چلی جائے گی مگر . . . . "۔۔۔۔ پوسٹ ماسٹر جنرل نے کہا۔

" اسے فوراً روکیں، اٹ از مائی آرڈر "۔۔۔۔ عمران نے تیز لہجے میں کہا۔

" سر وہ کیسے رک سکتی ہے۔ آدھے گھنٹے بعد فلائٹ جارہی ہے اور ڈاک تو تھیلوں میں پیک ہو رہی ہو گی "۔۔۔۔ پوسٹ ماسٹر جنرل نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

" سنیں پوسٹ ماسٹر صاحب، اس میں حکومت کا ایک

اہم راز جارہا ہے، سمجھے ۔۔۔ اگر یہ ڈاک چلی گئی تو آپ کو گولی بھی ماری جا سکتی ہے ۔۔۔ فوراً روکیں اُسے "۔۔۔۔ عمران نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

" یس سر ۔۔۔ یس سر "۔۔۔۔ دوسری طرف سے بری طرح گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا اور پھر رسیور میز پر رکھنے اور پوسٹ ماسٹر کے چیختے ہوئے باہر جانے کی آواز سنائی دی۔

کروشو نے ہونٹ بھینچ لئے۔ اب صرف ایک امید رہ گئی تھی کہ عمران اس ڈاک میں سے لازماً کوئی ایسا پیکٹ تلاش کرے گا جس میں مائیکرو فلم بند ہو سکتی ہو اور ظاہر ہے باکس اُسے ملے گا نہیں۔

" یس سر ۔۔۔ روک دی گئی ہے سر۔ لیکن کب تک روکی ہے۔ یہ فارن ڈاک کا مسئلہ ہے "۔۔۔۔ تھوڑی دیر بعد پوسٹ ماسٹر جنرل کی آواز سنائی دی۔

" کتنے تھیلے ہیں، باچان جانے والے "۔۔۔۔ عمران نے پوچھا۔

" چار تھیلے ہیں جناب "۔۔۔۔ پوسٹ ماسٹر جنرل نے کہا۔

" سنئیں ۔۔۔ ان تھیلوں میں ایک پنسل باکس تلاش کریں جسے شاید باچان گفٹ پیک کے طور پر بھیجا جارہا ہو ۔۔۔ فوراً تلاش کر کے مجھے بتائیں "۔۔۔۔ عمران نے انتہائی

سخت لہجے میں کہا۔
" یس سر" ——— دوسری سے کہا گیا۔
اور کروشو کو پنسل باکس کا سن کر یوں محسوس ہوا جیسے اس
کے جسم سے روح ہی نکل گئی ہو۔ وہ نڈھال ہو کر کرسی پر
ڈھیر سا ہو گیا۔ یہ عمران واقعی کوئی شیطانی روح تھی جو صحیح
چیز تک پہنچ گیا تھا۔
" سر ایک پنسل باکس بک کرایا گیا ہے اور یہ میرے
ہاتھ میں ہے۔ اب فرمائیے کیا کرنا ہے" ——— تھوڑی
دیر بعد پوسٹ ماسٹر جنرل کی آواز سنائی دی۔
" اسے کھولیں اور اس خانے کو چیک کریں جس میں پنسل
تراش ہوتا ہے اور مجھے بتائیں کہ کیا اس میں پنسل تراش موجود ہے
جلدی کریں" ——— عمران نے تیز لہجے میں کہا۔
" یس سر" ——— دوسری طرف سے کہا گیا۔
" یہ خانہ تو نہیں کھل رہا جناب ——— یوں لگتا ہے جیسے
اس کا میکنزم خراب ہو یا توڑ دیا گیا ہو۔ باقی تو سب خانے
صحیح کھل بند ہو رہے ہیں" ——— چند لمحوں بعد پوسٹ
ماسٹر جنرل کی آواز سنائی دی۔
" اسے توڑ دیں، میں ذمہ دار ہوں ——— جلدی کریں۔ اٹ
از موسٹ ایمرجنسی" ——— عمران نے غراتے ہوئے
کہا۔
" یس سر" ——— عمران کی غراہٹ پر پوسٹ ماسٹر

جنرل نے بُری طرح گھبرائے ہوئے لہجے کہا۔
" سر اس خانے میں تو پنسل تراش نہیں ہے بلکہ کوئی
چھوٹی سی فلم جیسی چیز موجود ہے" ——— چند لمحوں بعد
پوسٹ ماسٹر جنرل کی حیرت سے پُر آواز سنائی دی اور
عمران کے منہ سے بے اختیار اطمینان کا ایک طویل سانس
نکل گیا اور کروشو نے بے اختیار شدید ترین مایوسی کی بنا
پر آنکھیں بند کر لیں۔ اس کا ذہن اب اپنے آپ پر نفریں
کر رہا تھا کہ اس نے اس پنسل تراش کو پھینکا کیوں نہیں ———
لیکن ظاہر ہے اب کیا ہو سکتا تھا۔
" میں اپنا خاص آدمی بھیج رہا ہوں، اپنا کارڈ دے کر،
آپ یہ فلم اور باکس اس کے حوالے کر دیں اور باقی ڈاک
کو بے شک روانہ کر دیں" ——— عمران نے چند لمحے
خاموش رہنے کے بعد کہا۔
" سر اگر آپ ناراض نہ ہوں تو میں سرکاری طور پر سنٹرل
انٹیلی جنس کو بھجوا دوں اسے۔ اس طرح میری ذمہ داری بھی
ختم ہو جائے گی" ——— پوسٹ ماسٹر نے رک رک کر
کہا۔
" ٹھیک ہے ——— لیکن میرا آدمی آ رہا ہے، اس کے
سامنے بھیجیں، یہ بے حد اہم چیز ہے، سمجھے" ———
عمران نے تیز لہجے میں کہا۔
" بہتر سر ——— شکریہ سر" ——— دوسری طرف سے

کہا گیا اور عمران نے ریسیور رکھ دیا۔

"جاؤ ٹائیگر اور اس سے فلم لے آؤ۔ وہ احمق اسے فیاض کے پاس بھیج رہا ہے، سمجھ گئے ہو کس طرح لینا ہے اسے"۔۔۔۔ عمران نے ریسیور رکھ کر ٹائیگر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس باس"۔۔۔۔ ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا اور تیزی سے کمرے کے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

"تم نے کیسے یہ سب اندازہ لگایا"۔۔۔۔ کروشو نے ہونٹ چباتے ہوئے پوچھا۔ اُسے واقعی سمجھ نہ آ رہی تھی کہ عمران اس حتمی نتیجے تک کیسے پہنچ گیا۔

"تمہارے اس فقرے نے کہ اسے تحفے پر لے لو' مجھے بے حد مدد دی ہے مسٹر کروشو۔ مجھے معلوم ہے کہ مائیکرو فلم کا حجم اس پنسل تراش جتنا ہی ہوتا ہے۔ یہ پنسل تراش بالکل نیا ہے غیر استعمال شدہ ہے اور اس کو غور سے دیکھا جائے تو صاف محسوس ہوتا ہے کہ یہ کسی جگہ فکسڈ تھا اور اسے زبردستی علیحدہ کیا گیا ہے اور تحفے سے مجھے خیال آ گیا کہ آج کل بڑے جدید قسم کے پنسل باکس مارکیٹ میں آ رہے ہیں جو طالب علموں کو ان کے والدین تحفے میں دیا کرتے ہیں اس لئے ساری بات سامنے آ گئی اور پھر تم جس طرح وقت گزارنا چاہتے تھے۔ اس سے میں سمجھ گیا کہ تم نے یہ پنسل باکس خریدا۔ اس میں سے پنسل تراش

علیحدہ کیا اور مائیکرو فلم اس میں رکھ کر اسے گفٹ پارسل کے طور پر باجان بذریعہ ڈاک بھجوا دیا ہوگا۔ بہر حال میں تمہاری ذہانت کی داد دیتا ہوں تم نے واقعی ایک فول پروف طریقہ نکالا تھا۔ مائیکرو فلم کو ملک سے باہر نکالنے کا' اگر تم سے اس پنسل تراش کو جیب میں ڈالنے کی حماقت سرزد نہ ہوتی تو واقعی تم اسے باجان پہنچا دینے میں کامیاب ہو جاتے"۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور کروشو کو یوں محسوس ہوا جیسے اس سے بڑا احمق شاید ہی دنیا میں پیدا ہوا ہو۔

"واقعی بعض اوقات معمولی سی حماقت سے سب کچھ ختم ہو جاتا ہے۔ اب میرے متعلق تمہارا کیا فیصلہ ہے"۔۔۔۔ کروشو نے مایوسی بھرا طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"تم ذہین آدمی ہو ۔۔۔ اور پھر میرے مجرم نہیں ہو' اس لئے میں تمہیں ایک ذہین آدمی کو تحفے میں دے دوں گا اس کے بعد وہ جانے اور تم"۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تحفے میں ۔۔۔ کیا مطلب"۔۔۔۔ کروشو نے چونک کر پوچھا۔

"کرنل فریدی ۔۔۔ ہم دونوں سے زیادہ ذہین ہے اور پھر فارمولا بھی اس کے ملک کا ہے۔ اب اس کی ذہانت پر منحصر ہے کہ وہ تم سے یہ بات کیسے معلوم کرتا ہے کہ تمہیں

یہ کیسے پتہ چل گیا کہ وہ مجھے چابی بھجوا رہا ہے اور فارمولا میرے ملک کے کس لاکر میں ہے ـــــ فی الحال تم آرام کرو" ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی اس کا بازو بجلی کی سی تیزی سے گھوما اور مڑی ہوئی انگلی کا ہک پوری قوت سے کروشو کی کنپٹی پر پڑا۔ کروشو کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کے ذہن میں ایک دھماکہ سا ہوا ہو اور پھر ذہن پر تاریکی پھیلتی چلی گئی۔

ٹیلیفون کی گھنٹی بجتے ہی کرنل فریدی نے چونک کر سامنے پڑے فون کی طرف دیکھا اور ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"ہارڈسٹون" ـــــ کرنل فریدی نے خشک لہجے میں کہا۔

"نمبر الیون بول رہا ہوں جناب" ـــــ دوسری طرف سے نمبر الیون کی آواز سنائی دی۔

"یس ـــ کیا پاکیشیا سے کوئی رپورٹ ملی ہے" ـــــ کرنل فریدی نے اسی طرح سرد لہجے میں پوچھا۔

"یس سر ـــ ابھی ابھی انتہائی حیرت انگیز رپورٹ ملی ہے ـــ عمران صاحب نے وہ فارمولا نیشنل بنک کی مین برانچ کے سپیشل لاکر سے وصول کیا لیکن بنک سے باہر

جیب کتروں کے ایک گروہ نے ان سے اپنے خاص انداز میں واردات کرتے ہوئے وہ لفافہ حاصل کر لیا۔ عمران صاحب تھانے گئے اور وہاں سے معلوم ہوا کہ ان جیب کتروں کو کسی نے گولی مار کر وہ لفافہ حاصل کر لیا ہے اور اب جناب پوری سیکرٹ سروس ایئر پورٹ اور دوسرے اڈوں پر اس فارمولے کے حصول کے لئے چیکنگ کر رہی ہے"۔ ـــــ نمبر الیون نے کہا اور کرنل فریدی کے چہرے کے عضلات سکڑتے گئے۔

"عمران کہاں ہے" ـــــ کرنل فریدی کا لہجہ بے حد سرد ہو گیا تھا۔

"وہ فلیٹ میں موجود نہیں ہیں جناب" ـــــ نمبر الیون نے جواب دیا اور کرنل فریدی نے او۔ کے کہہ کر رسیور رکھ دیا۔

"سب بکواس ـــ عمران جیسے شخص سے جیب تراش اس طرح آسانی سے فارمولا حاصل نہیں کر سکتے اور پھر جیب تراشوں کو گولی مارنے والی کہانی ظاہر ہے صرف ڈاج دینے کے لئے بنائی گئی ہے۔ عمران کی نیت خود خراب ہو گئی ہے لیکن اسے یہ فارمولا ہر صورت میں واپس کرنا ہو گا" ـــــ کرنل فریدی نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"کیا ہوا ـــ اس قدر غصے میں آپ کیوں نظر آ رہے ہیں" ـــــ پاس بیٹھے کیپٹن حمید نے چونک کر کہا۔ وہ

کسی رسالے کے مطالعے میں مصروف تھا۔

"عمران سمجھتا ہے کہ وہ بچوں جیسی پلاننگ کر کے مجھے ڈاج دے دے گا۔ میں اس کے حلق میں انگلی ڈال کر فارمولا اگلوا لوں گا" ـــــ کرنل فریدی نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا اور ساتھ ہی اس نے نمبر الیون کی دی ہوئی رپورٹ دوہرا دی۔

"آپ کی بات درست ہے، وہ فارمولا ہضم کرنے کی غرض سے یہ سب کچھ کر رہا ہے۔ آپ یہ انگلی ڈالنے والا کام میرے سپرد کر دیں۔ پھر دیکھیں کیسے فارمولا باہر آتا ہے"۔ کیپٹن حمید نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"میری سمجھ میں یہ بات نہیں آ رہی کہ آخر عمران کو اس طرح کی بچگانہ منصوبہ بندی کرنے کی کیا ضرورت تھی۔ کیا وہ سمجھتا ہے کہ اس سے میں مطمئن ہو کر بیٹھ جاؤں گا۔ ہونہہ نانسنس" کرنل فریدی کا غصہ لمحہ بہ لمحہ بڑھتا جا رہا تھا۔

"آپ نے اس پر اعتماد ہی کیوں کیا، وہ تو ایک نمبر فراڈی ہے" ـــــ کیپٹن حمید نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ ظاہر ہے عمران کے خلاف بات کرنے کا موقع اسے خدا دے۔

کرنل فریدی نے کوئی جواب دینے کی بجائے ٹیلیفون کا رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"سلیمان بول رہا ہوں" ـــــ چند بار گھنٹی بجنے کے بعد دوسری طرف سے رسیور اٹھاتے ہی سلیمان کی آواز

سنائی دی۔

"کرنل فریدی بول رہا ہوں، عمران کہاں ہے؟" ——— کرنل فریدی کا لہجہ قدرتی طور پر بے حد سخت تھا۔

"وہ تو صبح سے گئے ہوئے ہیں جناب، پھر ابھی تک ان کی واپسی نہیں ہوئی" ——— دوسری طرف سے سلیمان کی سنجیدہ آواز سنائی دی۔

"وہ جیسے ہی واپس آئے، اسے کہنا مجھے فوراً فون کرے" کرنل فریدی نے اسی طرح سخت لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی رسیور رکھ دیا۔

"اسے فارمولا ہر صورت میں دینا ہوگا ——— ہر صورت میں" ——— کرنل فریدی نے کرسی سے اٹھ کر ٹہلتے ہوئے بڑبڑا کر کہا اور کیپٹن حمید نے کچھ بولنے کے لئے منہ کھولا ہی تھا کہ پھر وہ خاموش ہو گیا کیونکہ کرنل فریدی کے چہرے پر اس وقت جس غصے کے آثار نظر آ رہے تھے ایسے آثار کیپٹن حمید نے پہلے کبھی نہ دیکھے تھے۔

"اس نے میرے اعتماد کو دھوکہ دیا ہے اور میں اسے کبھی برداشت نہیں کرسکتا" ——— کرنل فریدی کی بڑبڑاہٹ جاری تھی پھر نجانے کتنا وقت اسے اسی طرح بڑبڑاتے اور ٹہلتے گزر گیا کہ ٹیلیفون کی گھنٹی زور سے بج اٹھی۔ کرنل فریدی تیزی سے مڑا اور اس نے رسیور اٹھا لیا۔

"ہارڈ اسٹون" ——— کرنل فریدی کا لہجہ بے حد

سخت تھا۔

"یہ حرف 'ایس' کا اضافہ آپ نے خواہ مخواہ کرلیا ہے ہارڈ سٹون نہیں بلکہ ہارڈ ٹون کہیئے۔ میرا مطلب ہے سخت لہجہ، آپ نے سلیمان پاشا کو بھی ڈرا دیا ہے۔ وہ بیچارہ آپ کا لہجہ سن کر بری طرح سہما ہوا بیٹھا ہے۔ میں نے اسے بڑی تسلی دی ہے کہ آپ کا بس لہجہ ہی سخت ہوتا ہے، اندر سے آپ بے حد نرم ہیں، بالکل اخروٹ کی طرح" ——— عمران کی چہکتی ہوئی آواز سنائی دی۔

"عمران ——— مجھے تم سے یہ امید نہ تھی کہ تم اس طرح میرے اعتماد کو دھوکہ دینے کی کوشش کرو گے" ——— کرنل فریدی نے اسی طرح سخت لہجے میں کہا۔

"اعتماد کو دھوکہ ——— لاحول ولاقوۃ ——— آپ نے شاید دنیا نہیں دیکھی کرنل صاحب، بس پریڈ ہی کرتے رہے ہیں، جناب دھوکہ وہی کھاتا ہے جو اعتماد کرتا ہے۔ اس لئے بزرگ کہتے ہیں کہ سرے سے اعتماد ہی نہیں کرنا چاہیے آپ نے اس یہودی تاجر والی مثال نہیں سنی ہوئی کہ جس نے اپنے لڑکے کو ایک اونچی جگہ پر چڑھا دیا اور پھر اسے کہا کہ نیچے چھلانگ لگا دو میں تمہیں کیچ کرلوں گا اور اس بیچارے لڑکے نے باپ پر اعتماد کرتے ہوئے نیچے چھلانگ لگا دی مگر یہودی صاحب تیزی سے ایک طرف ہٹ گئے اور وہ لڑکا نیچے گر کر اپنی ٹانگ تڑوا بیٹھا اور یہودی صاحب

نے اسے تسلی دیتے ہوئے کہا، بیٹے مجھے یقین ہے کہ اب تم زندگی میں کسی پر اعتماد نہ کرو گے۔ گو مجھے معلوم ہے کہ آپ کے قبلہ والد صاحب یہودی نہ تھے لیکن کم از کم ایسا سبق تو انہوں نے آپ کو ضرور دیا ہو گا"۔۔۔۔۔ عمران کی زبان واقعی انتہائی تیز رفتاری سے چل رہی تھی۔

"سنو عمران ۔۔۔ اگر میں اعتماد کر سکتا ہوں تو اعتماد کو دھوکہ دینے والوں سے نمٹ بھی سکتا ہوں۔ اس لئے بہتر یہی ہے کہ تم وہ فارمولا میرے حوالے کر دو"۔۔۔۔۔ کرنل فریدی نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"اگر آپ نے چابی کے ساتھ ساتھ اس ٹاس کراس والے کروشو کو بھی بھیجا تھا تو کم از کم مجھے بتا تو دیتے۔ اب تو یہ حال ہے کہ نیکی برباد گناہ لازم، ایک تو میں نے محنت کر کے لاکر تلاش کیا اور اب آپ غصہ بھی مجھے دکھا رہے ہیں۔ ویسے آنجہانی ڈاکٹر راجندر کا یہ آئیڈیا ذاتی طور پر مجھے بے حد پسند آیا ہے کہ اہم فارمولوں کی حفاظت کے لئے انہیں دوسرے ملک کے لاکر میں رکھ دیا جائے۔ اب ٹکریں مارتے پھریں بیچارے ایجنٹ، میں تو سوچ رہا ہوں کہ اپنی حکومت سے درخواست کروں کہ پاکیشیا کے تمام اہم فارمولے کافرستان کے بنکوں میں رکھوا دیں۔ آپ کا کیا خیال ہے، اچھا آئیڈیا ہے ناں"۔۔۔۔۔ عمران نے چہکتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"کروشو کی بات تم نے کیسے کر دی"۔۔۔۔۔ کرنل فریدی نے اس کی باقی بات کو نظر انداز کرتے ہوئے کہا۔

"تو آپ کروشو کو نہیں جانتے، کمال ہے۔ میں تو سوچ رہا تھا کہ اماں بی کو اطلاع کر دوں کہ کرنل فریدی نے ثریا کو سینا پرونا سکھانے کے لئے کافرستان سے کروشیا بھجوا دیا ہے اور آپ کہہ رہے ہیں کہ کروشیا کی بات میں نے کیسے کر دی"۔۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"عمران، یہ فارمولا میرے لئے انتہائی اہم ہے سمجھے، اس لئے سنجیدگی سے مجھے جواب دو کہ فارمولا کہاں ہے اور سنو مجھے وہ احمقانہ بات بتانے کی ضرورت نہیں ہے کہ بنک سے نکلتے ہوئے جیب تراشوں نے وہ فارمولا تم سے اڑا لیا اور پھر ان جیب تراشوں کو گولی مار دی گئی، اور اب سیکرٹ سروس ایئر پورٹ پر اس فارمولا کو تلاش کرتی پھر رہی ہے۔ ایسی بچگانہ باتیں تم اپنے چیف کو بتایا کرو مجھ سے سیدھی بات کرو کہ وہ فارمولا کہاں ہے"۔۔۔۔۔ کرنل فریدی کا لہجہ بے حد سخت تھا۔

"سیدھی بات کے لئے زبان کو سیدھا کرنا پڑتا ہے اور اس کروشئے کے حصول کے لئے مجھے روزے کے ساتھ اتنی بھاگ دوڑ کرنی پڑی ہے کہ جسم کے ساتھ ساتھ زبان بھی ٹیڑھی ہو رہی ہے، اس لئے افطاری تک اجازت دیجئے افطاری کے بعد میں بارہ کپ چائے پیوں گا تو زبان تیز

کی طرح سیدھی ہو جائے گی۔ اس وقت تک خدا حافظ"
دوسری طرف سے عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

"ہونہہ، تو یہ کروشو یہاں آنے کی بجائے وہاں پاکیشیا پہنچ گیا۔ لیکن یہ کیسے ممکن ہے۔ اسے کس طرح معلوم ہو گیا کہ فارمولا پاکیشیا میں ہے"۔۔۔۔ کرنل فریدی نے رسیور رکھتے ہوئے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یہ آپ کو چکر دے رہا ہے جناب، وہ ہے ہی فطرتاً طور پر ٹیڑھا۔ وہ سیدھی بات کیسے کر سکتا ہے۔ صرف ٹیڑھی انگلی ہی اس کے حلق سے سیدھی بات اگلوا سکتی ہے"۔۔۔ کیپٹن حمید نے کہا۔

"نہیں ۔۔۔ عمران کی باتوں سے میں اتنی بات تو سمجھ گیا ہوں کہ کروشو لازماً وہاں پہنچا ہے اور ہو سکتا ہے اس نے فارمولا حاصل کرنے کے لئے کوئی چکر چلا دیا ہو لیکن وہ وہاں پہنچا کیسے، یہی بات میری سمجھ میں نہیں آ رہی"۔۔۔ کرنل فریدی نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

اسی لمحے ملازم کمرے میں داخل ہوا تو اس کے ہاتھ میں ایک گفٹ باکس تھا۔

"صاحب ۔۔۔ یہ پاکیشیا سے سپیشل ڈاک سے آیا ہے" ملازم نے گفٹ باکس کرنل فریدی کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

"پاکیشیا سے اور سپیشل ڈاک کے ذریعے ۔۔۔ کیا مطلب کیا ہے یہ"۔۔۔ کرنل فریدی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا اور باکس ملازم کے ہاتھ سے لے لیا اور اسے کھولنے لگا۔ ملازم واپس چلا گیا تھا۔

"ذرا خیال سے کھولئے، اس عمران نے فارمولا مکمل طور پر ہضم کرنے کے لئے کہیں اس میں بم ڈال کر نہ بھیج دیا ہو"۔ کیپٹن حمید نے کہا۔

"خاموش رہو ۔۔۔ عمران کے متعلق ایسی گھٹیا باتیں مت سوچا کرو"۔۔۔ کرنل فریدی نے اسے جھڑکتے ہوئے کہا اور کیپٹن حمید ہونٹ بھینچ کر خاموش ہو گیا۔

"پنسل باکس ۔۔۔ کیا مطلب"۔۔۔ کرنل فریدی نے حیرت سے پیکنگ میں سے نکلنے والے جدید پنسل باکس کو الٹ پلٹ کر دیکھتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر واقعی شدید حیرت کے آثار ابھر آئے تھے۔

"یہ طنز ہے آپ پر کہ آپ ابھی عمران کے مقابلے میں بچے ہیں"۔۔۔ کیپٹن حمید سے نہ رہا گیا تو وہ بول پڑا کرنل فریدی نے اسے کوئی جواب دینے کی بجائے باکس کو کھول کر اس کے مختلف حصوں کو کھول کھول کر چیک کرنا شروع کر دیا۔

"اوہ مائیکرو فلم"۔۔۔ کرنل فریدی نے چونک کر پنسل تراش والے خانے میں پڑی مائیکرو فلم کو باہر نکالتے

ہوئے کہا اور کیپٹن حمید بھی حیرت سے باکس سے برآمد
ہونے والی مائیکرو فلم کو دیکھنے لگا. دوسرے لمحے اس کرنل فریدی کے
لبوں پر مسکراہٹ دوڑنے لگی.
" تو اس کروشو نے فارمولے کو پہلے کی طرح مائیکرو فلم میں
تبدیل کر دیا تھا "۔۔۔۔۔ کرنل فریدی نے باکس کو واپس
میز پر رکھتے ہوئے کہا.
" کروشو نے ۔۔۔ کیا مطلب "۔۔۔۔۔ کیپٹن حمید نے
کہا.
" اس نے پہلے بھی ایسا ہی کیا تھا ۔۔۔ بہر حال میں چیک
کر لیتا ہوں "۔۔۔۔۔ کرنل فریدی نے کہا اور مائیکرو فلم
لے کر تیزی سے کمرے کے اس دروازے کی طرف بڑھ گیا
جو اس کی ذاتی لیبارٹری کو جاتا تھا.
تھوڑی دیر بعد وہ واپس آیا تو اس کے لبوں پر واقعی
مسکراہٹ تھی.
" یہ بلاشک ریز کا ہی فارمولا ہے. اس کا مطلب ہے
کہ واقعی کروشو وہاں پہنچا تھا "۔۔۔۔۔ کرنل فریدی نے
مسکراتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی اس نے رسیور اٹھایا اور
تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیے.
" روزہ دار علی عمران بول رہا ہوں "۔۔۔۔۔ عمران کی
آواز سنائی دی.
" کیا بتانا ضروری ہوتا ہے کہ تم نے روزہ رکھا ہوا ہے "۔۔۔

کرنل فریدی نے مسکراتے ہوئے کہا.
" جناب روزہ بھی فرض ہے اور حج بھی فرض، حج تو
زندگی میں ایک بار ہوتا ہے اور روزے تو ہر سال میں
ایک ماہ رکھے جاتے ہیں، اس لئے اگر زندگی میں ایک بار
حج پڑھ لینے کے بعد اگر باقی ساری عمر حاجی کہلایا جا سکتا
ہے تو ہر سال روزے رکھنے، ہر سال زکوٰۃ دینے اور دن
میں پانچ بار نمازیں پڑھنے والا اپنے آپ کو نمازی، زکاتی،
اور روزہ دار کیوں نہیں کہلا سکتا "۔۔۔۔۔ عمران کی زبان
چل پڑی اور کرنل فریدی بے اختیار ہنس پڑا.
" آپ کی بچگانہ ہنسی بتا رہی ہے کہ پنسل باکس کا تحفہ
آپ کو پسند آ گیا ہے. ویسے میں نے تو کیپٹن صاحب
کے لئے بھیجا تھا. چلیں آپ رکھ لیں، انہیں میں پنسل تراش
بھیج دوں گا، سنا ہے آج کل وہ بس پنسل سے تصویریں بنا
بنا کر دیکھنے پر ہی گزارہ کر رہے ہیں "۔۔۔۔۔ عمران نے
کہا اور کرنل فریدی ایک بار پھر ہنس پڑا.
" سلیمان کو رسیور دو ۔۔۔ میں نے اس سے معذرت
کرنی ہے. واقعی اس وقت غصے کی وجہ سے میرا لہجہ زیادہ
ہی سخت ہو گیا تھا "۔۔۔۔۔ کرنل فریدی نے مسکراتے ہوئے
کہا.
" سلیمان محلے والوں کو سمجھانے گیا ہوا ہے کہ روزے دار
کا روزہ افطار کرانا بہت بڑی نیکی ہے. اس لئے وہ زیادہ

سے زیادہ افطاری مسجد میں بھجوایا کریں"۔۔۔۔۔ عمران نے
جواب دیا اور کرنل فریدی ایک بار پھر قہقہہ مار کر ہنس پڑا۔
" عمران ۔۔۔ کیا واقعی جیب تراشوں نے تم سے فارمولا
حاصل کر لیا تھا"۔۔۔۔۔ کرنل فریدی نے ہنستے ہوئے کہا۔
" آپ تو ہنس رہے ہیں، پتہ تو اسے چلتا ہے جس کی
جیب کٹتی ہے۔ یقین کریں میری بھی جیب کٹی تو مجھے پتہ
چلا کہ کیا حشر ہوتا ہے۔ وہ تو بھلا ہو انسپکٹر اسلم کا جس
نے ان کا ایک ساتھی ٹریس کر لیا جس سے معلوم ہوا کہ
کس نے انہیں گولی ماری اور لفافہ لے گیا۔ اگر وہ ایسا نہ
کرتا تو ابھی تو مجھے ہارڈ فون صرف سننی پڑی تھی پھر تو
واقعی ہارڈ سٹون میری کھوپڑی کو کچل کر رکھ دیتا"۔۔۔۔
عمران نے کہا۔

" آئی۔ ایم سوری عمران ۔۔۔ دراصل مجھے جب رپورٹ
ملی کہ جیب تراشوں نے تمہاری جیب سے فارمولا اڑایا ہے
تو یقین کرو کہ مجھے ایک فیصد بھی یقین نہ آیا تھا۔ میں یہی
سمجھ رہا تھا کہ تمہاری نیت فارمولے پر خراب ہو گئی ہے"۔
کرنل فریدی نے مسکراتے ہوئے معذرت بھرے لہجے میں
کہا۔

" نیت بھی خراب تو کیا ہوتی اس بے جان فارمولے پر ہی
ہوتی تھی۔ یہاں پاکیشیا میں تو ایسے ایسے جاندار فارمولے موجود
ہیں کہ نیت چھوڑ عمل بھی خراب ہو سکتا ہے۔ بہرحال میں

آپ کو تفصیل بتا دیتا ہوں تاکہ آپ کو اتنا تو احساس ہو
جائے کہ بیچارے روزہ دار عمران کو روزہ بچانے کے لئے
کیا کچھ کرنا پڑا ہے"۔۔۔۔۔ عمران نے کہا اور پھر اس
نے بنک سے فارمولا حاصل کرنے سے لے کر کروشو تک
پہنچنے اور پھر پوسٹ آفس سے پنسل باکس حاصل کرنے
تک پوری تفصیل بتا دی۔

" اوہ لیکن اس کروشو کو یہ سب کچھ کیسے معلوم ہو گیا"۔۔۔
کرنل فریدی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

" یہ کروشو کے اس خود ساختہ سپر ڈکٹا فون کا کمال ہے
جو اب بھی آپ کی کوٹھی میں کہیں پڑا ہو گا۔ ایک چھوٹے سے
بٹن کی صورت میں۔ ہو سکتا ہے کیپٹن صاحب نے جھاڑو
دیتے ہوئے اسے کسی کوڑے کے ڈرم تک پہنچا دیا ہو"۔۔۔
عمران نے کہا اور کرنل فریدی بے اختیار چونک پڑا۔

" ویری سیڈ ۔۔۔ اس کا مطلب ہے کہ اب مجھے کوٹھی
کے اندر ایسے آلات نصب کرنے ہوں گے جو ایسی چیزوں
کو مارک کر لیا کریں"۔۔۔۔۔ کرنل فریدی نے چونک کر کہا۔

" پھر جناب کیپٹن صاحب کو پہلے کوٹھی بدر کرنا پڑے
گا۔ آپ یہ سوچ لیں۔ وہ بھی عقل کے لحاظ سے بٹن ہی ہیں"۔
عمران نے جواب دیا اور کرنل فریدی بے اختیار قہقہہ مار
کر ہنس پڑا۔

" یہ محض بکواس کر رہا ہے، آپ پر احسان جتانے

کے لئے۔" ——— کیپٹن حمید جو لاؤڈر پر ساری باتیں سن رہا تھا آخر کار بول ہی پڑا۔

"دیکھ لیجئے کرنل صاحب، یہ بھی ڈکٹا فون کی طرح بولنے والا بٹن ہے اور رینج بھی ملاحظہ کیجئے کہ کافرستان سے پاکیشیا تک ہے۔ اب آگے آپ کی مرضی ہے۔" ——— عمران نے کہا اور کرنل فریدی ایک بار پھر ہنس پڑا۔

"بس بکواس کرنی آتی ہے تمہیں اور حالت یہ ہے کہ جیب تراش تمہاری جیب کاٹ لیتے ہیں۔" ——— کیپٹن حمید نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"ظاہر ہے جس کی جیب ہوتی ہے وہ جیب تراشوں کا نشانہ بنتا ہے اور سنا ہے کہ عورتیں لباس میں جیب رکھنے کا تکلف ہی نہیں کرتیں۔" ——— عمران بھلا کہاں باز آنے والا تھا۔ اس نے ترکی بہ ترکی جواب دے دیا۔

"اس کی بکواس بھی آپ ہی سنتے رہیے۔" ——— کیپٹن حمید نے غصیلے لہجے میں کہا اور اٹھ کر تیزی سے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

"عمران وہ کردشو اب کہاں ہے؟" ——— کرنل فریدی نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"میرا تو خیال تھا کہ اسے بھی پنسل باکس کے ساتھ آپ کو بطور تحفہ بھیج دوں کیونکہ اس نے پنسل باکس میں پنسل تراش کی جگہ مائیکرو فلم رکھ کر جس طرح فارمولا پاکیشیا سے

باہر نکالنے کی منصوبہ بندی کی تھی۔ اس سے تو یہی ظاہر ہوتا تھا کہ وہ خاصا دانشمند آدمی ہے اور دانش کا تحفہ آپ کے لئے نہ سہی کیپٹن حمید کے لئے تو نہایت ضروری تھا لیکن شاید اس کی دانش انتہائی درجے تک پہنچی ہوئی تھی۔ اس لئے دانش منزل میں پہنچتے ہی جب ہمارے چیف نے اس میں دانش منزل کی دانش مزید بھرنی چاہی تو اس کا فیوز ہی اڑ گیا۔" ——— عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"مطلب ہے پوچھ گچھ کے دوران ہی مر گیا۔" ——— کرنل فریدی نے کہا۔

"نہیں جناب، وہ کہتے ہیں کہ دانشمندی کی انتہا جہاں ہوتی ہے وہاں سے پاگل پن کی سرحد شروع ہو جاتی ہے۔ بس وہ سرحد پار کر گیا۔" ——— عمران نے جواب دیا۔

"مطلب ہے پاگل ہو گیا نہیں وہ انتہائی عیار ایجنٹ ہے اس لئے تم اسے اسی حالت میں میرے پاس بھجوا دو، میں خود ہی اس کے ذہن کو درست کر لوں گا۔" ——— فریدی نے ہنستے ہوئے کہا۔

"واقعی اس معاملے میں آپ کا تجربہ وسیع ہے۔ آخر آپ کیپٹن حمید کو بھی تو درست کرتے ہی رہتے ہیں لیکن ہمارے چیف کو آپ کے اس تجربے کا علم نہ تھا چنانچہ اس نے اسے پاگل خانے بھجوا دیا۔ اب پتہ نہیں کہ وہاں کے ڈاکٹروں نے اس کا فیوز ٹھیک کیا یا اس نے خود ہی ٹھیک کر لیا۔ بہرحال وہ اب وہاں سے

غائب ہو چکا ہے"۔۔۔۔ عمران نے جواب دیا اور کرنل فریدی نے بے اختیار طویل سانس لیا۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ عمران کرد شو سے خود ہی ساری معلومات حاصل کرنا چاہتا ہے۔ اس لئے اسے چکر دے رہا ہے لیکن ظاہر ہے فارمولا اسے مل چکا تھا اس لئے اسے اب کرد شو سے کوئی دلچسپی نہ رہی تھی۔

"بہرحال میں مشکور ہوں عمران کہ تم نے واقعی فارمولا اس کرد شو سے واپس حاصل کرنے کے لئے خاصی بھاگ دوڑ کی ہے"۔۔۔۔ کرنل فریدی نے ہنستے ہوئے کہا۔

"آپ سے ڈر لگتا تھا اس لئے مجبوراً کرنی پڑی ورنہ آپ میرے پیچھے بھاگ رہے ہوتے اور میں آپ سے بچنے کے لئے آپ سے آگے دوڑ رہا ہوتا۔ لیکن خالی شکریے سے کام نہیں چلے گا۔ میں آپ کے وعدے کے پورے ہونے کا منتظر رہوں گا"۔۔۔۔ عمران نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے وعدہ ضرور پورا ہوگا"۔ کرنل فریدی نے جواب دیا۔

"آج تک تو کنواروں کے وعدے کبھی پورے نہیں ہوئے اب شاید ہو جائے خدا حافظ۔ افطاری کا وقت ہو رہا ہے۔ ایسا نہ ہو کہ میرے پہنچنے تک مسجد میں آنے والا افطاری کا سارا سامان ہی غائب ہو جائے اور میں رہوں وضو کرتا"۔ عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا اور کرنل فریدی نے مسکراتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔

ختم شد

عمران سیریز میں ایک دلچسپ اور منفرد انداز کا ناول

ٹاپ پرائز

مصنف:۔ مظہر کلیم ایم اے

- ٹاپ پرائز۔ دنیا کا سب سے بڑا انعام جو سائنس، طب اور ادب کی انقلابی ریسرچ پر دیا جاتا تھا۔
- ٹاپ پرائز۔ ایک ایسا بین الاقوامی انعام، جس کا حصول نہ صرف کسی سائنسداں بلکہ اس کے ملک کے لئے بھی انتہائی قابلِ فخر سمجھا جاتا ہے۔
- ٹاپ پرائز۔ جب پاکیشیا کے ایک سائنسدان کو دیا جانے لگا تو اس کے خلاف بین الاقوامی طور پر سازشوں کا آغاز ہو گیا ——— ؟
- ٹاپ پرائز۔ پاکیشیائی سائنسدان کو جب اس کے حق کے باوجود اس انعام سے محروم رکھنے کی سازش ہونے لگی تو عمران کو مجبوراً میدانِ عمل میں کودنا پڑا اور پھر ایک منفرد اور تحیر خیز جدوجہد کا آغاز ہو گیا۔
- ٹرومین۔ جو اس خوفناک سازش کے خلاف عمران کے ساتھی کی حیثیت سے سامنے آیا اور پھر اپنے مخصوص انداز میں اس نے جب کام شروع کیا تو ——— ؟
- کرسٹائن۔ ولیٹرن کارمن کی سکیورٹی ایجنسی کا چیف جو پاکیشیائی سائنسدان کی بجائے اپنے ملک کے لئے ٹاپ پرائز حاصل کرنا چاہتا تھا کیا وہ اس میں کامیاب ہو گیا یا ——— ؟
- کرسٹائن۔ ایک ایسا کردار۔ جس نے ٹاپ پرائز کے حصول کے لئے معصوم بچوں پر انتہائی ہولناک تشدد کرنے سے بھی گریز نہ کیا۔
- کرسٹائن۔ جو ولیٹرن کارمن کی انتہائی خوفناک ایجنسی روٹ کا چیف تھا اور اس نے ٹرومین، عمران اور اس کے ساتھیوں کے خلاف جب اپنی انتہائی خطرناک ایجنسی کو حرکت دی تو ٹرومین اور عمران اور اس کے ساتھیوں پر یقینی موت کے سائے پھیلتے چلے گئے۔
- ٹاپ پرائز۔ جسے اس کے صحیح حقدار تک پہنچانے کے لئے ٹرومین، عمران اور اس کے ساتھی اپنی جانوں پر کھیل گئے ——— ؟
- ٹاپ پرائز۔ آخر کار کس کے حصے میں آیا ——— ؟ کیا واقعی ٹاپ پرائز اس کے صحیح حقدار کو ملا ——— یا ——— ؟

وہ لمحہ

جب ٹائیگر کو ٹاپ پرائز دینے کا اعلان کر دیا گیا ——— مگر عمران کو اس پر اعتراض تھا ——— کیوں ——— ؟

——— انتہائی حیرت انگیز سچویشن ———

- بین الاقوامی انعام کے پس منظر میں ہونے والی ایسی خوفناک سازشوں کی کہانی ——— جس سے دنیا ہمیشہ لاعلم رہتی ہے۔
- بے پناہ جدوجہد۔ انتہائی تیز رفتار ایکشن اور اعصاب شکن سسپنس پر مشتمل ایک ایسا ناول جو یقیناً آپ کو جاسوسی ادب کی نئی جہتوں سے روشناس کرائے گا۔

یوسف برادرز پاک گیٹ ملتان

عمران سیریز میں ایک دلچسپ اور یادگار ناول

لاسٹ اپ سیٹ

مصنف

مظہر کلیم ایم اے

لاسٹ اپ سیٹ ایک ایسا مشن جس میں عمران اور اس کے ساتھیوں کو فتح حاصل کرنے کے باوجود آخری لمحات میں شکست سے دوچار ہونا پڑا۔

لاسٹ اپ سیٹ ایک ایسا مشن جس کا لیڈر بلیک زیرو تھا اور عمران اس کے ماتحت کام کر رہا تھا۔ انتہائی دلچسپ سچوئیشنز۔

لاسٹ اپ سیٹ ایک ایسا مشن جس میں پاکیشیا سیکرٹ سروس کو مکمل طور پر نظر انداز کر دیا گیا۔ کیوں ——— ؟

سینئر کنگ ایک ایسا غیر ملکی ایجنٹ جس کی کارکردگی کا مقابلہ عمران اور بلیک زیرو مل کر بھی نہ کر سکے۔ انتہائی دلچسپ کردار۔

سینئر کنگ دیو قامت اور مارشل آرٹ کا ماہر ایجنٹ۔ جس کی دوبدو فائٹ سپریم فائٹر بلیک زیرو سے ہوئی۔ انتہائی خوفناک اور تیز رفتار فائٹ۔ نتیجہ کیا نکلا ——— ؟

وہ لمحہ جب سنسان اور ویران پہاڑوں میں عمران اور اس کے ساتھیوں، غیر ملکی ایجنٹ سینئر کنگ اور اس کے ساتھی اور کافرستان سیکرٹ سروس کے چیف شاگل اور اس کے ساتھیوں کے درمیان ہونے والی انتہائی ہولناک جنگ۔ ایسی جنگ جس میں تمام فریق موت کے منہ میں پہنچ گئے۔

بلیک زیرو، توصیف، عمران اور ٹائیگر علیحدہ علیحدہ اس مشن پر کام کرتے رہے؟

وہ لمحہ جب بلیک زیرو نے عمران کی بات ماننے سے صاف انکار کر دیا اور فیصلہ ایکسٹو پر چھوڑ دیا گیا اور ایکسٹو نے عمران کے مقابل بلیک زیرو کی حمایت کر دی۔ یہ تیسرا ایکسٹو کون تھا۔ انتہائی دلچسپ سچوئیشن۔

وہ لمحہ جب عمران نے مشن کی کامیابی کو جان بوجھ کر شکست میں تبدیل کر دیا اور بلیک زیرو نے کھلے عام عمران پر غداری کا الزام لگا دیا۔ کیا واقعی عمران پاکیشیا سے غداری پر اتر آیا تھا ——— ؟

لاسٹ اپ سیٹ ایک ایسا مشن جس میں پہلی بار شاگل کو فتح حاصل ہوئی اور کافرستان حکومت نے شاگل کو ملک کا اعلیٰ ترین اعزاز دینے کا اعلان کر دیا۔ کیا واقعی شاگل کامیاب رہا اور عمران اور بلیک زیرو اس کے مقابل شکست کھا گئے۔

انتہائی حیرت انگیز انجام

انتہائی تیز رفتار ایکشن

وقت کی نبضیں روک دینے والا سسپنس

ایک ایسا ناول جو ہر لحاظ سے منفرد اور یادگار حیثیت کا حامل ہے

شہرہ آفاق مصنف جناب مظہر کلیم ایم اے کی عمران سیریز

ناول	حصہ
ریڈ ڈاٹ	مکمل
لوگاسا مشن	مکمل
لاسٹ فائٹ	اول
لاسٹ فائٹ	دوم
فلاسٹر پروجیکٹ	اول
فلاسٹر پروجیکٹ	دوم
کروشو	مکمل
ہارڈ مشن	اول
ہارڈ مشن	دوم
ہالو وال	مکمل
ٹاپ پرائز	مکمل
سارتو مشن	اول
سارتو مشن	دوم
سپر مائینڈ ایجنٹ	اول
سپر مائینڈ ایجنٹ	دوم
برائٹ سٹون	مکمل
زاراک	مکمل
زیرو لاسٹری	مکمل
ٹیکساٹ	مکمل
جم مائٹ	مکمل
لانگ فائٹ	اول
لانگ فائٹ	دوم
بگ باس	مکمل
بوگانو	مکمل
لاسٹ راؤنڈ	مکمل
مثالی دنیا	مکمل
تھرڈ فورس	اول
تھرڈ فورس	دوم
فائی لینڈ	اول
فائی لینڈ	دوم
بلڈی گیم	مکمل
زیرو بلاسٹ	مکمل

یوسف برادرز پاک گیٹ ملتان

بھی یقیناً لاش بھی وہاں سے ملے گی"۔۔۔۔ کرنل فریدی نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا اور ایک جھٹکے سے رسیور رکھ دیا۔

"بہت ہی ہوشیار اور کایاں آدمی ہے یہ"۔۔۔۔ کیپٹن حمید نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"ہاں واقعی میرے تصور سے بھی زیادہ ہوشیار اور تیز نکلا ہے۔ بہرحال بچ کر کہاں جاسکے گا۔ تم لانگ رینج ٹرانسمیٹر اٹھا لاؤ تاکہ جیمز کی کال رسیو کی جاسکے"۔۔۔۔ کرنل فریدی نے کہا۔

"مگر ابھی اس کی کال آنے میں تو شاید دو ڈھائی گھنٹے دیر ہے۔ دو گھنٹے بعد تو طیارہ ایکریمیا پہنچے گا اور پھر اسے کور کرنے میں بھی کچھ وقت تو لگے گا"۔۔۔۔ کیپٹن حمید نے کہا لیکن پھر اس سے پہلے کہ اس کا فقرہ مکمل ہوتا کرنل فریدی کا ملازم لانگ رینج ٹرانسمیٹر اٹھائے اندر داخل ہوا۔ ٹرانسمیٹر سے کال کاشن آرہا تھا۔

"اوہ کال آگئی۔ اتنی جلدی"۔۔۔۔ کرنل فریدی اور کیپٹن حمید دونوں نے بیک وقت کہا اور کرنل فریدی نے جھپٹ کر ملازم سے ٹرانسمیٹر لیا اور اسے میز پر رکھ کر اس نے اس کا بٹن دبا دیا۔

"ہیلو ہیلو جیمز کالنگ، اوور"۔۔۔۔ بٹن دبتے ہی جیمز کی آواز سنائی دی۔

"یس ہارڈ اسٹون اٹنڈنگ۔ کیا بات ہے اتنی جلدی کال کی ہے، اوور"۔۔۔۔ کرنل فریدی نے تیز لہجے میں کہا۔

"باس۔ کافرستان سے ایکریمیا آنے والی پرواز کو راستے میں حادثہ پیش آگیا ہے۔ جہاز ایک دھماکے سے فضا میں ہی کریش ہوگیا ہے اور جہاز میں موجود تمام مسافر ہلاک ہوگئے ہیں۔ ابھی ریڈیو اور ٹیلی ویژن پر اس کی اطلاع دی گئی ہے۔ جہاز سسلی کے ائیرپورٹ سے پرواز کے فوراً بعد کریش ہوا ہے اور اس کا ملبہ سسلی کے ایک گاؤں پر گرا ہے، اوور"۔۔۔۔ جیمز نے کہا اور کرنل فریدی کے ہونٹ بھنچ گئے۔

"جیمز، فوراً معلوم کرو کہ سسلی پر کون کون سے مسافر جہاز سے اترے تھے۔ وہ راجر کہیں سسلی میں تو نہیں اتر گیا، اوور"۔ کرنل فریدی نے تیز لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے سر۔ میں معلوم کرتا ہوں، اوور"۔۔۔۔ جیمز نے جواب دیا۔

"فوراً معلوم کر کے مجھے کال کرو، اوور اینڈ آل"۔۔۔۔ کرنل فریدی نے کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

"عجیب حیرت انگیز باتیں سامنے آرہی ہیں"۔۔۔۔ کیپٹن حمید کے لہجے میں حیرت تھی۔

"مجھے یقین ہے کہ وہ راجر وہیں سسلی میں ڈراپ ہوگیا ہوگا اور اس نے جہاز میں کوئی ایسا آلہ چھوڑ دیا ہوگا جس سے جہاز فضا میں کریش ہوگیا۔ اس طرح اس کے مطابق اگر